پچیس سال گذشتہ مین چالیس ہزار سرٹفکیٹ ہماری کامیابی کی سب سے بڑی شہادت

آبِ حیات

قیمت فی شیشی دو روپے عہ

نمونہ کی شیشی

آبِ حیات نے جس قدر نام پایا ہے اسکی مکمل تشریح کے واسطے ایک علیحدہ کتاب کی ضرورت ہے۔ اسکے فوائد کی تصدیق میں گذشتہ پچیس سال کے اندر چالیس ہزار سرٹفکیٹ موصول ہو چکے ہیں عام طور پر ہر ایک انسانی بیماری کے واسطے اکسیر اعظم ہے۔ طرفہ یہ کہ اس کا اثر فوراً ظاہر ہوتا ہے ہر قسم کی کھانسی۔ سردرد۔ زکام۔ نمونیا۔ دردریح۔ وجع المفاصل نقرس۔ امراض معدہ پر اس کا اثر فوراً ظاہر ہوتا ہے اور فساد خون قولنج ہیضہ طاعون پھوڑا پھنسی اور دانت کے درد ضعف بصارت کیلئے نہایت مفید دوا ہے۔ آبِ حیات جس گھر میں موجود ہے اُس کو اور ادویات تیار کرانے کی ضرورت نہیں رہتی۔ ایک شیشی میں پچاس بیماروں کیلئے کافی دوا ہوتی ہے۔ آبِ حیات کے مقابلہ میں اور ادویات کے وزنی بکس فضول ہیں سفر و دیہات میں جہاں حکیم و ڈاکٹر نہیں مل سکتا وہاں یہ نعمتِ عظمیٰ ہے۔ بڑے بڑے ڈاکٹر اور حکیم اسکے استعمال سے پانچ کے پچاس بنا رہے ہیں ناواقف اسکو استعمال کرکے پورا حکیم بن سکتا ہے قیمت فی شیشی عہ تین شیشی ۱۲ چھ شیشی ۱۱ ایک درجن ۲۲ دو درجن للعہ علاوہ محصولڈاک

صوفیانہ سُرمہ

یہ سرمہ ضعفِ بصر تاریکی چشم دھند جالا۔ پڑوال غبار پھولا۔ سرخی۔ پانی بہنا خارش وغیرہ کے واسطے بفضلِ خدا شرطیہ حکمیہ علاج ہے۔ سٹوڈنٹوں اور قانون پیشہ اصحاب کے لئے یہ ایک عجیب و غریب تحفہ ہے۔ جو صاحب اس کو اپنا معمول بنائینگے انشاءاللہ عمر بھر کبھی انکی آنکھیں خراب ہونگی جوانی کی عمر میں جو لوگ اس کا استعمال کرتے رہینگے بوقت پیری اپنی آنکھوں کو جوانی سے بہتر پائینگے قیمت فی تولہ سرمہ سفید عہ فی تولہ سرمہ سیاہ عہ

محافظِ دندان

دانت مشین خدائی ہیں اُن چیزوں کا جن سے ہمارے جسم کی پرورش ہوتی ہے غذا وغیرہ تمام دنیا کی نعمتیں جو معدہ میں داخل کریں انکی درستی ابتداءً انہیں دانتوں سے ہوتی ہے پس ہر وقت انکو صاف رکھنے کی فکر رکھیں اس سنون سے ہلتے دانت مضبوط۔ مسوڑوں کا گوشت درست خون آنا بند۔ بدبو میل دور دانت گرنے سے محفوظ اور کیڑا نہیں لگتا دانت ہمیشہ موتیوں کیطرح چمکدار رہتے ہیں قیمت چار تولہ (عہ)

پتہ ملنے کا:- منیجر کارخانہ آبحیات لمیٹڈ پنڈی بہاؤالدین ڈاکخانہ صوفی آبحیات پنجاب

پُرانی اور نئی نایاب کتابیں

رعایتی قیمت پر

بڑی بڑی لائبریریوں۔ اُمرا اور شائقین علم کے کتب خانوں کے لئے اِن کتابوں پر ایک سرسری نظر ڈال جائیے صِرف ایک ایک جلد ہر ایک کتاب کی موجود ہے۔ اِس لئے صِرف سب سے اوّل آرڈر کی تعمیل ہو سکتی ہے۔ اِس لئے آج ہی ڈاک میں خط ڈال دیں دیر سے خط لکھنے میں سوائے مایُوسی اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔

قرآن مجید قلمی } نایاب نسخہ ہے۔ ہر صفحہ پر سُنہری کام ہے تاریخی نُسخہ ہے۔ عالمگیر نے ایک امیر کو بطور انعام دیا۔ عالمگیر کی مُہر ثبت ہے اور حکم درج ہے۔ ہدیہ پندرہ سو روپیہ (اس میں کوئی رعایت نہیں)

سوانح عمری حضرت رسول کریم صلعم مطبوعہ فرانس } جو آرٹ اور چھپوائی کی بہترین یادگار ہے صرف ایک ہزار نسخہ پیرس سے جنگ عظیم کے وقت شائع ہوا تھا جس کا صرف ایک کتاب یہاں پر موجود ہے۔ چمڑے کے دبیز کاغذ پر چھپی ہوئی کتاب ہے۔ بیس۲ پونڈ پر فروخت ہوئی تھی اب نایاب ہے۔ مصری اور عربی نمونہ کے متعدد صفحے کے نقش و نگار اور مساجد مدینہ منورہ و مکہ معظمہ کے پورے صفحہ کے فوٹو بھی ہیں۔ قیمت ڈھائی سو روپیہ (اس میں بھی کوئی رعایت نہیں)

تمدّن عرب } یہ کتاب آجکل بہت مشکل سے ملتی ہے۔ کتاب کا نسخہ پُرانا ہے۔ اصل قیمت پچاس روپیہ تھی۔ ہم تیس۳۰ روپیہ کو دے سکتے ہیں۔

اِستعمال شُدہ کتابیں

حالات عرب و عراق و عمان } حجم ۳۲۲ صفحہ قیمت دوؔ روپیہ رعایتی قیمت ایک روپیہ

حالات نجد و وسط و شرق عرب } حجم ۴۰۴ صفحہ قیمت ڈھائی روپیہ رعایتی قیمت سوا روپیہ

یہ دونوں کتابیں ایک جلد میں مجلد ہیں اگر کوئی صاحب دونوں کتابیں مجلد خرید فرماویں تو صرف دوؔ روپیہ دونوں کے لئے جاویں گے۔

حکایات الصالحین } اولیاء اللہ کے حالات میں ہے۔ حجم ۱۲۰ صفحہ قیمت ۶؍ رعایتی ۳؍

علم زراعت } مؤلفہ ٹی ایس کوچک قیمت ایک روپیہ

نیرنگ باغبانی } مؤلفہ مالک کارخانہ ایٹہ قیمت آٹھ آنہ

گنجینہ زراعت } مؤلفہ سردار احمد خاں صاحب بہادر ڈپٹی کلکٹر نہر قیمت دوؔ روپے دس آنہ

یہ تینوں کتابیں علم زراعت کے متعلق ہیں اور نہایت مضبوط و خوبصورت جلدیں مجلد ہیں۔ اصل قیمت للعہ رعایتی تینوں کتابوں کی معہ قیمت جلد بندی عہ

ملنے کا پتہ: مینیجر صوفی بک ڈپو پنڈی بہاؤالدین پنجاب

دُنیا میں دوزخ } چوہدری فضل حق صاحب ممبر پنجاب کونسل کی جیل کی زندگی کے مشاہدات قیمت عہ رعایتی ۵ر

قرآن مجید پہلا سیپارہ معہ متن عربی و ترجمہ و تفسیر انگریزی
قیمت فی جلد دو روپیہ رعایتی ایک روپیہ

تاریخ راجستان } دو ضخیم جلدیں۔ راجپوت قوم اور راجپوت بادشاہوں کی مفصل تاریخ۔ قیمت مجلد پچیس روپیہ
رعایتی پندرہ روپیہ ہر دو حصہ مجلد ہیں۔

سفرنامہ حجاز } علیا حضرت بیگم صاحبہ بھوپال کا سفرنامہ حجاز قیمت تین روپیہ مجلد رعایتی عہ

سیر المتاخرین } تاریخ ہند پر تین جلدوں ہیں۔ اس میں سارے ہندوستان خاصکر سلاطین دہلی کے حالات درج ہیں مجلد قیمت صہ ر
رعایتی تین روپے ہندوستان کی اقوام اور صوبوں کا ذکر راجہ پرتھی راج تک ہندو راجاؤں کے حالات اور شاہ عالم بادشاہ دہلی تک مسلمان فرمانرواؤں کے حالات مجلد کپڑا اور چمڑا جلد کی قیمت معاف۔

کلیات سعدی شیرازی } قیمت فی جلد دو روپے رعایتی ایک روپیہ

حیات جامی } قیمت فی جلد آٹھ آنے رعایتی چار آنے

مرغوب القلوب } حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی کے سفرنامہ مدینہ منورہ کا ترجمہ۔ قیمت عہ رعایتی عہ ر

سوانح حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ } قیمت ۸ر رعایتی ۴ر
یہ تینوں کتابیں ایک جلد میں مجلد ہیں۔ اصل قیمت عہ ر رعایتی عہ
جلد کی قیمت معاف۔

تحفۃ السالکین اردو ترجمہ ارشاد الطالبین } مؤلفہ حضرت قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی۔ قیمت آٹھ آنے رعایتی چھ آنے (۶ر)

سراج ہدایت } قیمت فی جلد ایک روپیہ چار آنے رعایتی صرف ۴ر

خلافت شیخین } حضرت ابابکر صدیق و حضرت عمر فاروق کے عہد کے حالات مؤلفہ مرزا حیرت۔ قیمت مجلد ۳ر رعایتی عہ ر

محبوبہ کربلا } جرجی زیدان ایڈیٹر الہلال کی کتاب کا اردو ترجمہ قیمت فی جلد عہ مجلد رعایتی ایک روپیہ

مدارج النبوۃ کامل دو جلد } حجم قریباً اٹھارہ سو صفحہ۔ حالات آنحضرت صلعم از ہجرت تا وصال از حضرت شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی۔ قیمت ہر دو جلد مجلد ۱۲ر رعایتی للعہ

رسالہ علم فلاحت } فن کاشتکاری پر با تصویر کتاب قیمت مجلد عہ رعایتی مجلد ایک روپیہ

ترجمہ منتخب التواریخ } حجم قریباً ساڑھے پانچسو صفحہ۔ اکبر بادشاہ عہد کے حالات بزبان اردو۔ مؤلفہ مولانا عبدالقادر صاحب بدایونی۔ قیمت مجلد ۳ر رعایتی مجلد عاصہ

محب اپان } مؤلفہ شیخ اکبر علی صاحب ہاؤس سرجن ڈسٹرکٹ کالج ہو(?) قیمت مجلد عہ ر رعایتی مجلد ۶

خزینۃ الاصفیا دو جلد } ہندوستان کے اولیائے کرام کے حالات ہیں۔ حجم بارہ سو صفحہ
قیمت مجلد کتاب دس روپیہ رعایتی ہر دو جلد مجلد پانچ روپے

سیر المدار } حضرت سید بدیع الدین قطب المدار کے حالات زندگی قیمت مجلد عہ رعایتی مجلد ۴ر

حیات القلوب } شیعہ عقائد کے مطابق مجتہد ملا محمد باقر اصفہانی کی تاریخ اسلام کا ترجمہ۔ حجم پونے دو ہزار صفحہ
بڑی تقطیع کی کتاب مجلد قیمت دس روپے رعایتی مجلد صہ ر

عہد حکومت سلطان عبدالحمید } ایک انگریزی شہزادی کی لکھی ہوئی کتاب کا ترجمہ۔ اسمیں ترکی عورتوں کے متعلق حالات بھی ہیں۔ دو حصہ۔ حجم قریباً نو سو صفحہ
قیمت علاوہ جلد پانچ روپیہ رعایتی مجلد دو روپے (عاصہ)

تاریخ الائمہ } مؤلفہ سید وزیر حسین صاحب سب جج مشہور بہ چودہ مجالس قیمت مجلد دو روپیہ رعایتی مجلد ایک روپیہ

تذکرہ علمائے ہند } قیمت مجلد پونے دو روپیہ رعایتی معہ جلد قیمت ایک روپیہ

کتاب شہادت } اسلام کی خانہ جنگی پر جو شہادت حضرت عثمان کے بعد شروع ہوئی روشنی ڈال کر ثابت کیا گیا ہے کہ یہ ایک افسانہ اور بعد کی تراشی ہوئی داستان ہے۔ مؤلفہ مرزا حیرت دہلوی۔ حجم تیرہ سو صفحہ۔ قیمت مجلد ۶ر رعایتی مجلد ۳ر

ملنے کا پتہ: مینیجر صوفی بک ڈپو پنڈی بہاؤالدین پنجاب

محبوبۂ قریش } جرجی زیدان کے مشہور ناول متعلقہ شہادت حضرت عثمانؓ کا ترجمہ۔ قیمت عہ

ناول عبدالرحمٰن } جرجی زیدان کے مشہور ناول عبدالرحمٰن فاتح اندلس کے متعلق۔ قیمت عاؔر

دونوں ناول ایک جلد میں مجلد ہیں قیمت لللعہ رعایتی معہ جلد عاؔر

گلستان عرب } حجاز کے تاریخی اور جغرافیائی حالات قیمت ایک روپیہ چار آنے

زیارۃ الشام والقدس } دمشق۔ بیروت۔ یافہ۔ بیت المقدس مصر وغیرہ کے حالات قیمت ۸ر

سفردار المصطفےٰ } کپتان برٹن صاحب کے سفرنامہ حجاز کا ترجمہ جنہوں نے مسلمانوں کے بھیس میں رہکر کئی سال مدینہ منورہ میں سیر کرکے یہ سفرنامہ لکھا ہے۔ قیمت دو روپے (عاؔر)

یہ تینوں کتابیں ایک جلد میں مجلد ہیں قیمت مجلد ۱۲ر رعایتی عہ ۱۲ر

تفسیر سورہ یوسف مجلد اردو } حجم سوا پانسو صفحہ قیمت عاؔ رعایتی قیمت مجلد عہ

عزیز القلوب } حجۃ الاسلام امام غزالیؒ کی کتاب مکاشفۃ القلوب کا اردو ترجمہ قیمت مجلد عاؔر رعایتی عہ

لب لباب مثنوی } مثنوی شریف مولینا روم کا لب لباب۔ قیمت ۸ر رعایتی تین آنے (۳ر)

تذکرہ علمائے حال } ہندوستان کے مشہور علمائے کرام کے حالات قیمت مجلد ایک روپیہ رعایتی ۸ر

سفرنامہ یورپ } از منیجر صاحب پیسہ اخبار۔ قیمت ۱۲ر

سفرنامہ یمن } ایک انگریز سیاح کے سفرنامہ کا ترجمہ قیمت عہ ۱۲ر

یہ دونوں کتابیں ایک جلد میں مجلد ہیں۔ قیمت عاؔر رعایتی مجلد ایک روپیہ

ازواج النبی صلعم } قیمت فی جلد ۸ر رعایتی مجلد ۵ر

حالات ترکان آل عثمان و قوم کرد } از مولانا شرر قیمت ۶ر رعایتی ۳ر

زاد الحجاج } حجاز شریف کے حالات اور سفرنامہ قیمت مجلد عہ رعایتی قیمت مجلد بارہ آنے (۱۲ر)

دو جہان کی سیر } مشہور ناولسٹ ماری کوریلی کے پر اسرار فلسفیانہ تاریخی ناول کا ترجمہ قیمت [illegible]

سمندر کی سیر } فرانس کے مشہور ناولسٹ جولیس ورن کے مشہور ناول کا ترجمہ۔ قیمت عاؔ

دونوں ناول ایک جگہ نہایت خوبصورت جلد میں مجلد ہیں قیمت لللعہ رعایتی عاؔر

نہج البلاغۃ } حضرت امیر المومنین ابن ابی طالب کے خطب و رسائل کا مجموعہ مطبوعہ مصر بزبان عربی۔ حجم آٹھ سو صفحہ
قیمت مجلد چھ روپیہ رعایتی مجلد تین روپیہ

جامع التواریخ } پیغمبروں۔ مشہور بادشاہوں۔ سپہ سالاروں۔ علمائے دین وزرائے سلطنت صوفیائے کرام کے حالات میں
قیمت مجلد تین روپیہ رعایتی مجلد سوا روپیہ (عہ)

شرع محمدی } سید امیر علی مسٹر ملا اور ولسن صاحب کی کتابوں اور فتاوائے عالمگیری کا اقتباس۔ قیمت مجلد ۱۲ر رعایتی عاؔر

رفیق الحجاج } حکیم ڈاکٹر نور حسین صاحب کا سفرنامہ حجاز مجلد قیمت معہ جلد عاؔر رعایتی مجلد ۱۲ر

سوانح حضرت خواجہ گیسو دراز گلبرگہ شریف } قیمت ۸ر

دیوان حضرت غوث اعظم } قیمت تین آنے

سفرنامہ مخدوم جہانیاں } قیمت دو آنے (۲ر)

المامون } از علامہ شبلی نعمانی مرحوم
قیمت ایک روپیہ

مولود بے نظیر } مؤلفہ حاجی نور الحسن صاحب ایم۔ اے
قیمت چار آنے

سیر العارفین اردو } قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ (عہ)

معجزات محمدیہ اردو } قیمت پانچ آنے (۵ر)

یہ ساتوں کتابیں ایک جلد میں مجلد ہیں۔ قیمت ۱۲ر جلد کی قیمت نہیں لگائی جاویگی رعایتی قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ)

(محصولڈاک ہر ایک کتاب بذمہ خریدار ہوگا)

ملنے کا پتہ: منیجر صوفی بک ڈپو پنڈی بہاؤالدین پنجاب

انساب الخلافت ترجمہ اردو سبائک الذہب عربی

عربوں اور قریش کے سلسلہ نسب پر بہترین کتاب ہے۔ حضرت آدم سے لیکر اُن بزرگان تک کے شجرہ ہائے نسب دیئے ہیں جو فتوحات یا تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں عرب سے نکل کر مختلف بلاد میں تشریف لیگئے۔ حجم صرف ۱۵۴ بڑے سائز کے صفحے۔ قیمت چار روپلے رعایتی عہ نایاب چیز ہے۔

اربعین فی اصول الدین

حجۃ الاسلام امام غزالیؒ کی کتاب کا ترجمہ ہے چمڑے کی جلد ہے
قیمت فی جلد [illegible] رعایتی معہ جلد ۱۲ ر ہے۔

سیرۃ فاطمہ

مؤلفہ حکیم سید ذاکر حسین صاحب کربلائی
قیمت دو روپے رعایتی بارہ آنے

ذکر محبوب

مؤلفہ منشی محمد غلام صاحب خوشنویس امین آبادی
قیمت ایک روپیہ رعایتی مجلد چھ آنے

کراچی کا تاریخی مقدمہ

جس میں غازیان ملت مولانا محمد علی مولانا حسین احمد صاحب دیوبندی وغیرہ کو سزا ہوئی۔ حجم چار سو صفحہ۔ قیمت عہ رعایتی ۱۲ ر

عقائد اسلام

قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ رعایتی ۱۲ ر

دول رانی خضر خان

حضرت امیر خسرو کی تالیف فارسی مثنوی
قیمت عہ رعایتی ۸ ر

الصدیق

مؤلفہ حافظ عبد الرحمن صاحب امرتسری
قیمت عہ رعایتی آٹھ آنے (۸ ر)

مناقب الحسن رسول نما

جناب سید حسن رسول نما دہلوی کے حالات زندگی
قیمت ہے رعایتی دو روپے

معجزات نبی النوری اردو ترجمہ خصائص کبری

مطبوعہ نامی مفید عام پریس آگرہ حجم پندرہ سو صفحہ۔ قیمت مجلد چرمی ع۱۲
رعایتی قیمت مجلد آٹھ روپیہ (للعہ)

گلستان مترجم

گلستان سعدی معہ فارسی متن ترجمہ اردو و شرح
قیمت ایک روپیہ رعایتی ۶ ر

اسلام میں کوئی فرقہ نہیں

از خواجہ کمال الدین صاحب مشنری اسلام
قیمت عہ ر رعایتی ۶ ر

کلر مینو فیکچرنگ

ہر قسم کے انگریزی رنگ بنانے کی کتاب ہزاروں روپیہ سالانہ کما لو۔ حجم صرف ۹۶ صفحہ۔ قیمت مجلد پانچ روپے رعایتی ایک روپیہ چار آنے

فصول مسعودیہ

اسرار تصوف و حالات بزرگان سلسلہ صوفیائے قلندریہ از حضرت شاہ مسعود علی قلندر۔ قیمت عہ رعایتی ۸ ر

قرۃ الناظر ترجمہ اردو خلاصۃ المفاخر

حضرت محبوب سبحانی سید عبد القادر جیلانی کے حالات و ملفوظات میں بہترین کتاب۔ حجم ۲۰۴ صفحہ تقطیع کلاں
قیمت چار روپیہ رعایتی سوا روپیہ

تاریخ تمدن اسلام ہر دو حصہ

جرجی زیدان کی مشہور کتاب تاریخ تمدن اسلامیہ کا
قیمت مجلد ہے رعایتی دو روپے آٹھ آنہ

منطق الطیر

فارسی مثنوی درسی کتاب
قیمت ۸ ر رعایتی ۳ ر

ہدایت النحو

مشہور درسی کتاب
قیمت چھ آنے رعایتی ۳ ر

دونوں کتابوں کے خریدار سے جلد کی قیمت نہ لی جاویگی۔

طوفان حیات

مؤلفہ راشد الخیری دہلوی
قیمت ایک روپیہ

الزہرا

مؤلفہ راشد الخیری دہلوی
قیمت بارہ آنے

دونوں کتابیں ایک جلد میں نہایت مضبوط جلد بندی میں بند ہیں۔
رعایتی قیمت مجلد سوا روپیہ ([illegible])

الخلافت

خلافت کی ابتدا اور اسکی شاندار ترقی۔ عہد بعہد کے واقعات اور خلفا کی کمزوریوں۔ زوال خلافت کے اسباب۔
قیمت ایک روپیہ چار آنے رعایتی آٹھ آنے (۸ ر)

سیال زر دو لال

ایک مشہور انگریز مصنف کی کتاب کا ترجمہ
قیمت دس آنے رعایتی تین آنے

صرف و نحو عربی

مجموعہ نحو میر شرح ملا جامی نامہ۔ عمدۃ المرام۔ خلاصہ جمل۔ قیمت ۴ ر رعایتی ۱ ر

(محصولڈاک ہر ایک کتاب بذمہ خریدار ہوگا)

ملنے کا پتہ: مینیجر صوفی بک ڈپو پنڈی بہاؤالدین پنجاب

دمشق — دمشق کی مکمل تاریخ اور فتح دمشق کے متعلق اسکے محاصرہ اور شہر کے مذہبی علمی درسگاہوں کا بیان۔ قیمت مجلد چرمی عالمہ رعایتی مجلد چودہ آنے (۱۴ر)

مفید عام معین الحکیم — مؤلفہ ڈاکٹر محمد عبد الحکیم خان ایم بی۔ انگریزی ادویات مفرد و مرکب ان کے انگریزی۔ دیسی نام۔ ان کی تشریح۔ خواص فوائد پر بہترین کتاب بطور لغات نایاب چیز ہے۔ قیمت مجلد سات روپیہ رعایتی مجلد للعہ

جامع العلوم طبی — یہ کتاب علم الادویہ۔ اقسام الادویہ۔ علم دواسازی۔ علم تشریح الامراض۔ علم طب۔ جراحی۔ تشریح یا اناٹومی۔ فزیالوجی۔ میڈیکل جورس پروڈنس پر ہے۔ قیمت مجلد گیارہ روپیہ رعایتی سات روپیہ

تربیت — بچوں کی تعلیم و تربیت۔ مختلف مضامین قیمت ایک روپیہ رعایتی ۴ر

ترجمہ رشحات — رشحات تصوف کی مشہور کتاب ہے جس میں اولیائے کرام کے حالات درج ہیں۔ یہ رشحات کا اردو ترجمہ ہے۔ حجم سوا تین سو صفحہ تقطیع کلاں۔ قیمت مجلد تین روپیہ رعایتی قیمت مجلد ایک روپیہ بارہ آنہ (عہ)

خزینۃ المیراث — میت کے ترکہ کے شرعی حصوں کی تفصیل پر اردو میں بہترین کتاب ہے۔ قیمت معہ جلد عہ رعایتی مجلد ڈو روپے (عالمہ)

شرح قصیدہ غوثیہ — از حضرت فقیر صاحب بغدادی۔ قیمت ۵ر رعایتی ۳ر

رہنمائے مقامات مقدسہ دہلی — قیمت چھ آنے رعایتی ۴ر

رباعیات حکیم عمر خیام — قیمت بارہ آنے رعایتی آٹھ آنے

مدینہ کانفرنس — جس میں دنیا کے ۳۰۰ علمائے کرام نے مدینہ میں جمع ہو کر اسلام کے اسباب زوال اور اسکے علاج پر بحث کی ہے قیمت ایک روپیہ رعایتی بارہ آنے

یہ تین کتابیں ایک جلد میں مجلد ہیں۔ تینوں کے یکجائی خریدار جلد کی قیمت جس کے نیچے چمڑا اور اوپر کپڑا ہے نہ لی جاویگی۔ قیمت رعایتی ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ)

بیان القرآن — تفسیر مؤلفہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی پہلے دو سیپاروں کی۔ قیمت للعہ رعایتی عالمہ

قانون رواج عدالتہائے پنجاب — جن لوگوں کو روزمرہ عدالتوں میں جانے کا اتفاق ہوتا ہے اور وہ انگریزی زبان سے واقف نہیں۔ انکے لئے یہ بہت مفید ہے۔ قیمت آٹھ روپیہ مجلد رعایتی عالمہ

رشحات اوج — مصنفہ حافظ محمد یعقوب صاحب اوج گیلانی۔ قیمت ۵ر رعایتی ۲ر

دستور العمل نسل کشی اسپان — مصنفہ خان صاحب سید سردار شاہ گیلانی پروفیسر ویٹرنری کالج لاہور۔ قیمت عہ رعایتی ایک روپیہ

طب اسپان — مصنفہ خانصاحب سید سردار شاہ گیلانی۔ قیمت ڈو روپیہ رعایتی عہ

رفیق اسپان بالتصویر — قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ رعایتی ۸ر

یہ تینوں کتابیں ایک جگہ جلد میں نہایت خوبصورت جلد ہے جلد کی قیمت نہ لی جاویگی۔ قیمت رعایتی ہرسہ کتب تین روپے

آب بقا — تذکرہ مشاہیر شعرائے ہند ماضی و حال۔ قیمت عالمہ مجلد رعایتی عہ

کپاس — جدید اصول کاشت کپاس۔ قیمت مجلد ایک روپیہ رعایتی ۸ر

شرح الفصول فارسی — قیمت عہ رعایتی ۸ر

مخزن حکمت اردو — مصنفہ شمس الاطبا۔ بہت مشہور کتاب ہے۔ قیمت چھ روپے رعایتی تین روپے

طب حسینی اردو — مؤلفہ ڈاکٹر نور حسین صاحب صابر۔ ہومیوپیتھک، یونانی اور ڈاکٹری تینوں علاج اس کتاب میں درج ہیں۔ ہر مرض کی تشریح۔ اس کا پورا بیان اور علاج درج ہے۔ قیمت پونے چار روپیہ رعایتی دو روپیہ چار آنے (عہ)

بستان المفردات — مفرد ادویہ کے ہندی۔ عربی۔ فارسی۔ اردو نام۔ انکے خواص اور طریق استعمال پر بہترین کتاب ہے۔ قیمت دو روپیہ آٹھ آنے رعایتی ایک روپیہ آٹھ آنے

ملنے کا پتہ:- مینیجر صوفی بک ڈپو پنڈی بہاؤالدین پنجاب

مجرب الامراض طب یونانی۔ بیماریوں کی تشریح اور انکے علاج پر اُردو میں۔ قیمت عہ رعایتی ایک روپیہ

قرابادین اعظم اردو معہ مخزن الادویہ اُردو مکمل
طب میں بہترین کتاب ہے۔ مکمل قیمت آٹھ روپیہ رعایتی مجلد پانچ روپیہ ہے

علاج الامراض اُردو یونانی طب کی بہترین کتاب ہے بڑے سائز کے ساڑھے چار سو صفحہ پر ہے
قیمت فی جلد پانچ روپیہ مجلد رعایتی عہ

قانون شہادت شرح مکمل قانون شہادت پر اُردو میں بہترین کتاب۔ حجم بارہ سو صفحہ۔ قیمت للعہ رعایتی ہے

قانون میعاد معہ شرح حجم نوسو صفحہ۔ قیمت سات روپے رعایتی قیمت دو روپے

ایکٹ اسٹامپ معہ تشریح حجم دوسو صفحہ۔ قیمت تین روپے رعایتی ایک روپیہ

قانون رجسٹری دستاویزات معہ شرح مجلد قیمت صہ رعایتی عہ

مجموعہ قواعد مال مجلد قیمت تین روپے رعایتی دو روپے

شرح قانون حق شفع اُردو معہ شرح قیمت مجلد تین روپے رعایتی مجلد عہ

فیصلجات مال اُردو صاحبان فنانشل کمشنر قیمت مجلد تین روپے رعایتی مجلد عہ

شرح قانون ایکٹ معاہدہ معہ شرح قیمت آٹھ روپیہ رعایتی ڈھائی روپیہ

شرح قانون رسوم عدالت شرح قیمت دو روپے رعایتی ایک روپیہ

حدائق الصحت ہومیو پیتھک طریق علاج پر دریا کوزہ میں بند ہے قیمت مجلد دو روپے رعایتی ۱۲ر

دار الشفا پنجابی زبان میں طب کی ایک مستند کتاب ہے قیمت پانچ آنے رعایتی تین آنے

بوستان سہ مصرعی حضرت سعدی شیرازی کی بوستان قیمت آٹھ آنے رعایتی چار آنے

سیرۃ عائشہ صدیقہ سید سلیمان صاحب ندوی کی کتاب سیرۃ حضرت عائشہ صدیقہ قیمت مجلد چمڑا و کپڑا تین روپے آٹھ آنہ
رعایتی قیمت مجلد دو روپے آٹھ آنہ

جواہر القرآن امام غزالیؒ کی کتاب جواہر القرآن کا ترجمہ قیمت ایک روپیہ مجلد رعایتی ۱۰ر

انتخاب جلیل یعنی دیوان جلیل۔ قیمت ۴ر رعایتی ایک آنہ

جلال الدین خوارزم شاہ از سید سجاد حیدر صاحب یلدرم قیمت عہ ۱۲ر رعایتی عہ

تاریخ اسلام مجلد مکمل پانچ حصے قیمت تین روپے رعایتی دو روپے چار آنے

وقار حیات سوانح عمری نواب وقار الملک بہادر قیمت مجلد پانچ روپے رعایتی مجلد ۳ر

دو آتشہ انگریزی کی مشہور و مقبول نظموں کا اُردو نظم میں ترجمہ قیمت مجلد تین روپے رعایتی دو روپے

تشریح راز معرفت معروف بہ جواہر اسلام اسلام کی خوبیوں پر ایک ہندو بزرگ کے خیالات۔ قیمت آٹھ آنے رعایتی پانچ آنے

مجربات بوعلی سینا یا کاشمیری کوک شاستر قیمت دو روپے رعایتی عہ

اسلامی قانون فوجداری قیمت مجلد چار روپیہ آٹھ آنے رعایتی چار روپے چار آنہ

ترجمہ فوائد سعیدیہ تصوف کی نہایت مشہور کتاب مصنفہ حضرت مخدوم سعد الدینؒ کا ترجمہ اُردو۔
قیمت مجلد تین روپیہ رعایتی مجلد ایک روپیہ بارہ آنے

منتہی العرب عربی اُردو لغات قیمت مجلد بارہ روپے رعایتی مجلد چھ روپے

کلیات مغموم حضرت مغموم مدراسی کے کلام کا مجموعہ قیمت مجلد تین روپیہ رعایتی بارہ آنے

(محصولڈاک ہر ایک کتاب بذمہ خریدار ہوگا)

ملنے کا پتہ: **مینیجر صوفی بک ڈپو پنڈی بہاؤالدین۔ پنجاب**

تفسیر فتح العزیز فارسی مرتبہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی
قیمت مجلد عاعہ رعایتی عہ

ناموران عالم مؤلفہ مولینا عبدالحلیم صاحب شرر
قیمت مجلد عہ رعایتی بارہ آنے

اسلامی سوانح عمریاں مؤلفہ مولینا عبدالحلیم صاحب شرر
قیمت مجلد عہ رعایتی ۱۲ر

احوال الآخرت پنجابی منظوم مجلد قیمت ۸ر
رعایتی ۳ر

رسالہ ادیب الہ آباد ۱۹۱۰ء کے پرچے قیمت مجلد للعہ
رعایتی عہ

تاریخ الاولیا المعروف سیر العارفین معہ تصاویر مزارات اولیا
قیمت پانچروپے (صہ) رعایتی ایک روپیہ آٹھ آنے

سیر الاولیا حالات خواجگان چشت
قیمت ہے رعایتی دو روپے

یہ دونوں کتابیں ایک جلد میں مجلد ہیں۔ قیمت رعایتی ہے

دیوان حافظ مجلد نہایت خوبصورت لکھائی چھپائی
قیمت ہے رعایتی عاعہ

تذکرہ اولیائے ہند اردو تین مکمل جلدوں میں مجلد
قیمت للعہ رعایتی عاعہ

مراۃ السالکین حالات و ملفوظات حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی
قیمت مجلد عہ رعایتی ۱۲ر

ماثر الکرام حالات اولیائے کرام مصنفہ حسان الہند میر غلام علی صاحب آزاد بلگرامی۔ قیمت عاعہ رعایتی عہ

فردوس آسیہ درحالات خلفائے راشدین و اہل بیت
قیمت دو روپے رعایتی عہ

یہ دونوں کتابیں ایک جلد میں مجلد ہیں جلد بہت عمدہ ہے۔ قیمت ہر دو کتب رعایتی دو روپے بارہ آنے (عاعہ)

تاریخ اندلس قیمت فی جلد ایک روپیہ دس آنے
رعایتی بارہ آنے (۱۲ر)

تاریخ الامت حصہ آل عثمان قیمت ایک روپیہ
رعایتی بارہ آنے

تاریخ مغربی یورپ مؤلفہ مولوی محمد یحییٰ صاحب وکیل
قیمت ہے رعایتی ایک روپیہ آٹھ آنہ

چار یار جسے مکتبہ جامعہ ملیہ نے شائع کیا
قیمت ۱۴ر رعایتی ۱۱ر

بچھڑی دلہن مؤلفہ پنڈت رتن ناتھ سرشار دلچسپ ناول
قیمت عہ رعایتی چار آنے

دیوان ذوق مطبوعہ لاہور قیمت چھ آنے
رعایتی تین آنے

نقش فرنگ اقصائے مغرب کی سیر کے دلاویز تاثرات
قیمت عہ رعایتی بارہ آنے

قاضی عبدالغفار صاحب ایڈیٹر جمہور نے مسیح الملک حکیم اجمل خاں صاحب کے ہمراہ جو سفر یورپ کا کیا تھا اُس کا نہایت عمدہ سفرنامہ ہے۔

سیرۃ الکبریٰ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے حالات زندگی۔ از تاج الدین صاحب۔ قیمت ۱۲ر رعایتی ۸ر

تاریخ مسجد الحرام معہ حالات و نقشہ قیمت ایک روپیہ
رعایتی آٹھ آنے

ایامیٰ نکاح بیوگان کے متعلق شمس العلماء مولوی نذیر احمد صاحب کی کتاب بطرز ناول۔ قیمت عہ رعایتی بارہ آنے

اکمال فی اسماء الرجال مصنفہ محمد بن عبداللہ صاحب مشکوٰۃ شریف
قیمت عہ رعایتی ایک روپیہ

تفسیر القرآن مؤلفہ مولینا شائق احمد صاحب عثمانی
قیمت عہ رعایتی ایک روپیہ

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سوانح حیات
قیمت عہ رعایتی عہ

یہ دونوں کتابیں ایک جگہ جلد میں بہت عمدہ جلد ہے۔ قیمت رعایتی عاعہ

جرمن محکمہ جنگ کے اسرار ایک جرمن جاسوس کی لکھی ہوئی
قیمت عاعہ رعایتی ایک روپیہ

شیخ الہند حضرت محمود الحسن دیوبندی کے حالات
قیمت چار آنے رعایتی دو آنے

حیات بعد الموت موت کے بعد کے واقعات۔ مختلف روحوں سے مکالمہ۔ قیمت للعہ رعایتی عہ

یہ تین کتابیں ایک جلد میں مجلد ہیں۔ قیمت ہر سہ کتب معہ جلد عاعہ رعایتی ہے

ملنے کا پتہ:- مینیجر صوفی بک ڈپو پنڈی بہاؤالدین پنجاب

رازحیات یا انجیل عمل — مؤلفہ خواجہ کمال الدین صاحب قیمت عہ رعایتی ۸ر

سیرت الحبیب — حضرت سرورکائنات صلعم کی سوانح مبارک پنجابی زبان میں مؤلفہ چوہدری فضل حق صاحب سب جج چکوال۔ قیمت عہ رعایتی ایک روپیہ

کملی والا — حضور سالار انبیا کے حالات بزبان پنجابی مؤلفہ حکیم محمد عارف گجراتی۔ قیمت عار رعایتی عہ

رقعات ابوالفضل فارسی — قیمت بارہ آنے رعایتی چھ آنے

انوار سہیلی فارسی — قیمت دو روپے رعایتی ایک روپیہ

مثنوی شریف کامل فارسی — قیمت مجلد تین روپے رعایتی ایک روپیہ آٹھ آنہ

ازالۃ الخلفا — اردو ترجمہ کتاب شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی تین جلدوں میں مجلد حجم پندرہ سو صفحہ قیمت عہ رعایتی مجلد قیمت تین روپیہ (سے)

عین الولایت — تصوف کی نہایت مشہور کتاب قیمت مجلد عہ رعایتی ۸ر

تاریخ الامت — مؤلفہ مولانا اسلم جیراجپوری ہر چہار حصہ قیمت مجلد عہ رعایتی مجلد پانچ روپے

دین و دولت — از مولوی سید محمود علی صاحب پروفیسر [illegible] کالج کپورتھلہ۔ قیمت ۸ر رعایتی عہ

مقصد مذہب — از خواجہ کمال الدین صاحب امام ووکنگ مسجد قیمت تین آنے رعایتی ایک آنہ

صدائے وطن — اردو ترجمہ کتاب مؤلفہ مسز اینی بسنٹ مترجمہ شان الحق صاحب زبیری ایڈیٹر علی گڈھ گزٹ قیمت ایک روپیہ چار آنے رعایتی بارہ آنے

نفسیات ترغیب — مؤلفہ سید منہاج الدین احمد صاحب پروفیسر عثمانیہ کالج قیمت مجلد ایک روپیہ آٹھ آنہ رعایتی ایک روپیہ (عہ)

ترجمہ معہ اصل قصیدہ بردہ — قیمت چار آنے رعایتی دو آنے

سفرنامہ برہما — مؤلفہ سید ابوظفر ندوی پروفیسر احمد آباد کالج قیمت دو روپے رعایتی ایک روپیہ

آداب الاطفال — بچوں کی تعلیم و تربیت کے متعلق قیمت نو آنے رعایتی تین آنے

سفینہ اردو — از خانصاحب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب قیمت آٹھ آنے رعایتی چار آنے

الایمان — تفسیر آمنت باللہ مؤلفہ محمد مقتدی خاں صاحب شروانی۔ قیمت عہ رعایتی بارہ آنے

رسالہ زمانہ بابت سال ۱۹۰۶ء مکمل مجلد — قیمت چار روپے رعایتی عہ

سفرنامہ یورپ — از مولوی محبوب عالم صاحب ایڈیٹر پیسہ اخبار لاہور قیمت مجلد پانچ روپے رعایتی عہ

شعر و شاعری مجلد — مؤلفہ شمس العلما خواجہ الطاف حسین صاحب حالی قیمت عہ رعایتی مجلد ایک روپیہ

روزنامچہ سیاحت — عراق۔ عرب۔ ایران۔ بیروت۔ دمشق و جنوبی ایران۔ مدینہ منورہ و مصر۔ از خواجہ غلام الثقلین مرحوم قیمت دو روپے رعایتی مجلد عہ نایاب چیز ہے۔

مولدین مسلمانان اندلس — مترجمہ محمد خلیل الرحمٰن صاحب قیمت مجلد عار رعایتی عہ

پولٹیکل گزٹ — [illegible] ایڈیٹر زمیندار کے حالات قیمت بارہ آنے رعایتی چھ آنے

تذکرہ [illegible] — قیمت [illegible] آنے رعایتی چار آنے

جرمنی اور موجودہ جنگ — برن ہارڈی کی کتاب کا ترجمہ قیمت ایک روپیہ رعایتی ۱۲ر

سکہ جات سلاطین مغلیہ — قیمت چار آنے رعایتی دو آنے

یہ پانچ کتابیں ایک جگہ نہایت عمدہ جلدیں مجلد ہیں۔ سب کے خریدار سے جلد کی قیمت نہ لی جاویگی مکمل کے خریدار سے قیمت صرف عہ

بوستان معرفت شرح مثنوی مولینا روم دفتر اول

قیمت ڈھائی روپے رعایتی ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ)

پتہ ملنے کا:- مینیجر صوفی بک ڈپو پنڈی بہاؤالدین پنجاب

فہرست مضامین رسالہ صوفی

جلد ۱۵	بابت ماہ جنوری ۱۹۳۴ء مطابق رمضان المبارک ۱۳۵۲ھ	نمبر ۱

واقعات واشارات

از ضیاء الملک ملا رموزی

غلام اور زوال یافتہ قوموں کی آخری ذلت اور خواری کی ایک یہ پہچان بھی ہے کہ اُن کے افراد اپنی سیاسی تاریخ کو بھول جاتے ہیں، اور اُن میں سیاسی حالات وواقعات سے دلچسپی اور سیاسی مشاغل میں حصہ لینے کی صلاحیت باقی نہیں رہتی، پس جس قوم اور جماعت میں سیاسی زندگی سے بے خبری اور غفلت اس حد تک بڑھ جاتی ہے تو ایسی ہی جماعت میں پھر گھوڑ دوڑ، پولو، کرکٹ، ہاکی، تھیٹر، سینما اور زبیدہ جانوں اور سلوچناؤں سے کافی دلچسپی پیدا ہو جاتی ہے، اور جب اس قسم کی دلچسپیوں میں قوم مبتلا ہو جاتی ہے تو وہی وقت ہوتا ہے جب اُس کے افراد پر بے حیائی، بے غیرتی، بے حسی، تابعداری، افلاس اور خوف واندیشے کی موت طاری کردی جاتی ہے اس حد تک کہ دُنیا کے کسی نہ کسی جاپان کو اشارہ کیا جاتا ہے کہ وہ ایسے مضمحل اور بے ہوش مُلک چین پر آگ برسائے اور اُسے ہمیشہ کے لئے غلامانہ زندگی کی نیند سُلا دے، شاید ایسا ہی کچھ عالم مسلمانانِ ہند کی موجودہ زندگی کا ہو رہا ہے جن کے ذی ہوش وذی علم افراد بھی سیاسی مضامین کے عوض مِس نسیمہ اور مِس فیروزہ کے حُسن وشباب کے افسانے اس حد تک دلچسپی سے پڑھتے ہیں کہ خالص سیاسی اخباروں نے بھی اپنے ہاں افسانوں کی اشاعت ضروری قرار دیدی ہے انا للہ۔

ہندوستان کی سیاسی اور قومی زندگی کو متاثر کرنے والا سب سے اہم واقعہ یہ ہے کہ ۸ نومبر ۱۹۳۲ء کو کابل میں بادشاہ نادر خاں کو ایک نوجوان نے ریوالور سے شہید کر دیا، مرحوم کی بادشاہت کی تفصیلات سے چونکہ ہندوستان کے لوگ واقف ہیں؛ اُدھر حضرت غازی امان اللہ اٹلی میں موجود ہیں اس لئے اس قتل کے وقت قیاس کیا جا رہا تھا کہ یہ حضرت غازی امان اللہ خاں کو دوبارہ تخت پر لانے کے لئے کیا گیا ہے، اور عنقریب افغان قوم پھر ایک خونریز انقلاب وعذاب میں مبتلا ہونے والی ہے۔

لیکن قتل سے تین دن بعد یعنی ۱۲ نومبر ۱۹۳۳ء ہی کو مرحوم کے بھائی حضرت شاہ ولی خاں سفیر افغانستان مقیم فرانس جب ہوائی جہاز کے ذریعہ دار السیاست والحکمت لنڈن پہنچ گئے اور وہاں آپ نے اعلان فرمایا کہ "افغانستان میں امان اللہ خاں کیلئے کوئی ہمدردی موجود نہیں"

تو ہمیں یقین کامل ہو گیا کہ ایسا ہی ہوگا اور افغانستان کو خدا دوسرے فتنہ سے یقیناً محفوظ کر دے گا، اور یہ اعتماد حکیم الہ آبادی علامہ اکبر مرحوم کے اس شعر کے موافق ہوا تھا کہ ؎

چیز وہ ہے بنے جو لنڈن میں بات وہ ہے جو پائنیر میں چھپے

چنانچہ ہوا کہ حضرت امان اللہ خاں اٹلی ہی میں رہے اور تخت کابل پر شاہ نادر خاں مرحوم کے فرزند ارجمند جناب ظاہر شاہ خاں کو بٹھا دیا گیا اور اعلان کیا گیا کہ ہر فتنے اور شورش کو روکنے کے لئے کابل میں ایک لاکھ جرار فوج موجود ہے، پس جو لوگ کہ حکومت ہند کے پڑوس میں کسی فتنے اور کمزوری کو خود حکومت ہند کے لئے مہلک تصور کرتے ہیں اُن کے لئے ہز میجسٹی ظاہر شاہ خاں کی یہ پُرامن اور تنگ آرائی یقینی مسرت کا باعث ہوگی جس پر ہم بھی اُنہیں مبارک سلامت کہتے ہیں۔

اب رہا اس حادثہ کا قومی نقطہ نظر سو ظاہر ہے کہ مسلمانوں کے ضابطۂ اخوۃ کے لحاظ سے مسلمان کے خون کا ایک قطرہ ہی کائنات عالم کی کل متاع سے بلند اور قیمتی ہے چہ جائیکہ ہز میجسٹی نادر خاں شہید ایسے باثر اور ہوشمند مسلمان کی جان کا ضیاع؟ لیکن اگر صرف مسلمان پسندی کو سامنے رکھا جائے تو ممدوح کے قاتل کے لئے کیا کہیں جو ممکن ہے کہ پھانسی پا جائے اور اس کا نام بھی عبدالخالق اور قومیت مسلمان ہے؟

بہرحال ہندوستان کی موجودہ حکومت کے نقطۂ نظر سے یہ حادثہ کیسی ہی حیثیت رکھتا ہو ہمیں تو فکر ہے حکومت روس کے نقطۂ نظر کی جو کسی طرح معلوم نہیں ہوسکتا البتہ قیاس یہ ہے کہ بالشویک حکومت ہندوستان اور روس کے درمیان نہ تو کسی طاقتور حکومت کو دیکھنا پسند کرتی ہوگی اور نہ خود حکومت افغانستان پر قابض رہنا چاہتی ہوگی بلکہ یہ چاہتی ہوگی کہ افغانی آبادی کسی منتظم صورت کے عوض مضمحل قبائل میں رہے تو بہتر ہے مگر خدا اس "بالشویکانہ دعا" کو کبھی قبول نہ فرمائے اور ہز میجسٹی ظاہر خاں کی زیر سرکردگی اس مسلمان آبادی کو استقلال و آزادی کی دولت سے ہمیشہ معمور و سرفراز رکھے، آمین۔

در آمد برآمد ہی کے حساب سے سمجھ لیجیے کہ ہندوستان صاحب بہادر بھی جمعیۃ الاقوام فرنگ کے ایک رُکن جو بنے بیٹھے ہیں تو انہیں یورپ کی ہر سیاسی اور بین الاقوامی حرکت سے خبردار رہنا چاہئے، سو مُژدہ ہو کہ عرصہ دراز سے ہندوستان کے اخبارات خصوصاً جرائد اردو یورپ سے جس "جنگ عالمگیر" کی ہوائیاں اُڑا رہے ہیں، وہ تقریباً ہر ماہ نہایت درجہ یقینی ہو کر رہ جاتی ہیں، مگر مُلّا رموزی ہے کہ ان کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گیا ہے اور برابر کہہ رہا ہے کہ آرام سے سوتے رہو، کھاتے رہو جنگ نہ ہوگی اور البتہ تحقیق نہ ہوگی، چنانچہ پچھلے "صوفی" میں واقعات یورپ کو اس حد تک بتایا تھا کہ مملکت جرمنی کے پُرجوش وزیر اعظم ہر دان ہٹلر کو ہندوستان میں جو نہایت درجہ جنگجو دکھایا جا رہا ہے، سو اصل میں وہ غریب ایسا نہیں ہے مگر بخت و نصیب کہ ہٹلر نے اس مرتبہ جرمن قوم کی خودداری کا یہ عجیب مظاہرہ کیا کہ پوری جمعیۃ الاقوام ہی پر لات مار دی اور تخفیف اسلحہ کی مجلس سے میرا دوست یہ کہکر اُٹھ گیا کہ اگر جرمنی کا رتبۂ سیاست دُنیا کی سب سے بلند حکومتوں کے برابر رکھکر اُس سے اُتنے ہی ہتھیار کم کراتے ہو جتنا کہ بڑی سے بڑی حکومتوں سے کم کراتے ہو تب تو میں اور جرمن قوم ان مجالس میں شریک ہوتے ہیں ورنہ مُلّا رموزی اور جرمن قوم کا دُور ہی سے سلام قبول کیجے یہ کہا اور جرمن نمایندے چلدیئے۔

اب کیا تھا وہ یورپ کی حکومتیں تو ایک طرف یہ آپ کے غلام ہندوستان صاحب تک کے گوشے گوشے سے شور شروع ہوا کہ دیکھ لیجے اور دکھا لیجے کہ وہ جرمنی کا ہر ہٹلر جنگ عالمگیر چاہتا ہے اور بڑا فسادی انسان ہے، اور جرمن آبادی تو بے چاری بڑی فدوی اور نمک حلال قسم کی واقع ہوئی ہے مگر یہ اللہ میاں کا جرمن بندہ عرف ہر ہٹلر ہے کہ اپنی طرف سے معاہدۂ تخفیف اسلحہ کو مانتا نہ جمعیۃ الاقوام کی رکنیت کو قائم رکھنا چاہتا، پس صاف مطلب یہ ہے کہ مولینا ابوالکلام آزاد کے اخبار "الہلال" کلکتہ کے دفتر پر ایمڈن جہاز کے ذریعہ پھر گولے برسانا چاہتا ہے۔

اب ہٹلر جو جمعیۃ الاقوام کی رُکنیت سے علیحدہ ہوئے تو آپ نے یہ دکھانے کے لئے کہ جرمنی کا بچہ بچہ میرا ہم آواز ہے
جرمن پارلیمنٹ کو توڑ کر نئے انتخابات کا اعلان کر دیا اس اعلان میں ہر ہٹلر کی جو سپاہیانہ ہمت کام کر رہی تھی حقیقتاً اُسے
ہم ہندوستان کے عدم تشدد کی گاندھیئے، نہروئے اور پرمانندیئے نہیں سمجھ سکتے، یعنی جدید انتخابات کا یہ حوصلہ ایک ایسے
وقت میں کیا گیا تھا جب جرمنی حکومت کی بغل میں آسٹروی چانسلر ڈاکٹر ڈولفس ہٹلری اقتدار پر کاری ضرب لگانے پر تُلا ہوا تھا،
دُوسری بغل میں فرانس بیٹھا دانت پیس رہا تھا اور اندرون جرمنی تو ہٹلر کی مخالف جماعتوں کا حساب ہی مشکل تھا، مگر جوان حوصلہ
ہر ہٹلر نے جدید انتخاب کا اعلان کیا، اور محض ہمت و حوصلہ کا یہ صلہ پایا کہ ۱۲ نومبر ۱۹۳۳ء کو جرمن آبادی کے کہیں زیادہ
تین کروڑ افراد نے ہر ایڈولف ہٹلر کی موافقت اور حمایت میں رائے دی اور وہ بھی اس خوبی کے ساتھ کہ ان آرا میں ایک کروڑ
دو لاکھ آرا ہٹلر کے مخالف اشتراکی رائے دہندوں کی ہیں۔

گویا اس وقت مقبولیت کے لحاظ سے ہر ہٹلر ہی دُنیا کا سب سے عظیم الشان بندہ ہے، جو اپنی جنگی اور سیاسی خوفناکیوں کو مردانہ وار
برداشت کر کے اس قابل ہوا ہے، پھر کیا ہندوستانی کالجوں اور اسکولوں کے عورتوں سے زیادہ لذیذ بال سنوارنے والے اور
لچکدار کمانی بنکر چلنے والے طلبہ بھی خود کو اتنا مقبول بنا سکتے ہیں کہ سیاست کے خونریز میدان میں اُن کے ساتھ تین کروڑ حمایت
کرنے والے ہوں اور "والیاں" بھی۔

اب سوال تھا کہ ہٹلر اتنی اونچی کامیابی کے بعد ہی عالمگیر جنگ کا آغاز کرتا ہے یا نہیں؟ سو مُلّا رموزی کی پیشگوئی ثابت ہوئی
یعنی اتنی اکڑ فون کے بعد بھی ہٹلر نے فرانس وغیرہ سے دوبارہ گفتگو پر آمادگی کا اعلان کر دیا، لہذا ہندو بھائی اطمینان سے چھوت اُدھار کا
کام کرتے رہیں اور مُسلمان بھائی سکون سے باہمی نااتفاقی اور ایک دُوسرے کو گالیاں دینے پر اپنی قوتیں صرف کرتے رہیں عالمگیر
جنگ کا کوئی اندیشہ نہیں۔

اب ایک نظر عالم اسلام پر بھی ڈال جایئے، چنانچہ تاریخ ملل نے ایسی مثالیں بہت کم مقدار میں پیش کی ہیں جن سے ثابت ہوا ہو
کہ دُنیا میں کسی ایک قوم ہی نے بہ لحاظ فتح و حکمرانی متعدد مرتبہ شباب و عروج پایا ہو۔ بلکہ دستور عام یہ رہا ہے کہ ایک قوم نے
ایک ہی شباب پایا اور پھر زوال پا گئی، پس جب کسی قوم کا عہد عروج شروع ہوتا ہے تو اُس کے افراد میں بلند و برتر خواص و
خصائص بڑی یکسانیت سے پیدا ہوتے ہیں اور جب وہ مرتبۂ زوال سے گزرتے ہیں تو اُن کا ذہن و دماغ مسخ و ماؤف ہو جاتا ہے
اور اُنہیں اچھے اور بُرے کی تمیز باقی نہیں رہتی۔

پس شاید کہ یہ دور مُسلمانانِ عالم کے زوال کا دور ہے اور اسی لئے اُن کی ذہنی اور عملی قوتوں میں عجیب العجیب فرق اور
کمزوریاں نظر آ رہی ہیں، مثلاً ہونا چاہیئے تھا کہ مُسلمان جن مقامات میں اکثریت کی حیثیت رکھتے ہیں وہاں اُنہیں شاہانہ اور حاکمانہ
اقتدار و تسلط حاصل ہو، مگر ہندوستان میں مسلمانوں کو جو دُنیا کی سب سے بڑی اکثریت حاصل ہے اُس کی موجودہ پستی ظاہر ہے،
چین میں مُسلمانوں کی اکثریت چینی اقتدار پر بھینٹ بنی چڑھ رہی ہے جیسا کہ چین و جاپان کی تازہ جنگ سے ثابت ہو گیا،
رُوسی حدود میں مُسلمانوں کی اکثریت جمہوریہ یوکرین کی خالص اسلامی جمہوریہ ہوتے ہوئے بالشویک اقتدار سے مجروح ہو رہی ہے۔

اب رہیں مُسلمان اقلیتیں سو مراکش مضمحل ہے اور مصر بے چارہ، افغانستان اگر ہلاکِ غمزۂ فرنگ ہے تو عراق و طرابلس
قتیلِ عشوۂ فرنگ، لیکن ان کے مقابل جمہوریہ اسلامیہ البانیہ، جمہوریہ ترکی، اور دولت اسلامیہ ایران و حجاز کا فلک شگاف
عروج و اقتدار تاریخ کے اس کلیہ کو رد کرتا ہے کہ قومیں زوال پا کر پھر عروج نہیں پا سکتی ہیں۔
لیکن ان اسلامی اقوام کے بڑھتے ہوئے اقتدار کی مسرتوں کے مقابل عام اسلامی علاقوں کا اضمحلال زیادہ رنجدہ ہے،
مثلاً جزیرۃ العرب کے مقہور و مغضوب ہونے پر نجد و حجاز اور یمن ہی کے مُسلمان ایسے رہ گئے تھے جن سے توقع تھی کہ یہ اپنی ذہنی

اور عسکری برتری سے کسی شباب یافتہ ترقی کو جلد پالیں گے، مگر زوال یافتگی کی ذہن و دماغ کو مسخ و ماؤف کر دینے والی تاثیر ملاحظہ ہو کہ نجد و حجاز اور یمن کے قوی العمل اور دُنیا کو چیر کر نکل جانے والے مردانِ مجاہد کئی لاکھ کی تعداد میں "برادر کُشی" کے لئے میدان میں ڈٹ گئے ہیں اِنا للہ۔

اَب سوال یہ ہے کہ نجد و یمن کی تازہ جنگ کی خبر اگر خدا نخواستہ صحیح ہو گئی تو آخر یہ مُسلمان مُسلمانوں کو ہلاک کرنے پر کیوں آمادہ ہو گئے تو کہا جاتا ہے کہ جس طرح انقلاب افغانستان میں کرنل لارنس کا برادر کُش پراپیگنڈا کام کر رہا تھا، جس طرح کُردستان کی بغاوت میں کرنل لارنس نے مُسلمانوں کو مُسلمانوں کے خلاف پُر جوش بنایا، جس طرح شریف مکہ کی بغاوت میں اغیار نے کوشش کی اُسی طرح نجد و یمن کی تازہ جنگ میں اغیار کی خفیہ جد و جہد کو کامیاب دخل حاصل ہے جیسا کہ بعض اطلاعات سے ثابت کیا جا رہا ہے۔

مگر مُلا رموزی اغیار کی ان "مُسلمان شکن تدابیر" کا قائل نہیں اگرچہ وہ کتنی ہی صحیح کیوں نہ ہوں، بلکہ وہ تاریخ زوال کے اسی ضابطہ صحیح کا قائل ہے کہ جب کوئی قوم زوال و برہمی کے مرتبہ سے گزاری جاتی ہے تو اُس کے افراد کے ذہن و دماغ میں ایک ایسی نازک سی کجی اور پیچیدگی پیدا کر دی جاتی ہے جو اُنہیں ہر صحیح چیز کو رد کرنے اور ہر غلط چیز کو قبول کرنے پر مستعد بنا دیتی ہے اور ذہن و خواص کی اسی لعنت کے ہاتھوں جب کوئی قوم برباد ہو جاتی ہے تو نام مشہور ہو جاتا ہے مٹانے والوں میں کرنل لارنس اور مسٹر فلبی قسم کے لوگوں کا۔ ورنہ خدا کے لئے سمجھائیے کہ کرنل لارنس ایک ذی ہوش مُسلمانوں کو مِس زبیدہ کا ڈانس دیکھنے، مُلا رموزی کے مضامین اور کتابیں چھیڑنے پر تو آمادہ کر سکتا ہے مگر وہ مُسلمانوں کو مُسلمانوں کے قتل و قتال پر اگر آمادہ کرتا بھی ہے تو مُسلمان مُسلمان کے قتل پر آمادہ کس طرح اور کیوں ہو جاتا ہے؟ بس یہی کہ مرتبۂ زوال کا اثر ہی یہ ہے کہ آنکھوں والے اندھے ہو جاتے ہیں اور کانوں والے بہرے، معاذ اللہ منہا۔

چنانچہ جنگ نجد و یمن کے حشر کو خدائے حکیم و مصلحت پر چھوڑ کر دیکھو کہ مُسلمان مرتبۂ زوال سے قریب ہو رہے ہیں جس کی علامتیں یہ ہیں کہ اُن میں غیر اللہ کا خوف لرزش اور کپکپی کی حد تک بڑھ گیا ہے، وہ اغیار کے اشاروں پر مستعد ہونے لگے ہیں۔ اُن سے اخوۃ کا ملکۂ عالی فنا ہو چکا ہے، اُن میں تقلید و نقل کی قوت مشتعل ہے، وہ اپنی تاریخ اور اپنی روایات کو فضول اور ذلیل سمجھنے لگے ہیں۔ اُن میں مرکز و وحدت کی زندگی کی آرزو نہیں رہی، اُن میں مذہب کا احترام مفقود اور غیرت کے ملکات اس حد تک مفلوج و مسلوب ہو چکے ہیں کہ وہ کل تک جس چیز کو ناموس اور عزت کہتے تھے آج اغیار کی تقلید میں اُسی کو سر بازار لانے پر مُصر اور مضطرب ہیں، حتیٰ کہ وہ مُسلمان قومیت کی جُملہ علامتوں تک کو مٹا کر لنڈن اور پیرس کی قومیت اور صورت کو بڑے فخر سے قبول و اختیار کرتے جا رہے ہیں، اور اسے اپنے اسلامیہ سکولوں اور اسلامیہ کالجوں اور اسلامی یونیورسٹیوں کی سب سے بلند دانش آموزی اور خرد بخشی کہتے ہیں جس نے حجازی مرکز سے ہٹا کر یورپ کی مرکزیت سے قریب کر دیا ہے، پھر اگر خاکم بدہن نجد و یمن کے مُسلمان میدان قتل و قتال میں اپنے ہی ہاتھوں ٹکڑے ہو جائیں تو اُن پر طعن و رنج کرنے سے پہلے اپنے لئے سوچ لو کہ نجد و یمن کے بھائی بھائی تو پھر بھی سپاہیانہ اور مردانہ موت کے ہاتھوں میدان جنگ ہی میں مارے جائیں گے جو کسی نہ کسی طرح بہادری اور دلیری کی موت تو ہے، مگر تمہاری مذکورہ بالا کمزوریوں سے پیدا ہونے والی موت تو وہ موت ہے جو تمہارے عشرت خانوں، سول لائین کی کوٹھیوں، بنگلوں اور مکانوں میں گھس آئی ہے مگر تم اپنی بُزدلی اور کمزوری سے اس غیر محسوس موت کو قبول کر رہے ہو اور اس آسمانی آواز کو پھر بھی نہیں سُنتے ظهر الفساد فی البر والبحر بما كسبت ايدی الناس ؕ

اَب غلام آباد ہند کے متعلق مطلع عرض ہے کہ اگر اس "خطۂ بیچارگی" اور حصۂ غلامی میں بسنے والوں کو دو قوموں پر تقسیم کریں تو پہلے کو "ہندو ہندوستان" اور دوسرے کو "مُسلم ہندوستان" کہہ سکتے ہیں، اَب بد قسمتی سے ان دونوں قوموں کی غلامی کا وقفہ اتنا طویل ہو گیا ہے

کہ آزاد ہند میں پیدا ہونے والوں میں سے شاید دہلی یا لکھنؤ میں ایک آدھ بزرگ باقی رہے ہوں تو رہے ہوں سو وہ بھی اب عمر کے لحاظ سے بجائے انسان کے دمہ اور تپ دق بنے چارپائی پر پڑے وثیقے کی روٹی کھا رہے ہونگے، باقی ہندوستان کی کُل آبادی کیفر غلامی کے عہد کی پیداوار ہے اور غلامی کی سرزمین اور حالت میں پیدا ہونے والوں میں شور وشر والے دماغ زیادہ پیدا ہوتے ہیں اور تدبر و تجربہ والے کم، ثبوت یہ ہے کہ کُل ہندوستان کے واحد لیڈر جناب گاندھی سیاست سے ناکام رہکر آخر کار اچھوت ادھار بن بیٹھے اب اگر کہیں کہ گاندھی صاحب کی رُوح سیاستِ اعلیٰ سے خالی تھی تو خیر سے اُنھیں فرماں بردار فرشتے بھی ایسے ہی ملے ہیں جو آج بھی اُنہیں اچھوت ادھار کے لئے زر وجواہر کی تھیلیاں پیش کرنا کسی نہ کسی طرح کی خردمندی سمجھتے ہیں، حالانکہ سیاست کے جس مرحلہ سے گاندھی صاحب علیحدہ ہوئے ہیں نہ وہ مرتبہ ہی علیحدگی کا تھا نہ اب اُن کے دُوسرے چندے اور مشاغل سیاست و اجتماعیات کے لئے برمحل۔

یارے اُصولاً اُن کے قائم مقام میں اُن سے بھی دوچند صلاحیتوں کا ہونا ازبسکہ لازم تھا، یعنی گاندھی جی اپنی فوج کو جس نازک مورچہ پر چھوڑ کر رُخصت اتفاقیہ پر تشریف لیگئے اُن کے قائم مقام جنرل کا فرض تھا کہ وہ اُن سے بہتر نقشہ جنگ بنا کر فوجوں کو قلعہ پر قابض کرا دیتا۔ لیکن پنڈت جواہر لال نہرو کی شعلہ بار تقریروں کا ذخیرہ ہے کہ بھائی پرمانند اور ڈاکٹر مونجے کا محاصرہ کئے جا رہا ہے مگر اُن کی جانب سے کوئی مکمل ترین نقشہ جنگ ایسا پیش نہیں ہوا جس پر ہندوستان اور انگریز کی سیاست کا آخری فیصلہ متیقن ہوتا، یعنی ہندو ہندوستان کو ضرورت ہے ایک "مدبر ہند و لیڈر" کی نہ کہ پُرجوش تقریر والے اور جلد جلد جیل خانے جانے والے لیڈر کی، جو نہیں ہے۔

اب رہا "مُسلم ہندوستان" سو اس کے ہاں تو آج کل لیڈری کا بازار ہی سرد پڑا ہوا ہے، لے دے کر مولینا ابوالکلام آزاد اور ڈاکٹر انصاری، محمد علی جناح، اور مولینا شوکت علی کے اسمار گرامی سامنے آتے ہیں اور بس، مگر مذکورہ بالا محترمین کیلئے حضرات ابوالکلام اور محمد علی جناح کے سوا محل غور یہ امر ہے کہ ڈاکٹر انصاری اور مولینا شوکت علی کو سیاسی آدمی سمجھیں بھی یا نہیں؟ خلاصہ یہ کہ موجودہ اسٹیج کے بوڑھے لیڈر تو یکسر پنشن کے قابل ہیں، اب نئے لیڈروں میں صرف خان عبدالغفار خاں کا نام اِس طرح لیا جاسکتا ہے کہ اُن ہی میں منتشر مُسلمانوں کو متحد کر دینے کی شدت موجود ہے، اور دُنیا میں آج کامیاب ترین طور طریق سیاست بھی شدتِ عمل ہے جسے اصطلاحاً "ڈکٹیٹری" کہتے ہیں، مگر ان میں دُوسری قوتیں یعنی زبان اور سیاست کی قلت انہیں بھی غیر مفید سا بنا دیتی ہے لہٰذا "مُسلم ہندوستان" آجکل صحیح معنی میں بے چرواہے کا گلہ ہے، اور اس کی نجات کی کامیاب صورت یہی ہے کہ اسے کوئی نوجوان، دلیر، اور پُرخروش ڈکٹیٹر خلافت ایجی ٹیشن یا جنگ بلقان کی طرح جوش میں لے آئے اور اُس جوش سے بہترین سیاسی فائدہ اُٹھالے اور یہ فقط مُسلم ہندوستان ہی کے لئے نہیں بلکہ کُل ہندوستان کے لئے صحیح سے صحیح ترکیب ہے، اور اس کے سوا ہر چیز اور ہر تدبیر اچھوت ادھار تو ہے سیاست نہیں۔

مذکورہ بالا حالات کی قیامت آفرین ہنگامہ آرائیاں مُلاحظہ فرمانے کے بعد ذرا مُسلمانانِ ہند کی جدید نسل کے حالات و مشاغل مُلاحظہ ہوں۔ چنانچہ اکتوبر ۱۹۳۳ء میں جب فلسطین میں علی گڑھ یونیورسٹی ایسی مُسلم یونیورسٹی بنانے کی خاطر مُسلمانانِ ہند سے چندہ جمع کرنے کے لئے فلسطین کے مفتیٔ اعظم ہندوستان میں تشریف لائے تو آپ نے ۷ اکتوبر ۱۹۳۳ء کو لاہور کے ایک بڑے جلسہ میں تقریر فرماتے ہوئے مُسلمان نوجوانوں کے لئے جو کہا وہ یہ ہے۔

"ہمیں باعمل آدمیوں کی ضرورت ہے زبانوں کی نہیں، عزم صمیم ہی سے دُنیا کے تمام کام سرانجام پاتے ہیں موجودہ زمانے کے نوجوانوں میں نمود و نمائش کی عادت بہت بڑھ گئی ہے، وہ اپنے اندر ایسی صفات پیدا

کر رہے ہیں جن کے وہ اہل نہیں ہیں"

یہ اُس شخص کے الفاظ ہیں جس کی تقدیس و توقیر کے لئے مسلمانان ہند کے تاریک خیال طبقات سے زیادہ جدید الخیال گروہ نے پُرجوش مظاہرہ کیا تھا، مگر عملی قوتوں کے فنا ہو جانے سے اس جلیل القدر انسان کے الفاظ بھی لاہور کی فضا میں گونجے اور رائیگاں گئے۔ یعنی مسلمان نوجوانوں میں مردانہ اور عملی صلاحیتوں کے مقابل معشوقانہ ادائیں اور نفاستیں ہی برابر رواج پا رہی ہیں اور ان کی اصلاح کرنے والے مُلا رموزی سے ان کے والد بھی خفا ہیں اور شاید ان کے چچا بھی۔

بالغ نظر سیاسی لوگوں سے دریافت کیجئے تو وہ مُلا رموزی کے اس خیال کی تائید کرتے ملیں گے کہ آزادی طلب قوم ہند کے لئے ڈاکٹر سر رابندر ناتھ ٹیگور کا ذخیرۂ خیال و گفتار آگ پر پانی کا اثر رکھتا ہے، یعنی موصوف کا ذخیرۂ ادبیات ایام عشرت و فراغت کا ذخیرہ ہے جو غلامی کے عہد میں مُہلک اور جمود افزا ہے۔

لیکن ان کے ذخیرہ میں قدرے "انگریزی پن" ہونے کے باعث نوجوان ہندوستان نے اسے جو قیمت دے رکھی ہے اُس کا مطلب یہ ہے کہ نوجوان ہندوستان کا ہر رکن "ٹیگور زدہ" ہے لہٰذا اس جماعت کے حق میں ٹیگور صاحب کا ہر جُملہ اور ہر فقرہ "کلام خاص" کی حیثیت رکھتا ہے، چنانچہ حضرت ٹیگور نے ۲/ نومبر ۱۹۳۳ء کو شہر بمبئی کے ایک عظیم الشان جلسہ میں فرمایا کہ

"مشرقی نوجوان مغربی حسن پر فدا ہیں، وہ مغرب کے طریقوں اور مغربی ذہنیت کی تقلید کرتے ہیں، وہ جدت پسندی میں ترقی کا راز ڈھونڈھتے ہیں، مغرب کا اثر ہمارے لئے کتنا ہی حیرت انگیز کیوں نہ ہو لیکن اس نے ہمارے اخلاق پر بُرا اثر ڈالا ہے"

لیجئے یہ وہی ٹیگور صاحب فرما رہے ہیں جو شاید کسی زمانے میں خود مغربیت کے معترف تھے مگر اب "بعد از تجربات بسیار" مشرقیت پر زور دے رہے ہیں، پھر کیا ہوگا کہ اسکولوں اور کالجوں کے مغربی غلام کوٹ پتلون اور کنگھی چوٹی پر غور کر کے ایک جفاکش ذی حوصلہ اور خالص ہندوستانی زندگی پیدا کرینگے جبکہ انہی کے دیوتا کا یہ فرمان ہے؟

اِنتخاب از جنگ نامۂ اسلام

از فردوسیِ ملت ملک منظور حسین صاحب منظور بی۔اے ہیڈ ماسٹر ہائی سکول بھاگٹانوالہ ضلع شاہ پور

۲۔ جنگ سویق

(گذشتہ سے پیوستہ)

لشکرِ کفار کا نواحِ مدینہ میں داخلہ

اگر اِن کو اُڑا کر اِس طرح پُہنچے مدینے میں
پُہنچتے ہی انہیں ہم غرق پائینگے پسینے میں
یہ سرپٹ دوڑ کر ڈالیگی بے تاب و تواں اِن کو
یقیناً اُس گھڑی پانے لگو گے نیم جاں اِن کو
مری رائے میں رستہ اب بدلنا چاہیئے ہم کو
وہ ہے اِک باغ سا اُس سمت چلنا چاہیئے ہم کو
مناسب ہے کہ اب ان بے زبانوں پر ترس کھائیں
اُتر کر باغ میں آرام لیں کچھ دیر سستائیں
لبوں پر جان ہے اِس وقت جنگی دھوپ کے مارے
یقیناً تازہ دم ہو جائینگے آرام سے سارے
بڑھیں گے اِس طرح پھر جوش سے آگے مدینے کو
کہ جاتے ہی ڈبو دیں گے محمدؐ کے سفینے کو
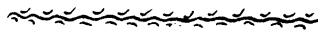
سُنی تجویز جو سالار کی خونخوار لشکر نے
کیا دل سے پسند اِس بات کو غدار لشکر نے
لگے ہونے سبھی خورد و کلاں آرام کے طالب
معاً رستہ بدل کر چل دیئے اُس باغ کی جانب
پُہنچ کر واں جو اُترا باغ کے میدان میں لشکر
نظر سالار کو دو شخص آئے باغ کے اندر
ٹھہر کر اِک طرف دونو کو پورے غور سے دیکھا
نرالی طرز سے جھانکا نرالے طور سے دیکھا
یقیں جب ہو چکا تو یوں کہا پھر اِک کمینے سے
کہ یہ آئے ہوئے معلوم ہوتے ہیں مدینے سے
دکھائی دُور سے دیتے ہیں یہ انصار سے مجھ کو
کہ آتے ہیں مُسلماں ہی نظر اطوار سے مجھ کو
جواں کچھ ساتھ لے لو اور یاں ان کو پکڑ لاؤ
بہت جلدی انہیں زنجیر میں یعنی جکڑ لاؤ
انہیں ہم قتل کرنے سے نہ ہرگز مُنہ کو موڑینگے
مُسلماں مِل گیا جو بھی نہ ہرگز آج چھوڑینگے

غرض موذی چلے اِس کام کی تکمیل کرنے کو
بعجلت ظُلم کے فرمان کی تعمیل کرنے کو

ترس کچھ بھی نہ آیا اِن کمینوں بے حیاؤں کو
پکڑ کر ظُلم سے فی الفور لائے بے گناہوں کو

کہا سالار نے "جلدی بتاؤ کون ہو لوگو؟
مدینے کے یہودی خوُن سے ہو یا مُسلماں ہو؟

یہودی ہو تو لو تم کو ابھی ہم چھوڑ دیتے ہیں
وگر عیسائیوں سے ہو تو پھر بھی موڑ دیتے ہیں

اماں لیکن مُسلمانوں کو مِل سکتی نہیں ہرگز
مُسلماں ہو تو پھر تم جا نہیں سکتے کہیں ہرگز

یہ بہتر ہے کہ اَب اسلام سے بیزار ہو جاؤ
نہیں تو جان دینے کے لئے تیّار ہو جاؤ"

یہ سُنتے ہی سعیدؓ ابنِ عمر نے جوش میں آ کر
جہاں کے سرکشوں کو جُرأتِ ایمان دِکھلا کر

کہا "بے سُود ہیں اے جور پیشو! دھمکیاں ساری
تمہیں تو کج روی نے کر دیا ہے عقل سے عاری

ہمارے دین کی جو شان سے واقِف نہیں ہو تم
ہمارے جذبۂ ایمان سے واقِف نہیں ہو تم

محبّت دین کی نقدِ گراں سمجھے ہوئے ہیں ہم
شہادت کو حیاتِ جاوِداں سمجھے ہوئے ہیں ہم

فدائے دین ہو جانا ہماری زندگانی ہے
ہمارا دین باقی ہے تمہارا دین فانی ہے

ذرا افسوس بھی مجھ کو نہیں اِس جان کے بدلے
کہ مَیں قربان کرتا ہوں اِسے ایمان کے بدلے

سوائے اہلِ جفا گر ظُلم ڈھانا چاہتے ہو تم
لہُو ہم بے گناہوں کا بہانا چاہتے ہو تم

تو مَیں حاضِر کھڑا ہوں یہ تمہارا جور سہنے کو
مگر ہاں ساتھ ہی تیار ہوں یہ بات کہنے کو

کہ یہ جو دُوسرا اِک بے خطا پکڑے ہوئے ہو تم
حقیقت میں اِسے بے فائدہ پکڑے ہوئے ہو تم

اِسے انصار سے سمجھو نہ مکّہ کے[1] شریفوں سے
مدینے کا یہ ساکن ہے فقط میرے حلیفوں سے

دلِ مغضُوب کا غصّہ نہ یوں اِس پر نکالو تم
مُسلماں جان کر اِس کو نہ یونہی مار ڈالو تم"

یہ جتلا تو دیا اُس صاحبِ حلم و شجاعت نے
توجہ کی نہ پر کوئی گروہِ بے مرّوت نے

یکایک پل پڑے اِک آن میں خونخوار دونو پر
گری ہر سمت سے تلوار پر تلوار دونو پر

کئے تیغِ ستم سے اِس طرح ٹکڑے اسیروں کے
شجاعت کا نہ گویا پاس تھا دِل میں شریروں کے

ستم کی جو ہوئی تکمیل یوں ظالِم جوانوں سے
صدا نفریں کی آئی زمینوں آسمانوں سے

---

[1] مکّہ کے شرفائے یہاں مُراد حضراتِ مہاجرین ہیں جو ہجرت کے بعد مدینہ میں سکونت پذیر ہو چکے تھے۔

ابو سفیان کے بالمقابل لشکرِ اسلام کا مدافعانہ جہاد
لشکرِ کفّار کی پسپائی

اُدھر کفّار نے یہ ظُلم کی تازہ بِنا ڈالی
اِدھر واقف ہوئے اِس حال سے کونین کے والی

رفیقوں جاں نثاروں کو طلب فرما لیا فوراً
ارادہ اہلِ باطل کا انہیں جتلا دیا فوراً

یہ سُنتے ہی ہوئے تیار غازی جان دینے کو
جہادوں کے عوض پھر دولتِ رضوان لینے کو

کمر باندھی فدائے مِلّت و ایمان ہونے کو
رسولِ پاکؐ کے فرمان پر قربان ہونے کو

(باقی آئندہ)

جناب منشی پریم چند صاحب کا ایک ہندی افسانہ

مترجمہ جناب حافظ ابو محمد امام الدین صاحب مدیر ترجمان بنارس

رمضان کے پورے تیس۳۰ روزوں کے بعد آج عید آئی ہے۔ کتنی دلفریب۔ کتنی سُہانی صبح ہے۔ درختوں پر کچھ عجیب ہریالی ہے۔ کھیتوں میں عجیب رونق ہے۔ آسمان پر عجیب سُرخی ہے۔ آج کا سُورج کتنا پیارا۔ کتنا ٹھنڈا ہے، جیسے عید کی مبارکباد دے رہا ہے۔

گاؤں میں کتنی چہل پہل ہے۔ عید گاہ جانے کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ کسی کے کرتے میں بٹن نہیں ہے۔ پڑوس کے گھر سے سُوئی تاگا لینے دوڑا جا رہا ہے۔ کسی کے جوتے کڑے ہو گئے ہیں۔ اُن میں تیل ڈالنے کے لئے تیلی کے گھر بھاگا جا رہا ہے۔

جلدی جلدی بیلوں کو سانی پانی دیدیں۔ عید گاہ سے لوٹتے لوٹتے دوپہر ہو جائیگی۔ تین کوس پیدل راستہ۔ پھر سیکڑوں آدمیوں سے ملنا جُلنا دوپہر کے پہلے لوٹنا ناممکن ہے۔

لڑکے سب سے زیادہ خوش ہیں۔ کسی نے ایک روزہ رکھا ہے۔ وہ بھی دوپہر تک۔ کسی نے وہ بھی نہیں۔ لیکن عید گاہ جانیکی خوشی ان کے حصّے کی چیز ہے۔ روزے بڑے بوڑھوں کے لئے ہونگے۔ ان کے لئے تو عید ہے۔ روز عید کا نام رٹتے تھے۔ آج وہ آگئی۔ اب جلدی پڑی ہے کہ لوگ عید گاہ کیوں نہیں چلتے ——؟ انہیں گرہستی کی فکروں سے کیا سروکار؟ سیویوں کے لئے دُودھ اور شکر گھر میں ہے یا نہیں؟ ان کی بلا سے۔ یہ تو سیویاں کھائیں گے۔ وہ کیا جانیں ابّا جان کیوں بدحواس چودھری قائم علی کے گھر دوڑے جا رہے ہیں۔ انہیں کیا خبر کہ چودھری آج آنکھیں بدل لیں تو ساری عید محرم ہو جائے۔ خود ان کی جیبوں میں تو قارون کی دولت بھری ہوئی ہے۔ بار بار جیب سے اپنا خزانہ نکال کر گنتے ہیں اور خوش ہو کر پھر رکھ لیتے ہیں۔

محمود گنتا ہے — ایک۔ دو۔ دس۔ بارہ — اس کے پاس بارہ پیسے ہیں۔ مُحسن کے پاس ایک۔ دو۔ تین۔ آٹھ۔ نو۔ پندرہ پیسے ہیں۔ انہیں ان گنتی پیسوں میں ان گنتی چیزیں لائیں گے۔ کھلونے۔ مٹھائیاں۔ بگل۔ گیند اور جانے کیا کیا۔

اور سب سے زیادہ خوش ہے حامد۔ وہ چار پانچ سال کا غریب صُورت دُبلا پتلا لڑکا۔ جس کا باپ پچھلے سال ہیضے کی نذر ہو گیا۔ اور ماں نہ جانے کیوں پیلی ہوتی ہوتی ایک روز مر گئی۔ کسی کو پتہ نہ چلا کیا بیماری ہے۔ کہتی بھی تو کون سُننے والا تھا۔ دل پر جو کچھ گزرتی تھی۔ وہ دل ہی میں سہتی تھی۔ اور جب نہ سہا گیا تو دُنیا سے رُخصت ہو گئی۔ اب حامد اپنی بوڑھی دادی آمنہ کی گود میں سوتا ہے۔ اور اتنا ہی خوش ہے۔ اس کے ابّا جان روپئے کمانے گئے ہیں۔ بہت سی تھیلیاں لے کر آئیں گے۔ اُمّی جان اللہ میاں کے گھر سے اس کے لئے بڑی اچھی اچھی چیزیں لینے گئی ہیں۔ اس لئے حامد خوش ہے۔ امید تو بڑی چیز ہے۔ اور پھر بچّوں کی اُمید —! ان کا تخیل تو رائی کا پہاڑ بنا لیتا ہے —

حامد کے پاؤں میں جُوتے نہیں ہیں۔ سر پر ایک پُرانی دھورانی ٹوپی ہے۔ جس کا گوٹ کالا پڑ گیا ہے۔ پھر بھی وہ خوش ہے جب اس کے ابّا جان تھیلیاں اور اُمّی جان نعمتیں لے کر آئینگی تو وہ دل کے ارمان نکال لیگا۔ اس وقت دیکھے گا محمود۔ محسن اور نورے اور سمیع کہاں سے اتنے پیسے نکالیں گے۔

بدنصیب آمنہ اپنی کوٹھری میں بیٹھی رو رہی ہے۔ آج عید کا دن ہے اور اس کے گھر میں ایک دانہ نہیں — آج عابد ہوتا تو کیا اسی طرح عید آتی اور چلی جاتی —؟ اس اندھیرے اور مایوسی میں وہ ڈوبی جا رہی ہے۔ کس نے بلایا تھا اس نگوڑی عید کو؟ اس گھر میں اس کا کام نہیں ہے۔ لیکن حامد! اسے کسی کے مرنے جینے سے کیا مطلب؟ اس کے اندر

روشنی ہے۔ باہر اُمید ـــ مصیبت اپنی تمام فوج وطاقت لے کر آئے۔ حامد کی مُسکھ بھری چتون اس کا خاتمہ کر دے گی ـــ

حامد اندر جا کر دادی سے کہتا ہے ـــ "تم ڈرنا نہیں امّاں! مَیں سب سے پہلے آؤنگا۔ بالکل نہ ڈرنا"۔

آمنہ کا دل کچوٹ رہا ہے۔ گاؤں کے بچّے اپنے اپنے باپ کے ساتھ جا رہے ہیں۔ حامد کا باپ آمنہ کے سوا اور کون ہے؟ اسے کیسے اکیلے میلے جانے دے۔ اس بھیڑ بھاڑ میں بچّہ کہیں کھو جائے تو کیا ہو؟ نہیں آمنہ اسے یوں نہ جانے دے گی ننھی سی جان تین کوس چلیگا کیسے؟ پاؤں میں چھالے پڑ جائیں گے۔ جُوتے بھی تو نہیں ہیں۔ وہ تھوڑی تھوڑی دُور پر اسے گود میں لے لے گی۔ لیکن یہاں سیویاں کون پکائیگا؟ پیسے ہوتے تو لوٹتے لوٹتے سب سامان جمع کر کے جھٹ پٹ پکا لیتی۔ یہاں تو گھنٹوں چیزیں اکٹھی کرتے لگیں گے۔ مانگے ہی کا تو بھروسا ٹھہرا۔ اُس روز فہیمن کے کپڑے سیئے تھے۔ آٹھ آنے پیسے ملے تھے۔ اس اٹھنی کو اسی عید کے لئے ایمان کی طرح بچاتی چلی آتی تھی۔ لیکن کل گوالن سر پر سوار ہو گئی تو کیا کرتی؟ حامد کے لئے کچھ نہیں ہے تو دو پیسے کا دودھ تو ضرور ہی چاہئے۔

اب کل دو آنے پیسے بچ رہے ہیں۔ تین پیسے حامد کی جیب میں۔ پانچ آمنہ کے بٹوے میں۔ یہی تو بساط ہے اور عید کا تیوہار ـــ اللہ ہی بیڑا پار لگائے۔ دھوبن۔ نائن۔ مہترانی۔ اور چوڑیہارن۔ سبھی تو آئیں گی۔ سبھی کو سیویاں چاہئیں۔ اس پر طُرّہ یہ کہ تھوڑا کسی کی آنکھ نہیں لگتا۔ کس کس سے مُنہ چرائیگی۔ اور مُنہ کیوں چرائے؟ سال بھر کا تیوہار ہے۔ زندگی خیریت سے رہے۔ ان کی تقدیر بھی تو اسی کے ساتھ ہے۔ بچّے کو خدا سلامت رکھے۔ یہ دن بھی کٹ جائیں گے۔

گاؤں سے میلہ چلا۔ اور بچّوں کے ساتھ حامد بھی جا رہا تھا۔ کبھی سب کے سب دوڑ کر آگے نکل جاتے۔ پھر کسی درخت کے نیچے کھڑے ہو کر ساتھ والوں کا انتظار کرتے۔ یہ لوگ کیوں اتنے آہستہ آہستہ چل رہے ہیں؟

حامد کے پیروں میں تو جیسے پر لگ گئے ہیں۔ وہ کبھی تھک سکتا ہے؟ شہر کا دامن آگیا۔ سڑک کے دونوں طرف امیروں کے باغ ہیں۔ پختہ چہار دیواری بنی ہوئی ہے۔ درختوں میں آم اور لیچیاں لگی ہوئی ہیں۔ کبھی کبھی کوئی لڑکا کنکری اُٹھا کر آم پر نشانہ لگاتا ہے۔ مالی اندر سے گالی دیتا ہؤا نکلتا ہے۔ لڑکے وہاں سے ایک فرلانگ پر ہیں۔ خوب ہنس رہے ہیں۔ مالی کو کیسا اُلّو بنایا ہے۔

بڑی بڑی عمارتیں آنے لگیں۔ یہ عدالت ہے۔ یہ کالج ہے۔ یہ کلب گھر ہے۔ اتنے بڑے کالج میں کتنے لڑکے پڑھتے ہونگے؟ سب لڑکے نہیں ہیں جی۔ بڑے بڑے آدمی ہیں۔ ان کی بڑی بڑی مونچھیں ہیں۔ اتنے بڑے ہو گئے۔ ابھی تک پڑھتے جاتے ہیں۔ نہ جانے کب تک پڑھیں گے۔ اور کیا کرینگے اتنا پڑھ کر؟ حامد کے مدرسے میں دو تین بڑے لڑکے ہیں۔ بالکل تین کوڑی کے۔ روز مار کھاتے ہیں۔ کام سے جی چرانے والے ہیں۔ اس جگہ بھی اسی طرح کے لوگ ہونگے۔ اور کیا۔ کلب گھر میں جادو ہوتا ہے سُنا ہے یہاں مُردوں کی کھوپریاں دوڑتی ہیں۔ اور بڑے بڑے تماشے ہوتے ہیں۔ مگر کسی کو اندر نہیں جانے دیتے۔ اور یہاں شام کو صاحب لوگ کھیلتے ہیں۔ بڑے بڑے آدمی کھیلتے ہیں۔ مونچھ داڑھی والے۔ اور میمیں بھی کھیلتی ہیں۔ سچ۔ ہماری امّاں کو تو وہ دے دو۔ کیا نام ہے بیٹ؟ تو اسے پکڑ ہی نہ سکیں۔ گھماتے ہی لڑھک جائیں۔

محمود نے کہا ـــ "ہماری اُمّی جان کا تو ہاتھ کانپنے لگے۔ اللہ قسم"۔

محسن بولا ـــ "چلو۔ منوں آٹا پیس ڈالتی ہیں۔ ذرا سا بیٹ پکڑ لینگی تو ہاتھ کانپنے لگیں گے؟ سیکڑوں گھڑے پانی روز نکالتی ہیں۔ پانچ گھڑے تو تیری بھینس پی جاتی ہے۔ کسی میم کو ایک گھڑا پانی بھرنا پڑے تو آنکھوں تلے اندھیرا ہو جائے"۔

محمود ـــ "لیکن دوڑتی تو نہیں۔ اُچھل کود تو نہیں سکتیں"۔

محسن ـــ "ہاں۔ اُچھل کود نہیں سکتیں۔ لیکن اُس روز میری گائے کھُل گئی تھی اور چودھری کے کھیت میں پڑ گئی تھی تو امّاں اتنی تیز دوڑیں کہ مَیں اُنہیں نہ پا سکا۔ سچ۔

آگے چلے۔ حلوائیوں کی دکانیں شروع ہوئیں۔ آج خوب سجی ہوئی تھیں۔ اتنی مٹھائیاں کون کھاتا ہے؟ دیکھو نہ۔

ایک دُکان پر منوں ہوگی۔ سُنا ہے رات کو جنّات آکر خرید لے جاتے ہیں۔ ابّا کہتے تھے کہ آدھی رات کو ایک آدمی ہر دُکان پر جاتا ہے۔ اور جتنا مال بچا ہوتا ہے۔ وہ سب تُلوا لیتا ہے۔ اور سچ مچ کے روپئے دیتا ہے۔ بالکل ایسے ہی روپئے۔"

حامد کو یقین نہ آیا۔ ایسے روپئے جنّات کو کہاں سے مِل جائیں گے ؟

محسن نے کہا ۔ "جنّات کو روپیوں کی کمی ؟ جس خزانے میں چاہیں چلے جائیں۔ لوہے کے دروازے تک انہیں نہیں روک سکتے جناب! آپ ہیں کس پھیر میں؟ ہیرے جواہرات تک ان کے پاس رہتے ہیں۔ جس سے خوش ہوگئے اُسے ٹوکروں جواہرات دے دیئے۔ ابھی یہاں بیٹھے ہیں۔ پانچ منٹ میں کلکتہ پہنچ جائیں۔"

حامد نے پھر پُوچھا ۔ "جنّات بہت بڑے بڑے ہوتے ہونگے ؟"

محسن ۔ "ایک ایک آسمان کے برابر ہوتا ہے جی۔ زمین پر کھڑا ہو جائے تو اس کا سر آسمان سے جا لگے۔ مگر چاہیں تو ایک لوٹے میں گھس جائیں۔"

حامد ۔ "لوگ انہیں کیسے خوش کرتے ہونگے ؟ کوئی مجھے وہ منتر بتا دے تو ایک جن کو خوش کرلوں۔"

محسن ۔ "اب یہ تو نہیں جانتا۔ لیکن چودھری صاحب کے قابو میں بہت سے جنّات ہیں۔ کوئی چیز چوری جائے چودھری صاحب اس کا پتہ لگا دینگے۔ اور چور کا نام بھی بتا دینگے۔ جمعراتی کا بچھڑا اُس روز کھو گیا تھا۔ تین دن حیران ہوئے کہیں نہ ملا۔ تب جھک مار کر چودھری کے پاس گئے۔ چودھری نے فوراً بتا دیا۔ مویشی خانے میں ہے۔ اور وہیں ملا۔ جنّات آکر انہیں سارے جہان کی خبریں دے جاتے ہیں۔"

اب سب کی سمجھ میں آگیا کہ چودھری کے پاس کیوں اتنی دولت ہے اور کیوں ان کی اتنی عزت ہے ؟

آگے چلے۔ یہ پولیس لائن ہے۔ یہاں سب کانسٹیبل قواعد کرتے ہیں۔ "ریٹن! فام۔ فوُ!" رات کو بیچارے گھوم گھوم کر پہرہ دیتے ہیں۔ ورنہ چوریاں ہو جائیں۔"

محسن نے اعتراض کیا ۔ "یہ کانسٹیبل پہرہ دیتے ہیں! جبھی تم بہت جانتے ہو۔ اجی حضرت! یہی چوری کراتے ہیں ۔ شہر کے جتنے چور ڈاکو ہیں۔ سب ان سے ملے رہتے ہیں ۔ رات کو یہ لوگ چوروں سے تو کہتے ہیں چوری کرو۔ اور آپ دُوسرے محلے میں جاکر ۔ "جاگتے رہو ۔ جاگتے رہو!" پکارتے ہیں ۔ جبھی ان لوگوں کے پاس اتنے روپئے آتے ہیں۔ میرے ماموں ایک تھانے میں کانسٹیبل ہیں۔ بیس روپئے ماہوار پاتے ہیں۔ مگر پچاس روپئے گھر بھیجتے ہیں ۔ اللہ قسم۔ مَیں نے ایک بار پوچھا تھا کہ ۔ ماموں! آپ اتنے روپئے کہاں سے لاتے ہیں؟ ہنسکر کہنے لگے ۔ "بیٹا! اللہ دیتا ہے ۔" پھر آپ ہی بولے ۔ "ہم لوگ چاہیں تو ایک روز میں لاکھوں مار لائیں ۔ ہم تو اتنا ہی لیتے ہیں۔ جس میں اپنی بدنامی نہ ہو۔ اور نوکری نہ چلی جائے۔"

حامد نے پوچھا ۔ "یہ لوگ چوری کراتے ہیں تو انہیں کوئی پکڑتا نہیں ؟"

محسن اس کی نادانی پر ہنسکر بولا ۔ ارے پاگل! انہیں کون پکڑے گا؟ پکڑنے والے تو یہی لوگ خود ہیں۔ لیکن خدا انہیں سزا بھی خوب دیتا ہے۔ حرام کا مال حرام میں جاتا ہے ۔ تھوڑے دن ہوئے ماموں کے گھر میں آگ لگ گئی۔ ساری لئی پونجی جل گئی۔ ایک برتن تک نہ بچا۔ کئی روز تک پیڑ کے نیچے سوئے۔ اللہ قسم۔ پیڑ کے نیچے۔ پھر نہ جانے کہاں سے ایک سو قرض لائے تو برتن بھانڈے آئے۔"

حامد ۔ "ایک سو تو پچاس سے زیادہ ہوتے ہیں ؟"

"کہاں پچاس کہاں ایک سو؟ پچاس ایک تھیلی بھر ہوتا ہے۔ سو تو دو تھیلیوں میں بھی نہ آئیں گے۔"

اب بستی گھنی ہونے لگی۔ عیدگاہ جانے والوں کی ٹولیاں نظر آنے لگیں۔ ایک سے ایک بھڑکیلے کپڑے پہنے ہوئے۔ کوئی تانگے پر سوار۔ کوئی موٹر پر۔ سبھی عطر میں بسے ہوئے۔ سبھی کے دلوں میں اُمنگ۔ گاؤں والوں کی یہ چھوٹی سی جماعت اپنی زبوں حالی

بے خبر صبر و قناعت میں مگن چلی جارہی تھی۔ بچوں کے لئے شہر کی سبھی چیزیں انوکھی تھیں۔ جس چیز کی طرف دیکھتے۔ دیکھتے ہی رہ جاتے۔ اور پیچھے سے بار بار ہارن کی آواز ہوتے پر بھی نہ چونکتے۔ حامد تو موٹر کے نیچے جاتے جاتے بچا۔

یکایک عید گاہ نظر آئی —— اوپر املی کے گھنے درختوں کا سایہ ہے۔ نیچے پختہ فرش ہے۔ جس پر جاجم بچھی ہوئی ہے۔ اور نمازیوں کی صفیں ایک کے پیچھے ایک نہ جانے کہاں تک چلی گئی ہیں۔ پکے چبوترے کے نیچے تک۔ جہاں جاجم بھی نہیں ہے۔ نئے آنے والے پیچھے کی قطاریں کھڑے ہوجاتے ہیں۔ آگے جگہ نہیں ہے۔

یہاں کوئی دولت اور درجہ نہیں دیکھتا —— اسلام کی نگاہ میں سب برابر ہیں —— ان دیہاتیوں نے بھی وضو کیا۔ اور پچھلی صف میں کھڑے ہوگئے۔ کتنا اچھا طریقہ ہے —— کتنا دلفریب قاعدہ ہے —— ؟ لاکھوں سر ایک ساتھ سجدے میں جھک جاتے ہیں —— پھر سب کے سب ایک ساتھ کھڑے ہوجاتے ہیں —— ایک ساتھ جھکتے ہیں اور ایک ساتھ گھٹنوں کے بل بیٹھ جاتے ہیں۔ کئی بار یہی عمل ہوتا ہے۔ جیسے بجلی کی لاکھوں بتیاں ایک ساتھ روشن ہوں اور ایک ساتھ بجھ جائیں —— اور یہی عمل جاری رہے ایسا بے نظیر سین تھا، جس کے اجتماعی اعمال کی وسعت و فراخی دل کو ارادت، فخر اور روحانی مسرت لبریز کردیتی تھی، گویا جذبۂ اخوت کا ایک رشتہ ان تمام نفوس کو ایک لڑی میں پروئے ہوئے ہے۔

(۲)

نماز ختم ہوگئی ہے۔ لوگ آپس میں گلے مل رہے ہیں۔ اب مٹھائی اور کھلونوں کی دکانوں پر دھاوا ہوگا، دیہاتیوں کا یہ مجمع اس معاملے میں لڑکوں سے کم شوقین نہیں ہے۔ یہ دیکھو ہنڈولا ہے۔ ایک پیسہ دے کر چڑھ جاؤ۔ کبھی آسمان پر جاتے ہوئے معلوم ہوگے کبھی زمین پر گرتے ہوئے۔

یہ چرخی ہے۔ لکڑی کے ہاتھی۔ گھوڑے۔ اونٹ رسیوں سے لٹکے ہوئے ہیں۔ ایک پیسہ دے کر بیٹھ جاؤ۔ اور پچیس چکروں کا مزہ لو۔

محمود، محسن۔ نورے اور سمیع ان گھوڑوں اور اونٹوں پر بیٹھتے ہیں۔ حامد دور کھڑا ہے۔ تین ہی پیسے تو اس کے پاس ہیں۔ اپنے خزانے کا تہائی ذرا سا چکر کھانے کے لئے نہیں دے سکتا۔

سب چرخیوں سے اترتے ہیں۔ اب کھلونے لینگے۔ ادھر دکانوں کی قطار لگی ہوئی ہے۔ طرح طرح کے کھلونے ہیں۔ سپاہی اور گوجریا۔ راجہ اور وکیل۔ بہشتی۔ دھوبن اور سادھو۔ واہ! کتنے حسین کھلونے ہیں —— ؟ اب بولا ہی چاہتے ہیں۔

محمود سپاہی لیتا ہے۔ خاکی وردی اور لال پگڑی والا۔ کندھے پر بندوق رکھے ہوئے۔ معلوم ہوتا ہے ابھی قواعد کرکے چلا آرہا ہے۔

محسن کو بہشتی پسند آیا۔ کمر جھکی ہوئی ہے۔ اوپر مشک رکھے ہوئے ہے اور اس کا منہ ایک ہاتھ سے پکڑے ہوئے ہے۔ کتنا خوش ہے شاید کوئی گیت گا رہا ہے۔ بس مشک سے پانی انڈیلا ہی چاہتا ہے۔

نورے کو وکیل سے محبت ہے۔ ان کے چہرے سے کیسی علمیت ٹپکتی ہے۔ کالا چغا۔ نیچے سفید اچکن۔ اچکن کے سامنے کی جیب میں گھڑی کی سنہری زنجیر۔ ایک ہاتھ میں قانون کی کتاب لئے ہوئے۔ معلوم ہوتا ہے ابھی کسی عدالت سے جرح یا بحث کرکے چلے آرہے ہیں۔

یہ سب دو دو پیسے کے کھلونے ہیں۔ حامد کے پاس کل تین پیسے ہیں۔ اتنے مہنگے کھلونے وہ کیسے لے؟ کھلونا کہیں ہاتھ سے چھوٹ جائے تو چور چور ہوجائے۔ ذرا پانی پڑے تو رنگ دھل جائے۔ ایسے کھلونے لیکر وہ کیا کریگا؟ یہ کھلونے کس کام کے —— ؟

محسن کہتا ہے —— "میرا بہشتی روز شام سویرے پانی دے جائیگا"

محمود —— "اور میرا سپاہی گھر کا پہرہ دیگا۔ کوئی چور آئیگا تو فوراً بندوق کا فیر کردے گا"

نورے —— "میرا وکیل خوب مقدمہ لڑے گا"

سمیع —— "اور میری دھوبن روز کپڑے دھوئے گی"

حامد کھلونوں کی ہنسی اُڑاتا ہے ـــــ "مٹی ہی کے تو ہیں۔ گریں تو چکنا چور ہو جائیں۔" لیکن للچائی ہوئی آنکھوں سے کھلونوں کو دیکھ رہا ہے۔ اور چاہتا ہے کہ ذرا دیر کے لئے انہیں ہاتھ میں لے سکتا۔ اس کے ہاتھ بے اختیار لپکتے ہیں۔ لیکن لڑکے اتنے ایثار کرنیوالے نہیں ہوتے۔ خاص کر جب ابھی نیا شوق ہے۔ حامد للچتا رہ جاتا ہے۔

کھلونوں کے بعد مٹھائیاں آتی ہیں۔ کسی نے ریوڑیاں لی ہیں۔ کسی نے گلاب جامن۔ کسی نے سوہن حلوہ۔ مزے سے کھا رہے ہیں۔ حامد ان کی برادری سے الگ ہے۔ بد قسمت کے پاس تین پیسے ہیں۔ کیوں نہیں کچھ لیکر کھاتا؟ للچائی آنکھوں سے سب کی طرف دیکھتا ہے۔

محسن کہتا ہے ـــــ "حامد! یہ ریوڑی لے جا۔ کتنی خوشبودار ہے۔"

حامد کو شبہ ہوا کہ یہ صرف مذاق ہے۔ محسن اتنا فراخ دل نہیں ہے۔ لیکن یہ جانتے ہوئے بھی وہ اس کے پاس جاتا ہے۔ محسن دونے سے ایک ریوڑی نکال کر حامد کی طرف بڑھاتا ہے۔ حامد ہاتھ پھیلاتا ہے۔ محسن ریوڑی اپنے مُنہ میں رکھ لیتا ہے۔ محمود۔ نُورے اور سمیع خوب تالیاں بجا بجا کر ہنستے ہیں۔ حامد کھسیانا ہو جاتا ہے۔

محسن ـــ "اچھا اچھا۔ ضرور دیں گے۔ حامد! اللہ قسم۔ لے جا۔"

حامد ـــ "رکھے رہو۔ کیا میرے پاس پیسے نہیں ہیں؟"

سمیع ـــ "تین ہی پیسے تو ہیں۔ تین پیسے میں کیا کیا لوگے؟"

محمود ـــ "ہم سے گلاب جامن لے جا۔ حامد! محسن بدمعاش ہے۔"

حامد ـــ "مٹھائی کون بڑی نعمت ہے؟ کتاب میں اس کی کتنی بُرائیاں لکھی ہیں۔"

محسن ـــ "لیکن دل میں کہہ رہے ہوگے کہ ملے تو کھالیں۔ اپنے پیسے کیوں نہیں نکالتے؟"

محمود ـــ "ہم سمجھتے ہیں اس کی چالاکی۔ جب ہمارے سارے پیسے خرچ ہو جائیں گے تو ہمیں للچا للچا کر کھائیگا۔"

مٹھائیوں کے بعد کچھ دکانیں لوہے کی چیزوں کی ہیں۔ کچھ گلٹ اور نقلی گہنوں کی ہیں۔ لڑکوں کے لئے یہاں کوئی کشش نہ تھی۔ وہ سب آگے بڑھ جاتے ہیں۔

حامد لوہے کی دُکان پر رُک جاتا ہے۔ کئی چمٹے رکھے ہوئے تھے۔ اسے خیال آیا۔ دادی کے پاس چمٹا نہیں ہے۔ توے سے روٹیاں اُتارتی ہیں تو ہاتھ جل جاتا ہے۔ اگر وہ چمٹا لے جاکر دادی کو دے دے تو وہ کتنی خوش ہونگی؟ پھر ان کی اُنگلیاں کبھی نہ جلینگی۔ گھر میں کام کی ایک چیز ہو جائیگی۔ کھلونوں سے کیا فائدہ؟ فضول پیسے خراب ہوتے ہیں۔ ذرا دیر کے لئے خوشی ہوتی ہے۔ پھر تو کھلونوں کو کوئی آنکھ اُٹھا کر نہیں دیکھتا۔ یا تو گھر پہنچتے پہنچتے ٹوٹ پھوٹ برابر ہو جائیں گے۔ یا چھوٹے بچے جو میلے نہیں آئے ہیں۔ ضد کر کے لے لیں گے اور توڑ ڈالیں گے۔ چمٹا کتنے کام کی چیز ہے۔ روٹیاں توے سے اُتار لو۔ چولھے میں سینک لو۔ کوئی آگ مانگنے آئے تو چٹ پٹ چولھے سے آگ نکال کر اُسے دیدو۔ اماں بیچاری کو کہاں فرصت ہے کہ بازار آئیں۔ اور اتنے پیسے ہی کہاں ملتے ہیں؟ روز ہاتھ جلا لیتی ہیں۔

حامد کے ساتھی آگے بڑھ گئے ہیں۔ سبیل پر سب کے سب شربت پی رہے ہیں۔ دیکھو سب کتنے لالچی ہیں۔ اتنی مٹھائیاں لیں، مجھے کسی نے ایک بھی نہ دی۔ اس پر کہتے ہیں میرے ساتھ کھیلو۔ میرا یہ کام کرو۔ اب اگر کسی نے کوئی کام کرنے کو کہا تو پوچھونگا۔ کھائیں مٹھائیاں۔ آپ مُنہ سڑے گا۔ پھوڑے پھنسیاں نکلیں گی۔ آپ ہی زبان چٹوری ہو جائیگی۔ تب گھر سے پیسے چرائیں گے۔ اور مار کھائیں گے۔ کتاب میں جھُوٹی باتیں تھوڑی ہی لکھی ہیں۔ میری زبان کیوں خراب ہوگی؟ اماں چمٹا دیکھتے ہی میرے ہاتھ سے لے لینگی۔ اور کہیں گی ـــــ "میرا بچہ اماں کے لئے چمٹا لایا ہے۔" ہزاروں دُعائیں دینگی۔ پھر پڑوس کی عورتوں کو دکھائیں گی۔ سارے گاؤں میں چرچا ہونے لگے گا۔ حامد چمٹا لایا ہے۔ کتنا اچھا لڑکا ہے۔ ان لوگوں کے کھلونوں پر کون انہیں دعائیں دیگا؟ بڑوں کی دُعائیں سیدھے اللہ کے دربار میں پہنچتی ہیں۔ اور فوراً سُنی جاتی ہیں۔ میرے پاس پیسے نہیں ہیں تبھی تو محسن اور محمود مزاج دکھاتے ہیں۔ میں بھی ان سے مزاج دکھاؤں گا۔ کھیلیں کھلونے اور کھائیں مٹھائیاں۔ میں نہیں کھیلتا کھلونے۔ کسی کا

مزاج کیوں سہوں؟ میں غریب سہی۔ کسی سے کچھ مانگنے تو نہیں جاتا۔ آخر ابّا جان کبھی نہ کبھی آئیں گے۔ امّاں بھی آئیں گی ہی۔ پھر ان لوگوں سے پوچھونگا۔ کتنے کھلونے لوگے؟ ایک ایک کو ٹوکریوں کھلونے دوں اور دکھادوں کہ دوستوں کے ساتھ اس طرح سلوک کیا جاتا ہے۔ یہ نہیں کہ ایک پیسے کی ریوڑیاں لیں تو چڑھا چڑھا کر کھانے لگے۔ سب کے سب خوب ہنسیں گے کہ حامد چمٹا لایا ہے۔ ہنسیں۔ میری بلا سے۔ اس نے دُکاندار سے پُوچھا — "یہ چمٹا کتنے کا ہے؟"

دُکاندار نے اس کی طرف دیکھا۔ اور کوئی بڑا آدمی ساتھ نہ دیکھ کر کہا — "یہ تمہارے کام کا نہیں ہے جی۔"

"بکاؤ ہے یا نہیں؟"

"بکاؤ کیوں نہیں ہے؟ اور یہاں کیوں لاد لائے ہیں؟"

"تو بتاتے کیوں نہیں؟ کَے پیسے کا ہے؟"

"چھ پیسے لگیں گے؟"

حامد کا دل بیٹھ گیا —

"ٹھیک ٹھیک بتاؤ۔"

"ٹھیک ٹھیک پانچ پیسے لیں گے۔ لینا ہو لو۔ نہیں چلتے بنو۔"

حامد نے دل مضبوط کرکے کہا — "تین پیسے لوگے؟"

یہ کہتا ہوا وہ آگے بڑھ گیا کہ دکاندار کی گھُڑکیاں نہ سُنے۔

لیکن دکاندار نے گھُڑکیاں نہیں دیں۔ بُلا کر چمٹا دیدیا۔ حامد نے اسے اس طرح کندھے پر رکھا جیسے بندوق ہے۔ اور شان سے اکڑتا ہوا ساتھیوں کے پاس گیا۔ ذرا سُنیں سب کے سب کیا کہتے ہیں۔

محسن نے ہنسکر کہا — "یہ چمٹا کیوں لایا؟ پگلے! اسے کیا کریگا؟"

حامد نے چمٹے کو زمین پر پٹک کر کہا — "ذرا اپنا بھشتی زمین پر گرادو۔ ساری پسلیاں چور چور ہو جائیں بچا کی۔"

محمود بولا — "تو یہ چمٹا کوئی کھلونا ہے؟"

حامد — "کھلونا کیوں نہیں ہے؟ ابھی کندھے پر رکھا۔ بندوق ہوگئی۔ ہاتھ میں لے لیا فقیروں کا چمٹا ہوگیا۔ چاہوں تو اس سے مجیرے کا کام لے سکتا ہوں۔ ایک چمٹا جمادوں تو تم لوگوں کے سارے کھلونوں کی جان نکل جائے۔ تمہارے کھلونے چاہے کتنا ہی زور لگائیں میرے چمٹے کا بال بھی بیکا نہیں کرسکتے۔ میرا چمٹا بہادر شیر ہے۔"

سمیع نے کھنجری لے لی تھی۔ وہ اسکی باتوں سے متاثر ہوکر بولا — "میری کھنجری سے بدلو گے؟ دو آنے کی ہے۔"

حامد نے کھنجری کی طرف نفرت سے دیکھا — "میرا چمٹا چاہے تو تمہاری کھنجری کا پیٹ پھاڑ ڈالے۔ بس ایک چمڑے کی جھلی لگادی ڈھب ڈھب بولنے لگی۔ ذرا سا پانی لگ جائے تو ختم ہو جائے۔ میرا بہادر چمٹا آگ میں۔ پانی میں۔ آندھی میں۔ طوفان میں برابر ڈٹا کھڑا رہے گا —"

چمٹے نے سبھی کو موہ لیا۔ لیکن اب پیسے کس کے پاس دھرے ہیں۔ پھر میلے سے دُور نکل آئے ہیں۔ نو کب کے بج گئے۔ دھوپ تیز ہو رہی ہے۔ گھر پہنچنے کی جلدی ہو رہی ہے۔ باپ سے ضد بھی کریں تو چمٹا نہیں مل سکتا۔ حامد ہے بڑا چالاک۔ اسی لئے بدمعاش نے پیسے بچا رکھے تھے۔

اب بچوں کے دو گروہ ہوگئے ہیں۔ محسن۔ محمود۔ سمیع اور نُورے ایک طرف ہیں۔ حامد اکیلا دوسری طرف۔ مباحثہ ہو رہا ہے۔ سمیع تو بے ایمان ہوگیا۔ دوسرے فریق سے جا ملا۔ لیکن محسن۔ محمود۔ اور نُورے بھی حامد سے ایک ایک دو دو سال بڑے ہونے پر بھی حامد کے حملوں سے دہل گئے ہیں۔ اس کے پاس انصاف کا زور ہے۔ اور اخلاق کی طاقت — ایک طرف مٹی ہے۔ دوسری طرف لوہا — جو اس وقت اپنے کو فولاد کہہ رہا ہے۔ وہ ناقابل شکست ہے۔ حملہ آور ہے۔ اگر

کوئی شیر آجائے تو میاں بہشتی کے چھکے چھوٹ جائیں۔ میاں سپاہی مٹی کی بندوق لیکر بھاگیں۔ وکیل صاحب کی نانی مرجائے، چغے میں منہ چھپا کر زمین پر لیٹ جائیں۔ مگر یہ چمٹا ــــ یہ بہادر ــــ یہ رستم ہند ــــ لپک کر شیر کی گردن پر سوار ہو جائے گا۔ اور اس کی آنکھیں نکال لیگا۔

محسن نے ایڑی چوٹی کا زور لگاکر کہا ــــ "اچھا پانی تو نہیں بھر سکتا؟"

حامد نے چمٹے کو سیدھا کھڑا کر کے کہا ــــ "بہشتی کو ایک ڈانٹ بتائیگا تو دوڑا ہوا پانی لاکر اس کے دروازے پر چھڑکنے لگے گا۔"

محسن لاجواب ہوگیا۔ پر محمود نے کمک پہنچائی ــــ "اگر بچا پکڑ جائیں، تو عدالت میں بندھے بندھے پھرینگے۔ تب تو وکیل صاحب ہی کے پیروں پڑینگے۔"

حامد اس زبردست نکتہ چینی کا جواب نہ دے سکا۔ اس نے پوچھا ــــ "ہمیں پکڑنے کون آئیگا؟"

نورے نے اکڑ کر کہا ــــ "یہی سپاہی بندوق والا۔"

حامد نے منہ چڑھا کر کہا ــــ "یہ بیچارے ہم بہادر رستم ہند کو پکڑ لیں گے؟ اچھا لاؤ۔ ابھی ذرا کشتی ہو جائے۔ اس کی صورت دیکھکر دور سے بھاگیں گے۔ پکڑیں گے کیا بیچارے۔

محسن کو ایک نیا نکتہ سوجھ گیا ــــ "تمہارے چمٹے کا منہ روز آگ میں جلے گا۔"

اس نے سمجھا تھا کہ حامد لاجواب ہوجائیگا۔ لیکن یہ بات نہ ہوئی۔ حامد نے فوراً جواب دیا ــــ "آگ میں بہادر ہی کودتے ہیں جناب! تمہارے وکیل۔ سپاہی اور بہشتی لونڈیوں کی طرح گھر میں گھس جائینگے۔ آگ میں کودنا وہ کام ہے جو رستم ہند ہی کر سکتا ہے ــــ"

محسن نے ایک زور لگایا ــــ "وکیل صاحب کرسی میز پر بیٹھیں گے۔ تمہارا چمٹا تو باورچی خانے میں زمین پر پڑا رہیگا۔"

اس نکتہ چینی نے سمیع اور نورے میں بھی جان ڈالدی۔ کہنے لگے کتنے ٹھکانے کی بات کہی ہے پٹھے نے۔ چمٹا باورچی خانے میں پڑا رہنے کے سوا اور کیا کر سکتا ہے؟

حامد کو کوئی پھڑکتا ہوا جواب نہ سوجھا تو اناپ شناپ بکنا شروع کیا ــــ "میرا چمٹا باورچی خانے میں نہیں رہیگا۔ وکیل صاحب کرسی پر بیٹھیں گے تو جاکر انہیں زمین پر پٹک دیگا۔ اور ان کا قانون ان کے پیٹ میں ڈال دیگا۔"

بات کچھ بنی نہیں۔ خاصی گالی گلوچ تھی۔ لیکن قانون کو پیٹ میں ڈالنے والی بات چھاگئی کہ تینوں سورما منہ دیکھتے رہ گئے۔ جیسے کوئی ادھیلے والا کنکوا آنے والے کنکوے کو کاٹ گیا ہو ــــ

قانون منہ سے باہر نکالنے والی چیز ہے۔ اس کو پیٹ کے اندر ڈالدیا جائے ــــ؟ بالکل بےتکی سی بات ہونے پر بھی کچھ جدت رکھتی ہے۔ حامد نے میدان مار لیا ــــ اس کا چمٹا رستم ہند ہے۔ اب اس سے محسن۔ محمود۔ نورے کسی کو بھی انکار نہیں ہو سکتا۔

فاتح کو مفتوحوں سے فطری طور پر جو داد ملنی چاہیے۔ وہ حامد کو بھی ملی۔ اوروں نے تین تین چار چار آنے پیسے خرچ کئے پر کوئی کام کی چیز نہ لے سکے۔ حامد نے تین پیسوں میں رنگ جما لیا۔ سچ ہی تو ہے۔ کھلونوں کا کیا بھروسہ؟ ٹوٹ پھوٹ جائینگے۔ حامد کا چمٹا تو برسوں رہے گا۔

صلح کی شرطیں طے ہونے لگیں۔ محسن نے کہا ــــ "ذرا اپنا چمٹا دو۔ ہم بھی دیکھیں۔ تم ہمارا بہشتی لے کر دیکھو۔"

محمود اور نورے نے بھی اپنے اپنے کھلونے پیش کئے۔

حامد کو ان شرطوں کے ماننے میں کوئی انکار نہ تھا۔ چمٹا باری باری سے سب کے ہاتھ میں گیا۔ اور ان کے کھلونے باری باری سے حامد کے ہاتھ میں آئے۔ کتنے خوبصورت کھلونے ہیں۔

حامد نے ہارنے والوں کے آنسو پونچھے —— "میں تمہیں چڑھا رہا تھا۔ سچ۔ وہ لوہے کا چمٹا کھلونوں کی برابری کیا کرے گا۔ معلوم ہوتا ہے۔ اب بولے۔ اب بولے ——"

لیکن محسن کی پارٹی کی ان دلاسوں سے تشفی نہیں ہوئی۔ چمٹے کا سکہ خوب بیٹھ گیا ہے۔ چپکا ہوا چیکٹ اب پانی سے نہیں چھوٹ رہا ہے۔

محسن —— "ان کھلونوں کے لئے کوئی ہمیں دعا تو نہ دے گا"

محمود —— "دعا کو لئے پھرتے ہو —— ؟ اُلٹے مار نہ پڑے —— اماں ضرور کہینگی کہ میلے میں تمہیں یہی مٹی کے کھلونے ملے؟"

حامد کو ماننا پڑا کہ کھلونوں کو دیکھ کر کسی کی ماں اتنی خوش نہ ہوگی۔ جتنی اسکی دادی چمٹے کو دیکھ کر خوش ہوگی۔ تین ہی پیسوں میں تو اسے سب کچھ کرنا تھا اور ان پیسوں کے اس کام میں لانے پر پچھتانے کی بالکل ضرورت نہ تھی پھر اب تو چمٹا رستم ہند ہے —— اور سبھی کھلونوں کا بادشاہ ——

راستے میں محمود کو بھوک لگی۔ اُس کے باپ نے کیلے کھانے کو دیئے۔ محمود نے صرف حامد کو شریک کیا۔ اس کے دوسرے دوست منہ دیکھتے رہ گئے۔ یہ اس چمٹے کی برکت تھی ——

(۳)

گیارہ بجے سارے گاؤں میں ہلچل مچ گئی —— میلے والے آ گئے۔ محسن کی چھوٹی بہن نے دوڑ کر بہشتی اس کے ہاتھ سے چھین لیا۔ اور مارے خوشی کے جو اُچھلی تو میاں بہشتی نیچے آ رہے —— اور عدم آباد سدھارے۔ اس پر بھائی بہن میں مار پیٹ ہوئی۔ دونوں خوب روئے۔ ان کی اماں یہ شور سن کر بگڑیں۔ دونوں کو اوپر سے دو دو چانٹے اور لگائے۔

نورے میاں کے وکیل کا خاتمہ ان کے درجہ کے مطابق اس سے زیادہ پُر افتخار ہوا۔ وکیل زمین پر یا طاق پر تو بیٹھ سکتا نہیں —— اس کی عزت کا لحاظ تو کرنا ہی ہوگا۔ دیوار میں دو کھونٹیاں گاڑی گئیں۔ ان پر لکڑی کا ایک پٹرا رکھا گیا۔ پٹرے پر کاغذ کی قالین بچھائی گئی۔ وکیل صاحب راجہ بھوج کی طرح سنگھاسن پر براجے —— نورے نے انہیں پنکھا جھلنا شروع کیا۔ عدالتوں میں خس کی ٹٹیاں اور بجلی کے پنکھے رہتے ہیں۔ کیا یہاں معمولی پنکھا بھی نہ ہوگا؟ قانون کی گرمی دماغ پر چڑھ جائیگی کہ نہیں —— بانس کا پنکھا آیا اور نورے ہوا کرنے لگے۔ معلوم نہیں پنکھا کی ہوا سے یا پنکھا کی چوٹ سے وکیل صاحب آسمان سے زمین پر آ رہے —— اور ان کا مٹی کا چولا مٹی میں مل گیا۔ پھر تو بڑے زور و شور سے ماتم ہوا۔ اور وکیل صاحب کی لاش پارسیوں کے رواج کے مطابق گھور پر ڈالدی گئی ——

اب رہا محمود کا سپاہی —— اسے فوراً گاؤں کا پہرہ دینے کا چارج مل گیا —— لیکن پولیس کا سپاہی کوئی معمولی شخص تو نہیں —— جو اپنے پیروں چلے۔ وہ پالکی پر چلیگا۔

ایک ٹوکری آئی۔ اس میں کچھ لال رنگ کے پھٹے پرانے چیتھڑے بچھائے گئے۔ تا کہ سپاہی صاحب آرام سے لیٹیں۔ محمود نے یہ ٹوکری اُٹھائی اور اپنے دروازے کا چکر لگانے لگے۔ اس کے دونوں چھوٹے بھائی سپاہی کی طرف سے "چھونے والے جاگتے رہو" پکارتے چلتے ہیں۔ مگر رات تو اندھیری ہونی ہی چاہئے۔ محمود کو ٹھوکر لگ جاتی ہے۔ ٹوکری اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر گر پڑتی ہے۔ اور میاں سپاہی اپنی بندوق لئے زمین پر آ جاتے ہیں —— اور ان کی ایک ٹانگ ٹوٹ جاتی ہے۔ محمود کو آج معلوم ہوا کہ وہ اچھا ڈاکٹر ہے۔ اس کو ایسا مرہم مل گیا ہے۔ جس سے ٹوٹی ہوئی ٹانگ کو وہ فوراً جوڑ سکتا ہے۔ صرف گوار کا دودھ چاہیئے۔

گولر کا دودھ آتا ہے۔ ٹانگ جوڑ دی جاتی ہے۔ لیکن سپاہی کو جوں ہی کھڑا کیا جاتا ہے۔ ٹانگ جواب دیدیتی ہے —— کاریگری ناکام ہوئی تو اس کی دوسری ٹانگ بھی توڑ دی جاتی ہے۔ اب کم سے کم ایک جگہ آرام سے بیٹھ تو سکتا ہے۔ ایک ٹانگ سے تو نہ چل سکتا تھا نہ بیٹھ سکتا تھا۔ اب وہ سپاہی سادھو ہو گیا ہے۔ اپنی جگہ پر بیٹھا بیٹھا پہرہ دیتا ہے۔ کبھی کبھی دیوتا بھی بن جاتا ہے

اس کے سر کا تھالر دار صافہ کھُرچ دیا گیا ہے ۔ اس لئے اب اسکی جتنی صُورت چاہو بدل لو۔ کبھی کبھی تو اس سے ٹھکرے کا کام بھی لیا جاتا ہے ۔

اب میاں حامد کا حال بھی سُنئے ــــ! آمنہ اس کی آواز سُنتے ہی دوڑی اور اسے گود میں اُٹھا کر پیار کرنے لگی۔ یکایک اس کے ہاتھ میں چمٹا دیکھ کر چونک اٹھی۔

"یہ چمٹا کہاں تھا؟"

"مَیں نے مول لیا ہے۔"

"کَے پیسے میں؟"

"تین پیسے دیئے۔"

آمنہ نے چھاتی پیٹ لی۔ یہ کیسا بے سمجھ لڑکا ہے۔ کہ دوپہر ہوئی۔ کچھ کھایا نہ پیا۔ لایا کیا؟ یہ چمٹا ــــ سارے میلے میں تجھے اور کوئی چیز نہیں ملی۔ جو یہ لوہے کا چمٹا اُٹھا لایا؟"

حامد نے مجرمانہ انداز سے کہا ــــ "تمہاری اُنگلیاں توے سے جل جاتی تھیں اسی لئے میں نے اسے لے لیا"

بوڑھیا کا غصہ فوراً محبت میں تبدیل ہو گیا ــــ اور محبت بھی وہ نہیں۔ جو کھلی ہوئی ہوتی ہے اور اپنی ساری ٹیس لفظوں میں عریاں کر دیتی ہے۔ یہ خاموش محبت تھی۔ خوب ٹھوس۔ شیریں اور لذت سے بھری ہوئی ــــ بچے کا کتنا ایثار پسند ہے۔ کتنا نیک ہے۔ کتنا ہمدرد ہے۔ دُوسروں کو کھلونے لیتے اور مٹھائی کھاتے دیکھ کر اس کا دل کتنا للچایا ہو گا؟ اتنا ضبط اس سے ہوا کیسے؟ وہاں بھی اسے اپنی بوڑھیا دادی کی یاد لگی رہی ــــ آمنہ کا دل باغ باغ ہو گیا ــــ

اور اب ایک نہایت عجیب بات ہوئی ــــ حامد کے اس چمٹے سے بھی عجیب ــــ! بچے حامد نے بوڑھے حامد کا پارٹ ادا کیا تھا۔ بوڑھیا آمنہ بچی آمنہ بن گئی ــــ وہ رونے لگی۔ دامن پھیلا کر حامد کو دُعائیں دیتی جاتی تھی۔ اور آنسو کے بڑے بڑے قطرے گرتے جاتے تھے۔ حامد اس کا بھید کیا سمجھتا ــــ؟؟

نومسلم بیرن عمر کی آمد پر

از جناب ابوالاثر حفیظ جالندھری

(حضرت ابوالاثر حفیظ جالندھری نے "نغمہ زار" اور "سوز و ساز" کی تصنیف سے اُردو شاعری میں ایک نیا باب کھول دیا۔ اور نقادوں نے اُسے تغزل کا بہترین ترجمان قرار دیا۔ "شاہنامہ اسلام" کی اشاعت سے اُردو کے امکانات میں اضافہ ہوگیا۔ اور حضرت حفیظ کو سب نے بالاتفاق "فردوسیٔ اسلام" کا لقب دیا لیکن اس بڑھتے ہوئے سمندر کی حدبندی ناممکن ہے۔ نظم زیرِ اشاعت ایک نئے دور کے آغاز کی خبر دیتی ہے۔ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ۔)

تجھے اسلام کے آغوش میں آنا مُبارک ہو
مئے توحید پینا ہوش میں آنا مُبارک ہو

یقیناً اُنس ہے اس ملّتِ نادار سے تجھ کو
اخوت کھینچ لائی ہے سمندر پار سے تجھ کو

مَیں تیرے جذبۂ اخلاص کی تعریف کرتا ہوں
مگر جب اپنی صُورت دیکھتا ہوں آہ بھرتا ہوں

پھلا پھُولا ہے تو آزاد دُنیا کی ہواؤں میں
گھِرے ہیں مُدّتوں سے ہم غلامی کی بلاؤں میں

میسّر ہے یہاں مُردوں سے بدتر زندگی ہم کو
نہ غیرت ہم کو آتی ہے نہ اَب شرمندگی ہم کو

دوامی تلخکامی کو گوارا کر لیا ہم نے
سلف کی یادِ شیریں سے کنارا کر لیا ہم نے

جہادِ فی سبیل اللہ سے مُنہ ہم نے موڑا ہے
شہادت کی غزا کی راہ کو دانستہ چھوڑا ہے

ہماری یہ اذانیں یہ نمازیں یہ مُناجاتیں
دکھاوے کی ہیں سب رسمیں دکھاوے کی ہیں سب باتیں

بظاہر وعظ بھی ہوتے ہیں تقریریں بھی ہوتی ہیں
ہماری غیرتیں لیکن مزے کی نیند سوتی ہیں

نہیں حُبِّ رسول اللہ کا ہم میں اثر باقی
نہ وہ ایمان کا نشّہ نہ وہ محفل نہ وہ ساقی

ہماری فوج کے دھاوے نہیں اَب قاف کے اوپر
یہ اُمّت ناچتی ہے مدفنِ اسلاف کے اوپر

پڑے ہیں ہم تو سب ایماں کی بازی سے تھکے ہارے
ہمیں اس رنگ میں کیا دیکھنے آیا ہے تو پیارے

ترا آنا ہماری شان کا اعزاز کا باعث
ہمارے فخر کا باعث ہمارے ناز کا باعث

مگر اے مہرباں اے دوست ہم سے دُور ہی رہنا
ہمیں اسلام وآزادی کے بارے میں نہ کچھ کہنا

ہمیں غیرت نہ آ جائے کہیں اسلام سے تیرے
عمرؓ کی یاد تازہ ہو نہ جائے نام سے تیرے

عمرؓ کے نام سے ہم کو مجاہد یاد آتے ہیں
جو تلواریں اُٹھاتے تھے وہ زاہد یاد آتے ہیں

نظر کے سامنے آتا ہے نقشہ اُن دلیروں کا
کہ جن کا نام سُنکر دل دہل جاتا ہے شیروں کا

فسانے زندہ ہو جاتے ہیں اُن شمشیر گیروں کے
جو محسن تھے شریفوں کے جو قاتل تھے شریروں کے

وہی اللہ کے بندے جو زاہد تھے نمازی تھے
مگر راہِ شہادت میں مجاہد اور غازی تھے

حریفوں کے لئے شمشیر جوہر دار رکھتے تھے
حلیفوں کے لئے دامانِ گوہر بار رکھتے تھے

امامت قوم کی وقتِ عبادت اُنکا حصّہ تھی
بوقتِ جنگ فوجوں کی قیادت اُنکا حصّہ تھی

عمرؓ کا نام غیرت کے لئے اِک تازیانہ ہے
مگر غیرت بکار آمد نہیں نازک زمانہ ہے

علی الاعلان اظہارِ صداقت سے بھی ڈرتا ہوں
تجھے بھائی سمجھ کر تیرا استقبال کرتا ہوں

(سالنامہ نیرنگ خیال)

دین و سیاست

از سر اقبال

کلیسا کی بنیاد رہبانیت تھی
سمائی کہاں اس فقیری میں میری

خصومت تھی سُلطانی و راہبی میں
کہ وہ سربلندی ہے یہ سربزیری

سیاست نے مذہب سے پیچھا چھڑایا
چلی کچھ نہ پیرِ کلیسا کی پیری

ہوئی دین و دولت میں جس دم جُدائی
ہوس کی امیری ہوس کی وزیری!

دوئی ملک و دیں کے لئے نامرادی
دوئی چشم تہذیب کی نابصیری

یہ اعجاز ہے ایک صحرا نشیں کا
بشیری ہے آئینہ دارِ نذیری

اسی میں حفاظت ہے انسانیت کی
کہ ہوں ایک جنیدی و اردشیری

جلوے کا گیت

از حضرت سید احمد حسین صاحب امجد حیدرآبادی

جلوے کی گھڑی تھی، اور رات کا وقت، دولھا دولھن آمنے سامنے، سر نیوڑھائی ہوئی دُلھن اپنے دولھا کے بالمقابل ہو کر بھی نہ ہونے کے برابر وجود میں شان عدم دکھا رہی تھی، لیکن کشیدہ قامت، نوعمر، نوخیز حسین مہ جبین دولھا، اپنے تو شاہانہ لباس میں پیشانی پر افشاں، پتلے اور نازک ہونٹوں پر پان کی دھڑی جمائے جب جلوے کی چوکی پر جلوہ آرا ہوا- ایک بجلی تھی جو چمک گئی، ایک جگمگاتا آفتاب تھا جو سارے تماشائیوں کی نگاہ کو خیرہ کر گیا

یہی نظارہ مجاز میں رنگ حقیقت دیکھنے کے لئے کیا کم تھا کہ ....

میراثنوں کے وقتیہ گیت نے تو قیامت ہی قائم کر دی، نظری توجہ، سماعت کی طرف کھنچ گئی، آنکھیں بند ہو کر کان کھل گئے، اِنّا جعلناہ سمیعًا بصیرًا-

اس مجمع اضداد کے حالات سنو — کچھ معجزہ دیکھو کچھ کرامات سنو
ہے حسن کا یہ حکم کہ جھپکے نہ پلک — لب کا یہ سخن ہے کہ مری بات سنو
(رباعیات امجد)

شادی کا گیت تھا، یا مسرت کا جھونکا، جس کی سُریلی اور شیریں آواز کانوں سے دل میں اُتر اُتر کر آن واحد میں ہزاروں موجیں پیدا کر رہی تھی-

دُوسروں کی تو خبر نہیں، ہماری یہ کیفیت تھی کہ روتے روتے آنسو خشک ہو گئے تھے اور چیختے چیختے گلا بیٹھ گیا تھا- پُورے گیت میں، دل کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے اور پھر پھر کر آنے والا ٹکڑا

"ڈالوری ماں، ہار بنے کے گلے"

تو ہم کو یاد رہ گیا- اور باقی گیت کی، کچھ اصل کے ہم مضمون، کچھ اپنے خیال کے موافق ہم نے تکمیل کر دی، بالفعل تو ہم سے لفظی طور پر سُن لیجئے- کبھی موقع ملے تو شاید معنوی کیفیت بھی نصیب ہو جائے-

ڈالوری ماں، ہار بنے کے گلے

پیارا بنا مرا دھوم گجر سے — آیا مرے گھر، اپنے گھر سے
ساون بھادوں کی اُٹھیں گھٹائیں — رم جھم رم جھم بادل برسے
ڈالوری ماں، ہار بنے کے گلے

دُھوم مچاؤ، شادی رچاؤ — اس کو پا کر، خود کو گنواؤ
اپنے دل کے شگفتہ چمن سے — چُن چُن کلیاں ہار بناؤ
ڈالوری ماں، ہار بنے کے گلے

رستے میں آنکھوں کا فرش بچھاؤ — گنگا جل سے پاؤں دُھلاؤ
آج سُنا دو اپنا سندیسا — آؤ سہیلیو مل کر گاؤ
ڈالوری ماں، ہار بنے کے گلے

دیکھ سمجھ کر دیکھو بھالو — مہندی لگا کر رنگ جما لو
پوری کر لو دل کی تمنا — لیکن پہلے دل کو سنبھالو
ڈالوری ماں، ہار بنے کے گلے

امجد پیا پر تن من وارو — ہو کے تصدق، صدقے اُتارو
پین کو دیکھو تو کو لے لو — جیت ہے اپنی جتنا بھی ہارو
ڈالوری ماں، ہار بنے کے گلے

از جناب حافظ ابو محمد امام الدین صاحب مدیر ترجمان بنارس

مصر پر اسلامی پرچم لہرا رہا ہے، اور مصر کی فضا "لا الٰہ الا اللہ" کی مقدس صداؤں سے گونج رہی ہے۔ اس مصر کی فضا جس پر کبھی فرعون "انا ربکم الاعلیٰ" کا نعرہ بلند کیا کرتا تھا، لیکن اسلام کا سیلاب دریائے نیل سے ہم آغوش ہو کر بڑھنے والا تھا، وہ افریقہ کے ریگستان کے چپے چپے کو سیراب کرنے کے لئے بیقرار تھا، وہ اس وسیع ریگ زار کو توحید و رسالت کے گل بوٹوں سے باغ و بہار بنانا چاہتا تھا وہ اس طول وطویل خطے سے کفر و شرک کے خار و خس کو بہا کر پاک و صاف کرنا چاہتا تھا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ زینت بخش مسند خلافت تھے۔ اور عبداللہ بن ابی سرح مصر کی گورنری سے ممتاز تھے۔ ۲۶ھ کا زمانہ تھا، دربار خلافت سے عبداللہ بن ابی سرح کے نام فتح افریقہ کا فرمان صادر ہوا، بہادران اسلام کے لئے اس سے بڑھ کر مژدۂ جانفزا اور پیام حیات بخش اور کیا ہوسکتا تھا؟ وہ تو ہر وقت خدا کے نام کی منادی کرنے کے لئے تیار رہتے تھے، وہ تو اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر چکے تھے، وہ تو اسلام کی تبلیغ و اشاعت کو بہترین مشغلہ حیات سمجھتے تھے، وہ تو راہ خدا میں جنگ و جہاد کے لئے ہر وقت سربکف اور شمشیر بدست رہتے تھے، چنانچہ فرمان خلافت پہنچتے ہی عبداللہ بن ابی سرح نے مہم افریقہ کی تیاری کا حکم صادر کر دیا۔ مجاہدین اسلام نے نہایت شوق و حوصلہ سے سامان کرنا شروع کیا اور گنے دنوں میں دس ہزار جانبازان اسلام جہاد افریقہ کے لئے تیار ہو گئے۔

(۲)

دارالخلافہ مصر میں کئی روز سے مہم افریقہ کی روانگی کی دھوم ہے، مگر آج مجاہدین کی روانگی کا دن ہے، اس لئے آج کے جوش و خروش کا عالم ہی کچھ اور ہے، ہر گلی اور کوچے میں ایک ہلچل نظر آرہی ہے، کوئی اپنی ضرورت کی باقی چیزیں مہیا کر رہا ہے، کوئی اپنے عزیز اور دوستوں سے ملاقات کرنے جا رہا ہے، کوئی اپنے اعزہ واقربا کو رخصت کرنے کی تیاری کر رہا ہے، سب کے چہرے بشاش ہیں، سب کی آنکھیں جوش مسرت سے چمک رہی ہیں، جیسے آج عید قرباں ہے، یا کسی بہت بڑے آدمی کی شادی ہے، قریب قریب سبھی کے بدن پر نئے یا دھلے ہوئے کپڑے نظر آرہے ہیں، کوئی نیزے کی انی کو صاف کر رہا ہے اور اس کی نوک درست کر رہا ہے، کوئی تلوار پر صیقل کر رہا، اور کوئی نیام کی مرمت میں مصروف ہے، کوئی بھی سست اور بیکار نظر نہیں آتا۔

گرمی کا موسم ہے، لو چل رہی ہے، قمری مہینے کا دوسرا ہفتہ ہے، سر شام سے لے کر تقریباً صبح تک چاندنی رہیگی اس لئے مجاہدین اسلام عشا کے بعد کوچ کرینگے، مغرب کی نماز ہو چکی ہے، لوگ جوق جوق دارالخلافہ کے باہر چلے جا رہے ہیں، شہر کے باہر میدان میں فوجیں جمع ہونگی اور وہیں سے کوچ کرینگی۔

مہتاب اونچا ہو چکا ہے۔ چاندنی تمام میدان میں پھیلی ہوئی ہے، ہواؤں میں ٹھنڈک پیدا ہو چکی ہے، بہت سے مجاہدین اپنے اہل و عیال ساتھ لیجائیں گے، بہت سے مجاہدین کے اہل و عیال ان کو رخصت کرنے آئے ہیں، میدان میں عجب چہل پہل ہے، اس کے سامنے آج شہر کی بھی کوئی حقیقت نہیں ہے، چھوٹے چھوٹے عرب بچے ادھر ادھر دوڑ دھوپ اور اچھل کود رہے ہیں۔

برقعہ پوش مائیں اور بہنیں ان کی حفاظت کر رہی ہیں، بچے دوڑ دھوپ کرتے ہوئے دُور چلے جاتے ہیں تو برقعے کے اندر سے پاکیزہ آوازیں بلند ہوتی ہیں۔

"عبد الرحمٰن او عبد الرحمٰن کہاں جا رہا ہے؟ آ ادھر"

"ارے عبد اللہ! ادھر گھوڑے ہیں نا! وہاں سے ہٹ کر کھیل"

"طلحہ! دیکھ ریحانہ کو ادھر پکڑ لا، بھیڑ کی طرف چلی جا رہی ہے"

"لو رافع وہاں پہنچ گیا، اسے پکڑ تو لا زینب ادھر"

کہیں ایک طرف کنارے کھڑے میاں بیوی میں وداعی گفتگو ہو رہی ہے۔

"ام رقیہ! تم کسی طرح کی فکر نہ کرنا، انشاء اللہ میں جلد مظفر و منصور واپس آؤنگا"

"آپ میرے لئے کسی قسم کی فکر نہ کریں، مجھے خدا پر بھروسہ ہے، وہ میدان جنگ میں تمہاری اور یہاں میری حفاظت کرے گا۔ مگر دیکھو مجھے بھول نہ جانا"

"کیا کہتی ہو ام رقیہ! دشمنوں کے مقابلے میں بھی تمہاری صورت میرے پیش نظر رہے گی، اور وہ اس وقت میرے لئے باعث امداد ہوگی، اگر مجھے کوئی چیز تم سے ملا سکتی ہے تو وہ نگار فتح کی ہم آغوشی ہے، اور یہ خیال میرے اندر اور بھی جنگ کے لئے ذوق و شوق پیدا کرے گا"

"نہیں ابو العاص، میدان جنگ میں بجز خوشنودی خدا و فرمان الٰہی کے تمہارے سامنے کوئی خیال نہ ہونا چاہئے، میں تو یہ کہتی ہوں کہ میری یاد آپ کے دل میں رہے، مجھے بھلا نہ دو"

"تم میرا مطلب نہیں سمجھیں ام رقیہ! اگر خدا کی خوشنودی اور اس کا فرمان ملحوظ نہ ہوتا تو میں جہاد کی راہ میں قدم ہی کیوں رکھتا؟ تمہاری محبت اور تم سے ملنے کی آرزو میرے دل میں ایک اور جذبہ و شوق پیدا کرے گی، میں یہ کہتا ہوں"

کہیں ماں بیٹے میں باتیں ہو رہی ہیں۔

"بیٹا! تم خدا کی راہ میں جہاد کرنے جا رہے ہو، اس لئے دیکھو دشمنوں کے مقابلے سے منہ نہ موڑنا، قدم پیچھے نہ ہٹانا، سینہ سپر ہو کر لڑنا"

"نہیں ماں، آپ میرے لئے صبر و ثبات کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی رہیں، انشاء اللہ عمیر ہرگز دشمنوں کو پشت نہ دکھائیگا، اس نے آپ کا دودھ پیا ہے، اس کے جسم میں عاصم کا خون دوڑ رہا ہے، وہ آپ کے مقدس دودھ اور باپ کے پاک خون کی کبھی بے حرمتی نہ کریگا"

"مرحبا میرے بیٹے مرحبا! تمہارے ابا تمہیں بالکل کمسن چھوڑ کر دشمنان خدا سے جہاد ہی کرتے شہید ہوئے، میں نے چکی پیس پیس کر تمہیں اسی لئے پالا کہ جوان ہو کر تم خدا کی راہ میں جہاد کروگے"

"اچھا ماں، اب صفیں درست ہو رہی ہیں، دعا کے ساتھ مجھے رخصت کیجئے"

"پیارے بیٹے جاؤ، میں نے تمہیں خدا کے سپرد کیا۔ خدا تمہیں فتحمند اور بامراد واپس لائے"

کہیں باپ بیٹے باتیں کر رہے ہیں۔

"خالد! تمہارے لئے یہ پہلا موقع ہے کہ تم جہاد کے لئے جا رہے ہو، میری صحت خراب نہ ہوتی اور امیر المجاہدین مجھے روک نہ دیتے تو میں ضرور تمہارے ساتھ چلتا، لیکن ہم مسلمان ہیں، ہمارا بھروسہ تو خدا پر ہوتا ہے۔ وہ تمہارا حافظ و نگہبان ہوگا"

"بس باوا جان، مجھے خدا کے سپرد کر دیجئے، اگر قسمت میں شہادت ہے تو میرے لئے اس سے بڑی سعادت اور کیا ہو سکتی ہے؟ اگر خدا اپنے حفظ و امان میں رکھ کر سلامت واپس لایا تو اس کا احسان، بہر حال آپ کو کسی طرح کی فکر نہ کرنی چاہئے"

"پیارے بیٹے! جب تمہارا خدا پر اس طرح کامل بھروسہ ہے اور تم اپنے عزم میں اس طرح راسخ ہو تو مجھے فکر کی کوئی وجہ نہیں ہے،

یَں نے تمہیں خدا کے سپرد کیا۔"

بھائی بھائی میں باتیں ہو رہی ہیں۔

"طلحہ! مجھے تم پر بڑا رشک ہو رہا ہے، تم نے نہ جانے کیا کیا باتیں بنا کر والد سے اجازت حاصل کر لی۔ اور میں اس سعادت سے محروم رہ گیا۔"

"نہیں بھائی جان! بابا کی طبیعت اچھی نہیں ہے، والدہ بھی بیمار رہتی ہیں۔ آپ کا گھر رہنا ضروری ہے۔ آپ جس طرح ان کو آرام پہنچا سکتے ہیں مجھ سے ناممکن ہے، اس کے علاوہ ابھی آپ کی شادی ہوئی ہے۔ بھاوجہ کو رخصت ہو کر آئے ایک مہینہ بھی نہیں ہوا ہے۔ میں خود آپ کا جانا مناسب نہیں سمجھتا تھا، والد صاحب کی مہربانی ہے کہ انہوں نے بھی میری بات مان لی۔"

"واہ طلحہ، یہ بھی کوئی بات ہے کہ بڑا بھائی گھر پڑا رہے اور چھوٹا بھائی لڑائی پر جائے، تمہاری اس سبقت سے میں متاسف اور شرمسار ہوں۔"

"خدا کے لئے بھائی صاحب یوں نہ فرمایئے، اور خوشی کے ساتھ مجھے رخصت کیجئے، آپ تو متعدد معرکوں میں شریک ہو چکے ہیں، مجھے بھی ایک جنگ میں ہو آنے دیجئے، یہ کوئی آخری موقع تو ہے نہیں، آئندہ آپ جائیگا۔ میں گھر رہونگا۔"

"بھئی اَب تو جا ہی رہے ہو۔ جاؤ، میں خوشی سے رُخصت کرتا ہوں، خدا تمہیں ہم سے جلد سالم و غانم ملائے، آمین۔"

"آمین ثم آمین۔"

احباب باتیں کر رہے ہیں۔

"میں نہیں کہہ سکتا کہ مجھے اپنی محرومی پر کتنا صدمہ ہو رہا ہے۔"

"نہیں عبداللہ، صدمے کی کوئی بات نہیں ہے، تم چلے جاتے تو تمہاری بیمار بوڑھی ماں کی خبر گیری کیونکر ہوتی؟"

"بھئی میں خدا کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتا ہوں کہ میں اجازت لینے میں کامیاب ہو گیا، میرے ہاں بھی والد صاحب کی علالت کا جھگڑا تھا۔ مگر انہوں نے کہدیا کہ جاؤ میاں عبدالرحمٰن، زندگی ہے تو لوٹ پوٹ کر اُٹھ ہی کھڑا ہوں گا ورنہ تم مجھے موت سے بچا تو لوگے نہیں، پھر میں تمہیں جہاد سے روک کر کیوں اتنی بڑی سعادت سے محروم کروں؟"

"میں نے تو سمجھا تھا کہ بیوی صاحبہ ابھی ابھی بیاہ کر آئی ہیں، میری راہ میں محبت و پیار اور ناز و ادا کے دام بچھائینگی اور مجھے اُلجھائینگی، کیونکہ انہوں نے مجھے اپنی ظاہری و باطنی خوبیوں سے کچھ گرویدہ ہی ایسا بنا رکھا ہے، مگر انہوں نے کمال کر دیا۔"

"ہم لوگ بھی سُن سکتے ہیں کہ ان کا کمال کیا ہے؟"

"ہاں، ہاں، اس میں حرج ہی کیا ہے؟ انہوں نے کہا میں بھی مجاہد کی بیٹی ہوں، میرے باپ بھی اُحد و بدر میں حصہ لے چکے ہیں میری ماں بھی والد بزرگوار کے ساتھ جہاد میں جایا کرتی تھیں اور زخمی مجاہدین کی خدمت و تیمارداری کیا کرتی تھیں، میں آپ کو جہاد سے روکتی نہیں، بلکہ مجھے خوشی ہے کہ میرا شوہر غازی و مجاہد ہے، اگر آپ کہیں تو میں خود آپ کے ہم رکاب چلنے کو تیار ہوں۔"

"سُبحان اللہ، آپ بڑے خوش نصیب ہیں جو آپ نے ایسی بیوی پائی۔"

"میں نے ان کے جذبۂ ایثار کی تعریف کی اور کہا اِس بار تو نہیں مگر آئندہ خدا نے یہ مُبارک موقع عطا کیا تو ہم دونوں چلیں گے۔"

(۳)

مجاہدین کی صفیں درست ہونے لگیں اور بار بار شور تکبیر بلند ہونے لگا، دس ہزار مجاہدین تھے، اور کئی ہزار ان کے اعزہ و احباب جو ان کو فی امان اللہ کہنے کے لئے آئے تھے، چاندنی سے روشن میدان میں جہاں تک نگاہ کام کرتی آدمی ہی آدمی دکھائی دیتے، اور جس وقت یہ عظیم الشان مجمع "اللہ اکبر" کا نعرہ بلند کرتا، معلوم ہوتا کہ آسمان ہل گیا، خدا کی عظمت و جلالت جیسے چشم بصیرت کے سامنے مجسم ہو کر آموجود ہوتی، اسی شور تکبیر کے درمیان مجاہدین اسلام نے کوچ کیا، چاندنی رات میں ان کے نیزے تاروں کی طرح چمک رہے تھے، اور ان کے سفید سفید عمامے عجیب منظر پیش کر رہے تھے، اس سنسان راستے اور خاموش

رات میں معلوم ہو رہا تھا کہ چاند، تارے، آسمان و زمین سب ان کو حیرت و استعجاب آمیز ذوق و شوق سے دیکھ رہے ہیں۔

مجاہدین اسلام و غازیان دین کا یہ جرار لشکر قطع منازل کرتا ہوا دیار افریقہ میں پہنچ گیا۔ سرزمین افریقہ جو خدا کے ان مقدس بندوں کے خیر مقدم کے لئے چشم براہ بنی ہوئی تھی ان کے قدموں سے لپٹ گئی، انہوں نے بھی خدائے واحد و یگانہ کی طاعت و عبادت اور رکوع و سجود سے سرزمین افریقہ کو ہمسر آسمان بنا دیا۔ کلاہ گوشۂ دہقان کو آفتاب تک پہنچا دیا، جو مجد و شرف اسے کبھی نصیب نہ ہوا تھا اس سے ممتاز و سرفراز کر دیا۔

(۴)

افریقہ کا دارالسلطنت سبیطلہ تھا جو طرابلس اور طنجہ کے ابین واقع تھا، شاہ افریقہ کا نام جرجیر تھا جو ہرقل شہنشاہ روم کے ماتحت حکومت کرتا تھا، اس کو اطلاع ملی کہ اسلامی لشکر افریقہ کی فتح کے لئے آرہا ہے تو وہ ایک لاکھ بیس ہزار فوج لے کر دارالسلطنت سے نکلا اور ایک شب و روز کی مسافت کے مطابق آگے بڑھ کر مجاہدین اسلام سے مقابلہ آرا ہوا۔ سپہ سالار اسلام عبداللہ بن ابی سرح نے اسلامی دستور کے مطابق جرجیر کے سامنے پہلے اسلام پیش کیا، اس کے بعد جزیہ کی تجویز پیش فرمائی۔ آخر میں جنگ پر آمادہ ہوئے۔

شد و مد سے جنگ شروع ہوئی، اور لڑائی نے طول کھینچا، افریقہ سے مدینہ منورہ بہت دور تھا۔ عرصہ تک حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کو مجاہدین افریقہ کے بارے میں کوئی خبر نہ ملی، آخر آپ نے حضرت عبدالرحمٰن بن الزبیر رضی اللہ عنہما کو ایک فوج کے ساتھ افریقہ روانہ فرمایا، وہ کوچ کرتے ہوئے افریقہ پہنچے، معرکہ کارزار گرم تھا، جس وقت مجاہدین اسلام کا یہ جدید لشکر "اللہ اکبر" کا نعرہ لگاتا ہوا میدان جنگ میں پہنچا تو جرجیر شاہ افریقہ کے حواس گم ہو گئے اور مسلمانوں میں ایک نئی روح پیدا ہو گئی، اور جنگ کی طوالت کے باعث ان میں جو اضمحلال پیدا ہو گیا تھا وہ نئے جوش و ولولہ سے بدل گیا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن الزبیرؓ نے میدان جنگ میں پہنچکر سپہ سالار اسلام عبداللہ بن ابی سرح کو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ آجکل اپنے خیمے سے باہر نہیں نکلتے، ابن الزبیر عبداللہ کے پاس گئے اور ان سے دریافت کیا۔ یہ کیا بات ہے کہ مسلمان دشمنوں کے مقابلے میں سینہ سپر ہیں اور آپ اپنی جان لے کر خیمے میں پڑے ہوئے ہیں؟

عبداللہ ۔ بے شک میرے لئے یہ نہایت نامناسب بات ہے۔ مگر ایک خاص صورت حال پیدا ہو گئی ہے، جس کی وجہ سے مجھے احتیاطاً ایسا کرنا پڑ رہا ہے۔

ابن الزبیر ۔ آخر میں بھی تو سنوں کہ وہ کیا صورت حال ہے جس نے آپ کو خیمے میں بیٹھ جانے پر مجبور کر دیا ہے؟

عبداللہ ۔ جرجیر شاہ افریقہ نے اپنی فوج میں اعلان کر دیا ہے کہ جو شخص سپہ سالار اسلام عبداللہ بن ابی سرح کا سر کاٹ لائیگا میں اسے ایک لاکھ دینار دونگا اور اپنی لڑکی کی اس سے شادی کر دونگا، جرجیر کی لڑکی اپنے حسن و جمال میں تمام افریقہ میں لاثانی ہے، اور بڑے بڑے عیسائی امراء و سپہ سالار اس پر جان دیتے ہیں اور اپنے ساتھ اسکی شادی کو حاصل زندگی سمجھتے ہیں۔ بادشاہ کے اس اعلان نے عیسائیوں کو از خود رفتہ کر دیا ہے، اور وہ ہتھیلی پر سر رکھے میری جستجو میں رہتے ہیں، یہی وجہ ہے جو میں خیمے سے باہر نہیں نکلتا۔ مجھے اپنی جان کی محبت نہیں ہے، خیال یہ ہے، کہ اگر میں مارا گیا تو اسلامی فوج میں ابتری پھیل جائے گی، پھر ان کا ثابت قدم رہنا مشکل ہو جائے گا۔ اور یہ مقام اسلامی ملک سے اتنی دور ہے اور دشمنوں کی اتنی بڑی جمعیت ہے کہ ایک مسلمان کا بھی افریقہ سے سلامت جانا مشکل ہو جائیگا۔

ابن الزبیر ۔ خیر اگر آپ اس خیال سے خیمہ نشین ہیں تو میں آپ کو چنداں قابل شکایت نہیں سمجھتا پھر بھی اتنا ضرور کہونگا کہ آپ نے تھوڑے سے غور و فکر سے کام لیا ہوتا تو جرجیر کی اس تدبیر کا جواب بالکل آسان تھا۔

عبداللہ ۔ میری سمجھ میں تو کوئی بات نہیں آئی لیکن اگر آپ کوئی تدبیر بتائیں تو میں نہایت خوشی سے اس پر عمل کرنے کو

تیار ہوں۔ مجھے خود افسوس و ندامت ہے کہ مُسلمان دُشمنوں سے مقابلہ کر رہا ہوں اور مَیں خیمے میں پڑا رہوں۔

ابن الزبیر۔ جناب! کسی نئی تدبیر کی ضرورت تھوڑی ہی ہے، جو تدبیر جرجیر نے کی ہے بالکل وہی آپ بھی کیجئے۔

عبداللہ۔ مَیں آپ کا مطلب نہیں سمجھا، براہِ کرم ذرا اس کی وضاحت کر دیجئے۔

ابن الزبیر۔ صاحب! آپ بھی مجاہدین اسلام میں اعلان کر دیجئے کہ جو شخص بادشاہ جرجیر کو قتل کر ڈالے گا اُسے مالِ غنیمت سے ایک لاکھ دینار انعام دیا جائیگا اور شاہِ افریقہ کی بیٹی اُسکے حوالے کر دیجائے گی۔

عبداللہ۔ جزاک اللہ، مرحبا، کیا تدبیر سوجھی ہے آپ کو، میرا تو ذہن ہی اس طرف نہیں گیا تھا اور نہ میری فوج ہی میں کسی کو یہ بات سُوجھی۔

ابن الزبیر۔ یہ خدا کا احسان ہے کہ آپ سے جرجیر کا اعلان سُنتے ہی میرے ذہن میں یہ بات آگئی۔

(۵)

حضرت عبدالرحمٰن بن الزبیر رضی اللہ عنہما کے مشورے کے مطابق سپہ سالارِ اسلام عبداللہ بن ابی سرح نے اسلامی فوج میں اعلان کر دیا۔ اس اعلان نے مسلمانوں میں ایک عجیب رَو پیدا کر دی، دُوسرے روز مُسلمان میدانِ جنگ میں پہنچے تو ان کے جوش و خروش کا اور ہی عالم تھا۔ آج کئی روز کے بعد ان کے سپہ سالار بھی ان کے ساتھ تھے، نئے مجاہدین کی امداد بھی تھی، ان چیزوں نے مُسلمانوں کے حوصلے نہایت بلند کر دیئے تھے۔ مزید برآں شہزادی کے متعلق اعلان تھا جس سے سیکڑوں ہزاروں منچلے نوجوانوں میں ایک خاص امنگ پیدا ہو گئی تھی، اور وہ آج آگے بڑھ بڑھ کر لڑنے کے لئے بیتاب تھے تاکہ موقع پاتے ہی جرجیر کا سر کاٹ لیں۔

جرجیر کو اس اعلان کی اطلاع ہوئی تو وہ بیحد پریشان ہوا اور میدانِ جنگ سے جلدی سے بھاگ اپنے خیمے میں جا چھپا، وہاں بھی اس کے حواس قائم نہ تھے کہ نئی فوج آنے سے مُسلمانوں کے حوصلے بڑھ گئے ہیں ایسا نہ ہو کہ لڑتے ہوئے خیمہ تک آ جائیں اور خیمے میں گھس کر مار ڈالیں۔

بادشاہ کے میدانِ جنگ سے بھاگ کر خیمے میں رُوپوش ہونے کا عیسائیوں پر بہت بُرا اثر پڑا، ان کے حوصلے پست ہو گئے اور ان میں سخت پریشانی اور ابتری پھیل گئی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج کی جنگ میں عیسائی مقتولین کا اوسط سہ گونہ چہار گونہ ہو گیا اور مُسلمان شاید ایک بھی کام نہ آیا۔

رات کو افسرانِ اسلام یکجا ہوئے تو عبداللہ بن ابی سرح نے عبدالرحمٰن بن الزبیر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے، آپ نے وہ تدبیر بتائی کہ جنگ کا رُخ ہی پلٹ گیا۔ آپ تو مجسم نصرتِ غیبی ثابت ہوئے۔

عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر، حضرات حسنین، عتبہ بن نافع، عبداللہ بن نافع بن حرث وغیرہ جلیل القدر صحابی موجود تھے سب نے عبداللہ بن ابی سرح کی تائید کی۔

ابن الزبیر نے کہا۔ یہ سب فضلِ باری تعالیٰ ہے، وہی ہمیں راہیں سوجھاتا ہے اور وہی ہماری کارسازی فرماتا ہے، آج مَیں نے ایک اور تدبیر سوچی ہے، اِنشاءاللہ وہ بھی نہایت مفید ثابت ہوگی۔

ابن ابی سرح۔ خدارا جلد بتلایئے، وہ کیا تدبیر ہے؟

تمام حضرات اشتیاق بھری نظروں سے ابن الزبیر کی طرف دیکھنے لگے۔

ابن الزبیر نے فرمایا۔ کل آپ فوج کے دو حصے کیجئے۔ ایک حصے کو لے کر تو عیسائیوں کے مقابلے میں جایئے اور ایک حصے کو جس میں نہایت ماہر اور آزمودہ کار لوگ ہوں خیمے میں چھوڑ دیجئے، دن بھر کی جنگ کے بعد جب سب رُومی اور مُسلمان اپنے اپنے خیموں کی طرف واپس ہوں تو مُسلمانوں کی محفوظ فوج اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر برق خاطف کی طرح رومیوں پر ٹوٹ پڑے، دن بھر کی تھکی ہوئی رومی فوج اِس تازہ حملے سے حواس باختہ ہو جائے گی اور اسے ہرگز مُسلمانوں کے مقابلے میں کھڑے ہونے کی

جرأت نہ ہوگی، ہم انہیں بھیڑ بکریوں کی طرح کاٹ کر رکھدینگے۔

چاروں طرف سے آوازیں بلند ہوئیں:۔

"مرحبا، جزاک اللہ!"

"اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ حکمت القا فرمائی ہے"۔

"انشاءاللہ اس طرح ہماری فتح یقینی ہے"۔

"کل اسی صورت پر عمل ہونا چاہئے"۔

"بے شک، بے شک، بالکل اس کے مطابق"۔

دوسرے روز عبداللہ بن ابی سرح اسلامی فوج کے ایک حصے کو لے کر میدان جنگ میں گئے اور حضرت عبدالرحمن بن الزبیر دوسرے حصے کے ساتھ خیمے میں رہے، دن بھر مسلمانوں اور افریقیوں میں جنگ ہوتی، غروب آفتاب کے وقت جب دونوں فوجیں میدان جنگ سے واپس ہوئیں تو حضرت ابن الزبیر اپنی فوج لے کر نکلے اور اللہ اکبر کا نعرہ مار کر افریقیوں پر ٹوٹ پڑے، افریقیوں کو مقابلہ کی جرأت نہ ہوتی، مسلمان لگے ان کو قتل کرنے، مسلمانوں کی پہلی فوج بھی آکر شریک ہوگئی۔ افریقیوں نے بھاگ خیموں میں پناہ لی مگر خیموں میں ان کو کب پناہ مل سکتی تھی، مسلمانوں نے خیموں میں گھس گھس کر انہیں قتل و گرفتار کرنا شروع کیا۔ عبدالرحمٰن بن الزبیر جرجیر کی فکر میں تھے وہ موقع پاتے ہی اس کے خیمے میں گھس گئے اور اس کو قتل کر دیا۔ جرجیر کے قتل ہوتے ہی جنگ کا اختتام ہوگیا، بیشمار قتل ہوتے ہی جنگ کا اختتام ہوگیا۔ بیشمار مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ مرد و عورت قیدیوں میں جرجیر کی بیٹی بھی تھی، سپہ سالار اسلام کے اعلان کے مطابق وہ عبدالرحمٰن بن الزبیر کے حصے میں آئی۔

بہت سے نوجوان شہزادی کے خواستگار تھے، ایسے موقع پر لوگوں میں رشک و حسد کا جذبہ پیدا ہوجاتا ہے، لیکن حضرت عبدالرحمٰن کی سیاست و دانائی کی وجہ سے بوڑھے و نوجوان یکساں ان کے مداح و دلدادہ ہو رہے تھے جس وقت شہزادی آپ کے سپرد ہوئی سب نے آپ کو پُرجوش مُبارکباد دی۔

شہزادی مُلک کے تباہ ہونے، باپ کے مارے جانے اور خاندان کے برباد ہونے سے نہایت غمزدہ تھی، مزید براں یہ سن کر وہ اور بھی مغموم تھی کہ مسلمان نہایت سنگدل اور خونخوار ہوتے ہیں، اور جنگ میں حاصل کی ہوئی عورتوں سے نہایت بدسلوکی سے پیش آتے ہیں اس لئے اس کو زندگی بھر تکلیف و مصیبت میں مبتلا رہنا پڑے گا۔ لیکن حضرت عبدالرحمٰن بن الزبیر کا حسن سلوک اور اور مسلمان خواتین کی مسلمانوں کے ہاں جو قدر و عزت تھی اُسے دیکھ کر شہزادی اپنا تمام غم و فکر بھول گئی، ابن الزبیر نہایت پیار محبت اور خاطر و منزلت سے اس سے پیش آتے تھے اور ان کا تمام خاندان اسے نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھتا تھا، وہ خود نہایت سلیقہ مند باتمیز شہزادی تھی۔ ابن الزبیر اور ان کے خاندان کی تہذیب و تربیت نے سونے پر سہاگے کا کام کیا اور خواتین اسلام میں شہزادی نے ایک خاص امتیاز حاصل کر لیا۔

سیف اللہ خالد رضؓ

از حضرت کامل شیرنی مہمند مدیر مجلہ خیبر اسلامیہ کالج پشاور

دوش دیدم سیفِ[1] حق را من بخواب ۔۔۔ گفتمش احوالِ درد و اضطراب
گفت با من اے اسیرِ دشمناں ۔۔۔ آیۂ لا تحزنوا را باز خواں
تو بیاموز اے مسلماں عشقِ من ۔۔۔ تا شوی آزاد از رنج و محن
قصۂ یرموک را او باز خواند ۔۔۔ تاب گویائی مرا کامل نماند
مسلمی در معرکہ پرسید ازو ۔۔۔ سرِّ ایں جوشِ غزا با من بگو
گفت کردم کفر را زیر و زبر ۔۔۔ نیست اما جنگِ من بہرِ عمرؓ
برق من بر کافراں انداختم ۔۔۔ بہرِ حق ہر مشکلے برداشتم
جانِ خود کردم نثارِ ذوالمنن ۔۔۔ می درخشد بہرِ او شمشیرِ من

ہر چہ بینی کوششے بہرِ خداست
ما غلامانیم و او مقصودِ ماست

جھوٹا سب سنسار

از جناب

ابو الاثر حفیظ جالندھری

جھوٹا سب سنسار
پیارے
جھوٹا سب سنسار
موہ کا دریا لوبھ کی نیا کامی کھیون ہار
موج کے بل پر چل نکلے تھے آن پھنسے منجدھار
پیارے
جھوٹا سب سنسار

جھوٹا سب سنسار
پیارے
جھوٹا سب سنسار
تن کے اُجلے من کے میلے دھن کی دُھن اسوار
اوپر اوپر راہ بتائیں اندر سے بٹ مار
جھوٹا سب سنسار
پیارے
جھوٹا سب سنسار

(سامانِ کارواں)

[1] حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

مُشاہداتِ حجاز

از جناب مولینا امیر احمد صاحب علوی بی۔اے ڈپٹی کلکٹر کانپور

جدّہ سے مکّہ معظمہ تک پہلے دو دن کا راستہ تھا۔ بے آب ریگستان و کوہستان سے گذرنا ہوتا تھا، چوروں اور بدوؤں کا خوف تھا۔ مگر اب موٹروں کی بدولت دو گھنٹہ کا راستہ ہے۔ چار پانچ جگہ چوکیاں بنی ہیں۔ جہاں چار تیار ملتی ہے۔ پولیس کے ملازمین موجود رہتے ہیں اور نگرانی رکھتے ہیں۔ کہ موٹر والے مقررہ تعداد سے زیادہ مُسافر نہ سوار کر سکیں۔ آدھی رات کے وقت پیادہ مُسافر تنہا سفر کرتا ہے۔ اور کسی چور، ڈاکو کی مجال نہیں ہے کہ اُس سے مزاحمت کر سکے۔ آجکل رمضان کی وجہ سے بیشتر مُسافر رات ہی کو سفر کرتے ہیں۔ لیکن لوٹ مار کہیں نہیں ہوتی۔ میرا موٹر دش بجے شب کے اندھیری رات میں پہاڑیوں کے قریب خراب ہو گیا اور ہم لوگوں کو اُترنا پڑا۔ تقریبًا آدھ گھنٹہ تک ہم لوگ اُس جنگل میں کھڑے رہے اور موٹر والا نیا پہیہ چڑھاتا رہا۔ مگر کوئی خوف کی بات پیدا نہیں ہوئی۔ ہم کو راستہ میں بہت سے مُسافر اکیلے سفر کرتے ہوئے نظر پڑے۔ وہ سب بے خوف تھے۔ جس وقت ہمارا موٹر چوکی کے قریب پہنچتا تھا وہاں میلہ سا لگ جاتا تھا اور طبیعت نہایت خوش ہوتی تھی۔

بحرہ کی چوکی پر ہم لوگوں نے وضو کی تجدید کی اور چاء پی۔ روانگی کے وقت میرے ایک ہمراہی اپنے گلے کی حمائل تپائی پر بھول آئے دو تین میل کے بعد یاد آیا۔ اسی حمائل میں اُن کا پاسپورٹ اور واپسی کے ٹکٹ کی رسید بھی تھی۔ مجبورًا ہم سب کو موٹر والے کی خوشامد کرنا پڑی کہ وہ چوکی تک واپس چلے۔ موٹر والا سماٹرا کا باشندہ تھا۔ اور چوکی پر ہم نے چاء پلائی تھی۔ وہ مہربانی سے موٹر کو واپس لیگیا جب ہم چوکی کے پاس پہنچے تو ہوٹل والا ہم کو دیکھ کر ہنسا اور حمائل بجنسہٖ واپس کر دی۔ دو تین سال پہلے نہ تو چوکی تک واپس آنا ممکن تھا اور نہ مال دستیاب ہونے کی اُمید کی جا سکتی تھی۔ موجودہ حکومت حجاز نے ایسا امن اس جزیرہ نمامیں قائم کیا ہے کہ قرنِ اولیٰ کے بعد اس کی نظیر عرب میں نہیں مل سکتی۔

اللہ کا شکر ہے کہ مسجد الحرام میں رمضان کے آخری جمعہ (۸ مارچ ۱۹۲۹ء) کی نماز نصیب ہوئی۔ لاکھ ڈیڑھ لاکھ آدمیوں کا مجمع تھا قریب قریب دُنیا کے ہر حصّہ کے باشندے اس وقت مکہ معظمہ میں موجود ہیں۔ سب سے زیادہ تعداد جاویوں کی ہے جزیرہ جاوا کے رہنے والے نہایت عقیدتمندی سے حج کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ سُنا ہے کہ وہ جب تک فریضۂ حج ادا نہ کریں نکاح نہیں کرتے۔ ان لوگوں سے مکّہ کے دوکانداروں کو بہت نفع پہنچتا ہے۔ کیونکہ ان میں سے ہر ایک فرد ایک پورا جوڑا جُوتے سے لے کر ٹوپی تک اپنے لئے مکّہ معظمہ میں خرید کرنا واجب سمجھتا ہے۔ یہ لوگ باہمّت بھی ہیں۔ روزانہ مسجد تنعیم سے عمرے لاتے ہیں۔ اور بیشتر وقت تلاوت کلام اللہ میں صرف کرتے ہیں۔ سب سے بڑا وصف جاوا کے حجاج میں یہ ہے کہ وہ گداگری نہیں کرتے۔ مَیں نے کسی جاوی کو حرم شریف میں سوال کرتے نہیں دیکھا۔ عرب اور سوڈان کے رہنے والے بے تکلف بھیک مانگتے ہیں۔ اور ہمارے جنّت نشان ہندوستان سے ایک معتدبہ مجمع حجاج کا شاید اسی نیّت سے حجاز کا سفر کرتا ہے۔ کہ وہ بیت الحرام میں گداگری کا پیشہ اختیار کرے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

ایک جماعت اناطولیہ کے ترکوں کی بھی حج کی نیّت سے حاضر ہوئی ہے۔ ان کی صُورتیں دیکھ کر نہایت حسرت ہوتی ہے۔

ایک وقت تھا کہ وہ یہاں حکومت کرتے تھے۔ اور اب اُن کا کوئی پُرسان حال نہیں ہے۔ مسجد الحرام کی موجودہ عمارت کا بیشتر حصہ سلطان سلیم و سلمان اعظم کی یادگار ہے۔ اور مکہ کا گوشہ گوشہ ترکی سلاطین کی فیاضی اور الوالعزمی کا رہین منت ہے۔ درحقیقت ترکوں نے حرمین شریفین کی ایسی خدمت کی کہ دُنیائے اسلام کبھی اس احسان کو فراموش نہیں کرسکتی۔ ایک طرف وہ اپنے خون سے اسلامی سلطنت کی حفاظت کرتے رہے اور دوسری طرف اپنی دولت سے مکہ و مدینہ کو زروجواہر سے مالا مال کرتے رہے۔ ترکوں کی مختصر جماعت بیت اللہ کا طواف کرتی ہے۔ اُن کی مسکینی و غربت دیکھ کر نہایت قلق ہوتا ہے۔ اللہ اُن کی خدمات کا اجر عطا کرے اور اُن کو پھر عروج و اقبال نصیب ہو اور خدمتِ اسلام کی توفیق عطا ہو۔ ایں دُعا از من و از جملہ جہاں آمین باد۔

آج (یکشنبہ یکم مارچ ۱۹۲۹ء) بردہ فروشی کا بازار دیکھنے گیا۔ ایک مکان میں پانچ حبشی عورتیں کرسیوں پر بیٹھی تھیں۔ کم سے کم قیمت ایک لونڈی کی ۳۵ گنی بتائی گئی۔ ان عورتوں میں سے ایک کا رنگ کسی قدر کم سیاہ تھا۔ اور اُس کی قیمت ایک سو پونڈ سے زیادہ تھی۔ مگر دو بچے بھی اُس کے ساتھ تھے اور وہ مُفت ملتے۔ معلوم ہوا کہ آجکل بسبب رمضان کے لونڈیوں کی بکری کم ہے اور مال عام طور پر دکھایا نہیں جاتا۔ عید کے بعد اس بازار میں رونق ہوگی۔ ہر قسم کی لونڈیاں اور غلام مُلاحظہ کئے جاسکیں گے اور نرخ بھی نسبتاً ارزاں ہوجائیگا۔ ہمارے رہنما نے وعدہ کیا کہ عید کے بعد وہ ہم کو اس بازار کی خوب سیر کرائیگا اور بردہ فروشی کی سب دُکانیں دکھائیگا۔

آج مکہ کے بازار دیکھنے کا موقع ملا۔ سامان تجارت سے بازار بھرے ہوئے ہیں۔ اور دُنیا کی کوئی ایسی جنس نہیں جو ان بازاروں میں دستیاب نہ ہوسکے۔ ماشاءاللہ لاقوت الا باللہ!! افسوس ہے کہ میں ضرورت کی چیزیں ہندوستان سے خرید کر لایا۔ اور باربرداری کی مشکلات برداشت کیں۔ اندیشہ تھا کہ ضروری ساخت کی اشیاء جو ہمارے ضرورت کی چیز ساتھ رکھ لی تھی یہاں آکر معلوم ہوا کہ یہ سب زحمت فضول برداشت کی گئی۔ ہر ایک چیز یہاں مل جاتی اور ساکنین مکہ سے خریدی جاتی تو اُنکی اعانت بھی ہوتی۔ حرم شریف کے قریب قریب ہر سمت میں بازار ہے۔ اور جس بازار میں پہنچ جاؤ معلوم ہوتا ہے۔ کہ ضروریات زندگی کا تمام ذخیرہ اس جگہ موجود ہے۔ آجکل رمضان کے سبب سے رات بھر چہل پہل رہتی ہے۔ گیس کی روشنی سے شہر بقعۂ نور بنا رہتا ہے اور بازار کی گلیوں میں وہ لطف آتا ہے کہ وہاں سے ہٹنے کو دل نہیں چاہتا۔ اللہ! اللہ! یہی وہ جگہ ہے جس کے متعلق حضرت ابراہیمؑ نے کہا تھا۔ ربّ انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع!!

ہندی نجومیوں کے حساب سے آج سوموار ی اماوس (دوشنبہ ۱۱ مارچ ۱۹۲۹ء) ہے۔ اور رویتِ ہلال کی کوئی صورت ممکن نہیں۔ یہاں آج (رمضان ۱۳۴۷ھ) کی ۳۰ تاریخ ہے۔ اور کل عید ہونا لازمی ہے۔ افطار کے وقت ۲۱ ضربیں توپ کی سلامی ہوئی۔ اور ماہ مبارک کے فاتحہ کا اعلان ہوا۔ طلوع آفتاب سے چار گھنٹہ پہلے (سہ شنبہ ۱۲ مارچ ۱۹۲۹ء) بیدار ہوا۔ میزبانوں کی مہربانی سے غسل کے لئے گرم پانی ملا۔ کپڑے بدلے۔ چاء پی اور حرم شریف میں حاضر ہوگیا۔ نماز تہجد کے بعد میزاب رحمت کے نیچے کھڑے ہو کر اور غلاف کعبہ کو آنکھوں سے لگا کر اپنے لئے اور اپنے اعزہ و احباب و جمیع مُسلمانان کے لئے دُعائے خیر کی۔ ابھی ایک ہی طواف کی نوبت آئی تھی۔ کہ قلعہ شاہی سے عید کی سلامی سر ہونا شروع ہوئی۔ صبح کا سہانا وقت مؤذنوں کی سُریلی آواز۔ اذان کی دلکش موسیقی۔ اور اسی کے ساتھ ساتھ توپوں کی گرج ایک عجیب عالم تھا کہ بیان میں نہیں آسکتا۔

آفتاب طلوع ہوا تو سارا شہر مکہ مسجد الحرام کے اندر تھا۔ میرا اندازہ تھا کہ دو تین لاکھ آدمیوں کا مجمع ہوگا۔ مگر یہاں کے باشندے کہتے ہیں کہ نفوس کی تعداد دو لاکھ سے کم تھی۔ بہرحال ہر طرف سر ہی سر نظر آتے تھے۔ اور مسجد الحرام بایں ہمہ وسعت

تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ عربوں کی زرق برق پوشاکیں۔ حجاج کے سادہ وسفید لباس۔ عورتوں کے رنگ برنگ بُرقعے۔ معلوم ہوتا تھا کہ آدمیوں کا باغ لگا ہے۔ اور صحن مسجد گلہائے رنگارنگ کا گلدستہ۔

مکبّرین نے تکبیر خوانی شروع کی، وہ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اللہ اکبر وللہ الحمد کے نعرے لگاتے تھے۔ اور حاضرین بھی اُن کے ساتھ ذکر میں شریک ہوتے تھے۔ تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد وہ اللہ اکبر کبیراً۔ الحمد للہ کثیراً۔ سبحان اللہ بکرۃً واصیلاً وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وسلم کثیراً کثیراً نہایت دلکش لہجہ سے پڑھتے تھے اور اُس وقت معلوم ہوتا تھا کہ زمین سے آسمان تک دریائے نور موجزن ہے۔ اور رحمتِ حق نے ساری مسجد کو اپنے دامن میں چھپا لیا ہے۔ خانہ کعبہ پر ایک خاص رونق تھی۔ جو آج سے پہلے نظر نہ آتی تھی۔ اور جس وقت مکبّرین صلی اللہ علی سیدنا محمد کا نعرہ لگاتے تھے تو دل دہل جاتا تھا۔ اور شوکت اسلام کا ایک عجیب منظر سامنے آجاتا تھا خیال آتا تھا کہ یہ اُسی بزرگ ہستی کا اسم مبارک ہے۔ جس کو ایک دن کعبہ میں داخل ہونے کی بھی اجازت نہ ملتی تھی۔ اور سارا مکہ اُس کا دشمن جانی تھا مگر اللہ نورہٖ ولو کرہ الکافرون۔ آج یہاں کے ہر ایک بچہ کو اُسی کے نام کی رٹ ہے۔ خدا کے نام کے بعد۔

عرب کے حساب سے بارہ بجکر ۴۵ منٹ پر یعنی طلوع آفتاب سے آدھ گھنٹہ بعد نماز عید شروع ہوئی۔ نماز میں بارہ تکبیریں زائد تھیں چھ پہلی رکعت میں ثنا کے بعد اور فاتحہ سے پہلے اور چھ دوسری رکعت میں فاتحہ سے پہلے۔ ہم خطیب سے زیادہ فاصلہ پر نہ تھا اور اُس کی آواز سُنائی دیتی تھی۔ مگر الفاظ صاف صاف مسموع نہ ہوتے تھے۔ خطبہ ثانیہ کے وقت جب خطیب اللھم انصر الاسلام والمسلمین پر پہنچا تو جھنڈیاں ہلائی گئیں۔ اور قلعہ شاہی سے توپیں چلنا شروع ہوئیں۔ اُن کی گرج سے دل اچھلتا تھا۔ اور شوکت وہیبت اسلام کی ایک خاص کیفیت طاری تھی۔ کہن سال بزرگ کہتے ہیں کہ ترکوں کے وقت میں عید کے دن جس شان وشوکت کا اظہار ہوتا تھا۔ آج اُس کا عشر عشیر بھی نہیں ہے۔ مگر میرے لئے یہی جاہ وجلال بہت تھا۔ از دوزخیان پرس کہ اعراف بہشت است۔ نماز سے فارغ ہوکر معلم کے ساتھ اُن کے مکان پر گیا۔ اور عید کی دعوت کھائی۔ واپسی کے وقت عرب لڑکے اور لڑکیاں سڑک پر کھیلتے اور انگریزی باجے بجاتے نظر آئے۔ ہر طرف فرحت وانبساط کا دور دورہ تھا۔ اور ہر کس وناکس کے چہرہ پر خوشی کا اثر ظاہر تھا۔ میں نے غلطی سے ناکس کا لفظ استعمال کیا۔ "مکہ" کا کوئی باشندہ "ناکس" نہیں ہے۔ بزرگوں کا قول ہے کہ سفہاء الملکۃ حشو الجنۃ۔ یہاں کے جاہل اور کم عقل بھی دوسری جگہ کے علماء سے بہتر ہیں۔ یہاں ہر ایک بچہ جب چالیس دن کا ہوتا ہے تو کپڑے میں لپیٹ کر باب الکعبہ کے سامنے ڈال دیا جاتا ہے۔ اور جب مرتا ہے تو اُس کا جنازہ کچھ دیر تک باب الکعبہ کے سامنے رکھا جاتا ہے۔ اور پھر باب السلام کے رستہ سے گورستان کو جاتا ہے۔ نماز جنازہ باب الکعبہ کے سامنے ادا کی جاتی ہے۔ اور بعض خوش نصیبوں کی صلوۃ الجنازہ نماز فجر کے بعد پڑھی جاتی ہے۔ اور ہزارہا مُسلمان اس میت کے لئے دُعائے مغفرت کرتے ہیں۔ مکیوں کے اعمال کا حال خدا جانے۔ وہ ستار العیوب ہے اور ہر ایک بندہ کے ظاہر وباطن سے واقف ہے۔ لیکن اُن کا ایک وصف بہت جلد دریافت ہوجاتا ہے۔ اور وہ یہ کہ مکہ کے باشندوں کا توکل بہت بڑھا ہوا ہے۔ اور اُن کو رزاقِ مطلق پر پورا بھروسہ ہے۔ شیخ سعدیؒ کہتے تھے "آں قدر تعلق کہ انسان را با روزی است اگر با روزی دہ بودے در مقام از ملائکہ درگزشتے" لیکن یہاں آکر دیکھا کہ مکیوں کو روزی دینے والے پر اعتماد کلی ہے۔ جو کچھ روپیہ پیسہ اُن کے ہاتھ آئے وہ فوراً خرچ کر ڈالتے ہیں اور دُوسرے کے لئے جمع رکھنا فضول سمجھتے ہیں۔ اُن کا قول ہے کہ جس نے آج دیا ہے وہ کل بھی دیگا انشاء اللہ۔ نہ باسی بچے نہ کُتا کھائے۔ عید سے دو ایک روز قبل جن لوگوں کو دستِ سوال دراز کرتے دیکھا تھا۔ آج پُر تکلف لباس سے آراستہ وپیراستہ نظر آتے ہیں۔ ممکن ہے۔ کہ دُوسرے روز یہ کپڑے کوڑیوں کے مول فروخت کر دیئے جائیں۔ اور یہ بیش قیمت عمامے نان شبینہ کے لئے گرو کرنا پڑیں۔ لیکن آج تکلف اور تحدث بالنعمۃ کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ ہونا چاہیئے۔ یہ اعتماد علی اللہ اُن کے زبردست ایمان کی دلیل ہے۔ اور ہر ایک مومن مغفرت وجنت کا اُمیدوار ہے۔ تو بزرگوں کا یہ قول سفہاء الملکۃ حشو الجنۃ غلط نہ سمجھنا چاہیئے۔ ذٰلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔

یہیں ہندوستان کا رہنے والا اعقیدہ کا بودہ۔ ایمان کا کمزور۔ اسباب وعلل پر نظر کرنے والا اور علت العلل سے غافل آج دارالاسلام کی عید اور یہاں کی شان وشوکت دیکھ کر جس قدر خوش ہوا اُتنا ہی چند باتوں سے ملول بھی ہوا۔ خوشی کا بیان ہو چکا اب غم کی داستان سنیئے

حجاز کا بیشتر حصہ یورپ کی حکومت سے بحمداللہ ابھی (نیم) آزاد ہے۔ لیکن عربستان کی اقتصادی فتح لندن کو حاصل ہو چکی ہے یہاں کے بازار ولایت کی مصنوعات سے بھرے ہوئے ہیں۔

آج شہر میں ہزاروں روپے کے کھلونے فروخت ہوئے اور وہ سب کے سب یورپ کے بنے ہوئے تھے۔ ربڑ کی گیند۔ ربڑ کے بھونکے۔ ربڑ کے غبارے۔ ٹین کے انجن۔ ٹین کی ریل گاڑیاں اور ارگن باجے وغیرہ آج لاکھوں کی تعداد میں یہاں بک رہے ہیں۔ کوئی لڑکا مجھ کو نظر نہ آیا جس کے ہاتھ میں دو چار کھلونے اس قسم کے نہ ہوں۔ افسوس ہے کہ عرب، حجاج کی کمائی اہل مکہ کے کام نہ آئی۔ بلکہ یہاں سے بھی اُسی طرح ولایت کو پہنچی۔ جیسے ہمارے بدنصیب ملک سے جاتی ہے۔ عبرت کا مقام ہے کہ صرف موٹر کے لوازمات جو اس سال (۱۹۲۹ء) انگلستان سے آئے اُن کی قیمت ۱۸ ہزار پونڈ تھی!! یہ لوازمات یورپ کے دُوسرے مقامات سے بھی آئے تھے۔ مگر اُن کی قیمت مندرجہ بالا حساب میں شامل نہیں۔ اس طرح تمام دُنیائے اسلام کی کمائی مکہ کے راستے سے یورپ پہنچتی ہے۔

افسوس ہے کہ یہاں کی عورتوں کو انگریزی فیشن کی طرف بدرجہ غایت رغبت ہوگئی ہے۔ بُرقعہ کسی وقت زینت چھپانے کیلئے تھا۔ مگر افسوس اب اُس کا مقصد زینت کو دوبالا کرنا ہے۔ زرق برق ریشمی کپڑوں اور اطلسی تھانوں کے بُرقعے بنائے جاتے ہیں اور اُن کی چمک دمک خواہ مخواہ ہر شخص کو اپنی طرف متوجہ کرلیتی ہے۔ نابالغ لڑکیاں جو بے نقاب پھرتی ہیں۔ وہ سرتاپا انگریزی لباس میں ہیں۔ وہی ریشمی سائے اور وہی اونچی ایڑی کے بُوٹ۔ چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مُسلمانی!

افسوس پر افسوس اور قلق پر قلق یہ کہ یہاں کی عورتوں کی فیشن پرستی تموّل وثروت کی بدَولت نہیں۔ بلکہ ایک معتبر راوی کے قول کے مطابق عید کے لئے جس قدر ایسے فاخرہ لباس بازار سے خرید کئے گئے۔ اُن کا بیشتر حصہ قرض آیا ہے اور ایام حج کے بعد ادائیگی کا وعدہ ہے۔ شوہر بازاریں۔ مسجدیں۔ راستہ گلی میں حاجیوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے۔ اور اس ذریعہ سے جو کچھ وصول کرتا ہے وہ بیوی کے لئے سوٹ بوٹ اور سگریٹ خرید کر کے یورپ کے تاجروں کی نذر کر دیتا ہے۔ یا الہ العٰلمین مُسلمانوں کے حال پر رحم کیجو۔ اور اُن کو نیک وبد کی تمیز عطا کیجو۔ آپ کی نظر کیا پھری سارا زمانہ پھر گیا۔ اب آپ ہی کرم فرمائیں تو یہ قوم سنبھلے ورنہ بظاہر کوئی صُورت اُس کے سُدھرنے کی نہیں ہے۔

انگریزی مٹھائیاں۔ انگریزی بسکٹ۔ بازاریں بھرے ہیں۔ سگریٹ وچاء شرطِ زندگی ہے۔ گولہ بارود ولایت سے آتا ہے۔ ڈاک کے ٹکٹ ولایت سے چھپ کر آتے ہیں۔ ریال وقرش لندن سے بنکر آتے ہیں۔ کپڑا انگلستان سے آتا ہے۔ اناج کے لئے ہمیشہ ہی سے یہ وادی غیر مزروعہ ہے۔ یہاں کی خالص پیداوار صرف تربوز ہیں یا زمزم کا مقدس پانی۔ اونٹ معاش کا ذریعہ تھے۔ اور شریف حسین سابق ملک الحجاز کے قول کے مطابق جس وقت اونٹ کا بچہ پہلی بار مکہ میں آتا تھا۔ اُس وقت سے اور اس ساعت تک جبکہ وہ صرف پوست اور استخواں کا ڈھانچہ رہ جاتا تھا ہر ایک اونٹ ۴۰ خاندانوں کی پرورش کرتا تھا۔ کیونکہ اس آلہ باربرداری کے تمام لوازمات مکہ یا اُس کے ملحقات ہی میں تیار ہوتے تھے۔ مگر موٹروں کی بدولت وہ رزق کا دروازہ بھی قریب قریب بند ہے۔ ایک شرمناک بات ہے جس کو لکھتے قلق ہوتا ہے کہ جوان عورتیں بازاریں حاجیوں سے خیرات طلب کرتی ہیں۔ اور اُن کو روپیہ وصول کرنے کے لئے اغیار سے بغلگیر ہو جانے میں بھی غیرت نہیں آتی۔ زیادہ لکھنا خلاف

تہذیب ہے۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا۔

معاشرت کا یہ حال تھا۔ اب سیاسیات پر غور کیجئے۔ جدہ میں سکہ و خطبہ سلطان ابن سعود کا ہے لیکن حکومت در حقیقت برٹش کانسل کرتا ہے۔ ابن سعود کے لونڈی غلام بھاگ کر انگریزی سفارت خانہ میں پناہ لیتے ہیں۔ اور کانسل جنرل اُن کو جہازات پر سوار کر کے بے تکلف مُلک سے باہر نکال دیتا ہے۔ لیکن ملک الحجاز دم نہیں مار سکتا۔ کانسل کی اجازت کے بغیر کوئی قافلہ جدہ سے مکہ یا مدینہ نہیں جا سکتا۔ مگر بادشاہ کو دخل دینے کا اختیار نہیں۔ سفارتخانہ نے افغانیوں کو دھمکی دی کہ اگر انہوں نے واپسی کے ٹکٹ وائس کانسل کے پاس جمع نہ کئے تو وہ مکہ نہ جانے پائیں گے۔ مگر عرب کا (بزعم خود) بادشاہ زبان ہلانے کی مجال نہیں رکھتا۔

مکہ معظمہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہے۔ مگر انگریزی کانسل جس دن چاہے چند گھنٹوں میں یہاں قبضہ کر سکتا ہے۔ نجدی فوج جو یہاں مقیم ہے وہ قواعد داں تو کیا ہوتی۔ آلات حرب سے بھی صحیح طور پر مسلح نہیں ہے۔ میں نے جمعۃ الوداع کے دن اور آج بھی اُن کا جلوس دیکھا۔ کسی کے پاؤں میں جوتا ہے کوئی چپل پہنے ہے۔ اور کوئی ننگے پاؤں کاندھے پر بندوق رکھے چل رہا ہے کارتوس کی پیٹیاں کمر میں بندھی ہیں۔ معلوم نہیں خالی ہیں یا بھری ہوئی۔ مگر بندوقیں ٹوٹی ہوئی اور زنگ خوردہ ہیں۔ یہ ہر شخص دیکھ سکتا ہے۔ ہندوستان میں حیدر آباد۔ گوالیار۔ اندور کی فوجیں اس سلطانی لشکر سے زیادہ آراستہ پیراستہ ہیں۔ ایک مشین گن اس تمام فوج کا ستھراؤ کرنے کے لئے کافی ہے۔ اور یہ سپاہی پانچ منٹ بھی کسی قواعد داں فوج کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اُس پر طرہ یہ کہ مکہ کی رعایا سلطان سے بیزار ہے۔ مجھ کو ایک شخص بھی ایسا نہ ملا جو نجدیوں کی بدگوئی اور ابن سعود کی مذمت نہ کرتا ہو۔ یہاں کے باشندے ترکوں کے شرمندۂ احسان تھے۔ شریف حسین نے اُن سے دغا کی اور ترکی سپاہیوں پر وحشیانہ مظالم کئے۔ اس لئے مکہ کے رؤسا حسین سے نفرت کرنے لگے۔ اور محض حسین کی تذلیل کی خاطر نجدیوں کی در پردہ اعانت بھی کی۔ شریف کو شکست دینے کے بعد نجدیوں نے طائف میں قتل عام کیا۔ جب رعایا روپوش ہونے لگی تو امان کا اشتہار دیا۔ بہت سے بے گناہ اس دھوکے میں آکر بازار میں حاضر ہوگئے۔ فی الفور امان کا وعدہ فراموش ہوگیا۔ اور بیدریغ تیغ زنی ہونے لگی۔ ہزاروں بے گناہوں کا خون طائف میں لیا گیا۔ اس سطوت و جبروت نے مکہ والوں کو دہلا دیا۔ اور غربا اور امرا سب ہی نے خاموشی سے نجدی کی اطاعت قبول کر لی۔ آج ہر ایک مکی الّا ماشاء اللہ نجدی کا دشمن ہے۔ اور اس جوئے کو گردن سے اُتارنے کے لئے وقت کا منتظر ہے۔ ستم یہ ہوا کہ نجدیوں نے وحشی بدوؤں کو بھی پست کر دیا۔ ہزاروں بدو بے قصور اور بے الزام قتل کر دیئے گئے۔ اس قہر و غضب سے امن قائم ہوگیا۔ راستے محفوظ ہوگئے۔ اور آج یہ حالت ہے کہ جدہ کے ساحل سے عمان تک سونا اُچھالتا چلا جائے تو بھی لُوٹ مار کا اندیشہ نہیں ہے۔ لیکن غور کرو کہ یہ امن کس قدر گراں قیمت پر خریدا گیا گیا۔ حرمین شریفین کی حفاظت کے لئے جو سپاہی من جانب اللہ متعین تھے۔ وہ قتل ہوگئے۔ اور اب اغیار کے حملہ کے لئے میدان صاف ہے۔ اللہ بُرے وقت سے بچائے رکھے ؎

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آ سکتا نہیں
محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی (اقبال)

ترک یہاں کے رؤسا اور فقرا سب ہی کی خدمت کرتے تھے۔ بڑے بڑے وظیفے سادات و شرفا کے متعین تھے بیواؤں اور یتیموں کی تنخواہیں جاری تھیں۔ اور حجاج سے وہ کسی قسم کا ٹیکس نہیں لیتے تھے۔ آج نجدی ہر ایک حاجی سے تقریباً دس پونڈ وصول کرتے ہیں۔ اور یہ رقم معلمین وغیرہم کی معرفت لی جاتی ہے۔ مدینہ کے مسافروں سے موٹر کمپنی کی معرفت فی حاجی کچھ گنی مقرر ہے۔ مطوفوں سے فی حاجی بارہ روپے لئے جاتے ہیں۔ جہاز کی کمپنی سے فی حاجی پندرہ روپے قرنطینیہ کی فیس کے

نام سے وصول ہوتے ہیں۔ عرفات اور جدہ کے اونٹ والوں سے فی حاجی چند ریال لئے جاتے ہیں۔ تمام تفصیل میں نے سُنی تھی۔ مگر مجھ کو یاد نہیں رہی۔ مختصر یہ کہ دس پونڈ فی حاجی سُلطان کو ملتے ہیں۔ آب حساب لگاؤ کہ سالانہ کس قدر رقم حجاج سے سلطانی خزانہ کو پہنچتی ہے۔ پہلے یہ روپیہ اہل مکہ کی پرورش میں صرف ہوتا تھا۔ اور آب ریاض اور نجد میں انگریزی فیشن کا سامان مہیا کرنے کے کام آتا ہے۔ مکہ کی رعایا تباہ حال ہے۔ اور غربت و مفلسی اُن سے وہ افعال سرزد کراتی ہے جو بے درہم ہونے کا لازمی نتیجہ ہیں۔ لیکن نجدیوں کو اس کی کچھ پرواہ نہیں۔ وہ جانتے ہیں اور بخوبی آگاہ ہیں۔ کہ مکہ پر ان کی حکومت عارضی ہے۔ اور چند سال سے زیادہ قائم نہیں رہ سکتی۔ اس لئے جس قدر دولت یہاں سے جمع کی جا سکے فراہم کر لینی چاہیئے۔ سلطان ابن سعود کا لڑکا جو حجاز کا ولیعہد ہے۔ مکہ میں مقیم ہے۔ ہر پنجشنبہ کو حرم شریف میں حاضر ہوتا ہے۔ لیکن اُس کی طرف محبت کی آنکھ سے کوئی نہیں دیکھتا۔ اس کو یہاں کی بالاستقلال حکومت نصیب ہوگی یا نہیں اور مکہ پر نجدیوں کا تسلط قائم رہیگا یا نہیں۔ اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ اتنی دُعا ضرور ہے کہ مالک الملک اس متبرک خطہ کو غیر مسلم حکومت سے آزاد رکھے اور اس کے سوا جو کچھ بھی ہو سب گوارا ہے ؎

نہ بود نصیب دُشمن کہ شود ہلاک تیغت
سرِ دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

میں مصلائے حنفی کے سامنے بیٹھا ہوا طواف کرنے والوں کا تماشا دیکھتا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی رویت کعبہ کی سعادت سے بھی بہرہ اندوز ہوتا تھا۔ ترکی۔ چینی۔ بخاری۔ افغانی۔ جاوی اور ہندی حجاج ذوق و شوق سے پروانوں کی طرح کعبہ شریف کے گرد تصدق ہو رہے تھے اور اُن کی زیارت بھی ایک عبادت تھی!

سُلطان ابن سعود نے حرم شریف میں بہت سی مفید اصلاحیں کی ہیں۔ اور اُن میں سب سے زیادہ قابلِ تعریف اصلاح یہ ہے کہ آب یہاں نماز کی جماعت صرف ایک ہی ہوتی ہے۔ سب ایک ساتھ ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھتے۔ مالکی مذہب مقلد زیادہ تر سوڈانی اور حبشی ہیں۔ وہ ہاتھ کھول کر نماز ادا کرتے ہیں۔ جاوی امام شافعی کے مقلد ہیں۔ اور اس وقت حجاج میں اُنہیں کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔ وہ رفع یدین اور آمین بالجہر سے یرنج بہ المسجد کی یاد تازہ کرتے ہیں۔ مختلف عقاید اور مختلف ممالک کے مُسلمان سب ایک ساتھ خداوند وحدہٗ لاشریک کی حمد و ثنا کرتے ہیں تو اخوت اسلامی کا وہ نقشہ آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے۔ جو مکہ معظمہ نے کئی صدیوں سے نہیں دیکھا تھا۔ خدا سعودیوں کو توفیق دے کہ وہ ایک ضروری اصلاح اور کر دیں تو تمام دُنیائے اسلام پر احسان ہو۔ یعنی عورتوں کے طواف کے لئے وقت کی تعیّن کر دی جائے۔ نجدیوں پر ہر طرف سے اعتراضات کی بوچھاڑ ہے۔ اور سینکڑوں بجا اور بیجا الزامات اُن پر لگائے گئے ہیں۔ اس فہرست میں یہ اضافہ اور ہو جائے تو بہت سی لغزشوں کا کفارہ ہو جائے گا۔ ازمنہ گذشتہ میں بھی عورتیں مردوں کے ساتھ طواف کرتی تھیں۔ لیکن اُس وقت آزادی کی وہ لہر نہ تھی جو آجکل تمام دُنیا میں دوڑ رہی ہے۔ پہلے عورتیں اپنی زینت کو چھپاتی تھیں۔ مردوں کے بدن سے اپنا جسم دُور رکھنے کی کوشش کرتی تھیں۔ اور لجاتی۔ بدن چُراتی طواف بجا لاتی تھیں۔ مگر یہ زمانہ حریت کا ہے۔ عورتیں دوش بدوش طواف کرتی ہیں۔ اور کم از کم مصری اور جاوی عورتوں کو مطلقاً اس میں باک نہیں ہے کہ اُن کے اجسام مردوں کے بدنوں سے مس ہوں۔ افسوس کہ یہ حالت صرف حجر اسود کے قریب نہیں ہے بلکہ سارے مطاف میں دیکھی جاتی ہے۔ بعض کے بُرقعوں پر زردوزی اور گوٹے ٹھپے کا کام ہوتا ہے۔ تو بُرقعے پہننے ہی کی کیا ضرورت ہے۔ بعض کی نقابیں ایسے باریک کپڑے کی ہوتی ہیں۔ کہ سارا چہرہ بخوبی نظر آتا ہے۔ اس صورت میں نقاب ڈالنے سے کیا فائدہ۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیّات اعمالنا۔

سلطان عبدالعزیز بن سعود ملک الحجاز و النجد نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے کل شب (سہ شنبہ، مئی ۱۹۲۹ء) کے وقت مکہ کو سربلند کیا۔ اس وقت مدرسہ کے لڑکے جھنڈیاں ہاتھوں میں لیکر اپنے اُستادوں کے ساتھ گروہ در گروہ سُلطان کے استقبال کے لئے جارہے ہیں۔ دوکانوں پر سبز جھنڈیاں لگائی گئی ہیں۔ پھاٹکوں اور محرابوں کی آراستگی میں ہزارہا روپیہ صرف کیا گیا ہے۔ لیکن ان میں سے کوئی فعل خلاف شریعت نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اہل نجد متبع سُنت ہیں!

عصر کے بعد آج (پنجشنبہ ۹ مئی ۱۹۲۹ء) سُلطان ابن سعود طواف کے لئے حرم محترم میں حاضر ہوئے۔ مَیں بھی زیارت سے فیضیاب ہوُا۔ طویل القامت ہیں۔ اور چہرہ رُعب دار ہے۔ مسجد شریف میں لاکھ ڈیڑھ لاکھ آدمی کا مجمع تھا۔ اور اُن کو دیکھنے کے لئے سب ہی کھڑے ہوگئے تھے۔ آگے آگے تر تو اہوتا تھا۔ اور خوجے راستہ صاف کرتے تھے۔ تب سلطان طواف کے چکر لگاتے تھے۔ اپنے قدوقامت کی وجہ سے وہ سب مصاحبوں اور رفقا سے ممتاز تھے۔ اور اُن کا سر سب حاضرین سے بلند تھا۔ اللہ اُن کے اقبال میں ترقی دے۔ حجاز میں جو امن اُن کی بدولت نصیب ہوُا وہ کئی صدیوں سے یہاں عنقا تھا!

آج (دوشنبہ ۱۳ مئی ۱۹۲۹ء) پہلی بار مجھ کو اس مقدس زمین کی زیارت نصیب ہوئی جو ایک دن ایک ساعت کے لئے خانہ کعبہ سے بھی افضل ہوگئی تھی۔ یعنی اس بزرگ مقام پر حضرت سرور دوعالم شہنشاہ کونین احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی تھی۔ اور باعث ایجاد عالم وعالمیان کی قدمبوسی کے شرف سے زمین کا مرتبہ عرش عظیم کے برابر ہوگیا تھا۔ مُسلمان اپنے نبی کریم کے نام پر فدا ہیں۔ اور فخر کرتے ہیں کہ اُن سے زیادہ محبت کسی اُمت نے اپنے نبیؐ کے ساتھ نہیں کی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے ولادت صحیح روایات سے ثابت نہیں لیکن جس مقام پر آپ کے مولد ہونے کا ظن غالب ہے اُس کی عزت تمام دُنیا کے عیسائیوں کی نظر میں زمین و آسمان سے بہتر ہے۔ لیکن بقول خواجہ حالی مرحوم "مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں" ان کو کوئی ضرورت نہیں کہ اُس جگہ کو پاک وصاف رکھیں جہاں اُن کی قومی تاریخ کا آغاز ہوُا اور وہ بزرگترین ہستی عالم وجود میں آئی جس نے دُنیا کی ہوا پلٹ دی ؎

دیا قول اُس کے جو دو بول نے
تو کلمہ کا طوطی لگا بولنے

آج اس مقدس ومتبرک جگہ پر پُرانے برتن پُرانے کپڑے بکتے ہیں۔ چیتھڑوں کا نیلام ہوتا ہے! مُسلمانوں کی غیرت وحمیت کا اقتضا یہی ہے!! ان کے اسلاف نے بادشاہ دوعالم کی وفات سے پچاس ساٹھ سال کے اندر جگر گوشکان رسولؐ کو بے آب ودانہ شہید کیا تھا اور مرقد نبویؐ کے قریب گھوڑے باندھے تھے اب تیرہ سو برس کے بعد اگر آپ کے مولد پر غلاظت کا انبار لگایا۔ تو کیا تعجب کی بات ہے۔ شاباش! ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند!! ؎

ہم طالب شہرت ہیں ہمیں ننگ سے کیا کام
بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا

مَیں نے اس مُتبرک مقام پر درود پڑھا۔ آنکھوں سے آنسو بہائے۔ میرے ایک رفیق نے نیلام خانہ کا طواف کیا۔ اور ہم لوگ بمشکل اپنی زبان کو اُن وحشی درندوں کے حق میں دُعائے بد سے روک سکے۔ جنہوں نے اس تاریخی مقام کی یہ گت بنائی ہے۔ ترکوں کے عہد میں یہاں عالیشان عمارت تھی۔ ہزارہا جھاڑ فانوس شب کو روشن ہوتے تھے۔ اور سیروں عود وعنبر روزانہ صرف ہوتا تھا۔ مگر نجدیوں نے عمارات کھود کر پھینکدیں۔ زمین کو ہموار کیا۔ اور آج اس جگہ پر سامان کا نیلام ہونے لگا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

اے محمدؐ گر قیامت را برآری سر زخاک
سر برآور دیں قیامت درمیان خلق بیں

(سالنامہ نیرنگ خیال)

آقائے نامدار صلعم کے حضور میں

از پیرزادہ احمد شاہ صاحب ندیم علوی قاسمی، اعوان، متعلم بی۔ اے

اے کہ تیرے وجود سے، لرزش بیتِ آذری — اے کہ تیرے حضور میں مٹ گئی شانِ خودسری
اے کہ تیرے جمال سے روئے جہاں چمک اُٹھا — اے کہ تیرے جلال سے، اُڑ گیا سحر کافری
تیرے کمال کے گواہ، مُلک سپین کے مکیں — تیری اداہیں بند تھی، شانِ ہبل کی ابتری
تیرے ہی فیضِ عام سے، دشتِ عرب بنا چمن — بندۂ سحرِ کفر کو، مل گئی شانِ بوذری
شام و عرب اُلٹ گئے، مصر و سپین جھک گئے — شعائرِ نور چھا گیا، بر سرِ مُلکِ کافری
تیرے بلالؓ کی اذاں، گونج اُٹھی جہان میں — کُفر پہ اُٹھ کے چھا گیا، نورِ جبینِ حیدری
ابنِ ابی قحافہؓ نے، صدق کی تیغ کھینچ کر — کُفر کے بند اُڑا دیئے، دیکھ تو شانِ بے پری
تیرے عمرؓ کے عدل سے، تیرے غنیؓ کے رحم سے — تیرے علیؓ کے رُعب سے، مٹ گیا علمِ مُتگری
صدق کا ابر آگیا، رحم کا نُور چھا گیا — آنے سے تیرے پھٹ پڑا چشمۂ مہر گستری
تیرے غلام آجکل، گیسوئے کُفر دیکھ کر — پھنس گئے سحرِ کُفر میں، کرنے لگے ہیں آذری
سطوتیں اب نہیں رہیں، قوتیں چھین لی گئیں — اب نہ بلالؓ کی تڑپ اور نہ مثالِ حیدری
خالدؓ باوقار بھیج، طارقؓ پُرجلال دے — سر پہ ہمارے چھا گئی، ظلمتِ سحرِ کافری
پھر وُہی عزم دے ہمیں، پھر وُہی جوشِ عشق ہو — رکھ دے ہمارے فرق پر، تاجِ سرِ سکندری

تیرا ندیم آگیا، بھیک کرم کی مانگنے
احمدِ خوش لقا، دِکھا، پھر وُہی شانِ دلبری

ریکارڈ

یعنی ایک بے وقت راگنی

(سراینده، ایک دل جلا عطائی)

ذیل کا مضمون، مضمون نہیں، ایک دُکھے ہوئے دل کی آہ ہے، ظاہر میں شوخ و عریاں، حقیقتہً ایک مرقع عبرت و آئینہ درد۔ لکھنے والا ایک انگریزی خواں پنجابی جواں عمر ہے، اور ایک سرکاری محکمہ کا عُہدہ دار۔ مُدیر نے جب مسودہ پڑھا، تو خراج تحسین زبان سے نکلنے والے لفظوں کے بجائے آنکھ سے بہنے والے آنسوؤں سے ادا کیا۔ عجب کیا کہ مضمون بعض اور ہنسنے والوں کو بھی رُلا کر رہے۔ (از اخبار سچ)

اَب سے کچھ عرصہ پہلے عام طور پر ارباب رقص و سرود کے نشاط خانے شہر سے الگ تھلگ کسی خاص محلّہ میں محدود ہوتے تھے اور ان اخلاق سوز جراثیم کو اس قدر متعدی سمجھا جاتا تھا کہ اگر کسی شریف آدمی کو کسی ایسی جگہ جانا ہوتا جہاں راستہ میں یہ محلہ پڑتا تو وہ میلوں کا چکر کاٹ لیتا لیکن اُدھر سے نہ گزرتا۔ اور گھروں کے اندر تو ان محلّوں کے نام تک بھی نہ لئے جاتے۔ جو مُرادل پھینک واقع ہوتے وہ بھی اگر وہاں پہنچنا چاہتے تو راتوں کے اندھیرے میں اِدھر اُدھر بھانپتے ہوئے کہ کسی کی نظر نہ پڑ جائے چپکے سے مُنہ سر لپیٹے اُدھر سے گزر جاتے اور شب کی محفل آرائیوں کے تذکرے تو 'یسانک لاج' کے اراکین کی طرح خاص ہم مشربوں تک محدود تھے اور اس طرح سوسائٹی کی عام فضا ان اثرات سے محفوظ رہتی۔

یہ دَور جہالت تھا ——— تہذیب کا علمبردار آگے بڑھا اور اس طبقہ کو یوں "اچھوت" سمجھے جانے کے خلاف اس کے دل میں جذبۂ ہمدردی پیدا ہوا۔ بعض میونسپل کمیٹیوں میں رِیزولیشن' پاس ہوئے کہ انہیں ان مخصوص محلوں سے نکال دینا چاہئے۔ ان میں سے کچھ تو پلیگ کے چوہوں کی طرح شہر بھر کے مختلف محلّوں میں جا گھُسے۔ لیکن کچھ نامورُ گھرانے' ایسے بھی تھے جو گمنامی کی زندگی بسر نہیں کر سکتے تھے۔ انہیں ایک لمحہ کے لئے تو دِقّت محسوس ہوئی، لیکن اتنے میں ایک نئی صنعت ہندوستان میں آ پہنچی تھی۔ ان سب کو اُس نے سر آنکھوں پر جگہ دی۔ وہی "بائی" اور "جان"۔ اَب مِس لطیفہ اور مشتری کے خطاب سے فلم اسٹار بنکر سمائِ تہذیب پر جلوہ فگن ہوئیں۔ پتہ نہیں اس "مِس" کے نام میں کیا جادُو تھا کہ بائی اور جان کے نام میں جتنے عیوب تھے تمام مبدّل بہ حسنات ہوگئے۔ زبان پر جن کا نام آنا "اوباشی" اور "بدمعاشی" کی دلیل تھا، بڑے بڑے متین اور سنجیدہ اخبارات میں ان کے فوٹو چھپنے لگے، اور نہایت دلکش عنوانوں سے اُن کا تعارف ہونے لگا۔ وہی ناز و ادا، عشوہ و غمزہ، جو پہلے ننگ انسانیت سمجھا جاتا تھا اَب "آرٹ" کہلایا۔ اور قوم کے لئے مایۂ ہزار افتخار قرار پایا۔ پہلے دو بھائی ایک "کوٹھے" پر اکٹھے نہیں جا سکتے تھے۔ لیکن اَب باپ بیٹا، بھائی بھائی، اُستاد شاگرد برابر کی کُرسیوں پر بیٹھے اس "آرٹ" کی داد دے رہے ہیں اور تماشا کے بعد گھنٹوں اس فن لطیف پر تنقیدیں ہو رہی ہیں۔ پہلے اس طبقہ کا اثر اُمراء و رؤسا تک ہی محدود رہتا لیکن اَب "ہر بوالہوس نے حسن پرستی شعار کی"۔ تانگے والے، ٹھیلے والے، قلی، کرخندار، اپنی کمائی کی پہلی "چونی" الگ نکال کر رکھ لیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ پہلے ان بازاری طوائفوں کے ہاں علم مجلس، تہذیب و تمیز، شستگی اور مذاق سلیم کا خاص لحاظ رکھا جاتا۔ لیکن اَب سینما ہال اُدھر سے انتہائی عریانی اور ادھر سے کامل فحاشی کا نمونہ بنا رہتا ہے۔ اور اس تمام حیاسوزی کا نام "آرٹ" رکھا جاتا ہے۔ جس کے ملاحظہ کے لئے نہ کوئی شرم دامنگیر ہے نہ کسی کا پاسِ ادب مانع۔ یہی نہیں۔ بلکہ ہال میں ایک گیلری پردہ نشین خواتین کے لئے بھی مخصوص ہوتی ہے جہاں مردوں سے کچھ زیادہ دام لے کر عورتوں کو بھی تہذیب و تمدن کے برکات سے بہرہ یاب ہونے کا موقع دیا جاتا ہے۔

لیکن اس کے اثرات بھی ان تنگ و تاریک قدامت پسند گوشوں تک نہیں پہنچ سکتے تھے جو اس صلائے عام سے خود جا کر فائدہ اُٹھانا

نہیں چاہتے تھے۔ تہذیب کے علمبردار کا دل پسیجا۔ اور ایک شفیق ڈاکٹر کی طرح اس نے محسوس کیا کہ ضدی مریض کو شکر میں لپیٹ کر کُنین دینی چاہئے۔ اس نے انہیں اثرات کو گراموفون کے ریکارڈوں میں بند کر دیا کہ "غضِ بصر" اگر اذن تماشا نہ دے تو کانوں میں روئی تو ٹھونستے رہے۔ شروع شروع میں کہیں کہیں گراموفون ہوتا اور گراموفون کے دو چار دس معمولی ریکارڈ۔ کسی میں کوئی غزل ہے، کسی میں نعت ہے، کسی میں "اذانِ شریف" کسی میں سُورۂ یٰسین۔ شریف سوسائٹی میں اسے بھی کچھ بہ نظرِ تحسین نہ دیکھا جاتا۔ لیکن اب جو اس صنعت کا شباب شروع ہُوا تو ہر گھر میں گراموفون، ہر دکان پر گراموفون، لڑکی کے جہیز میں باجا، لڑکے کے مطالعہ کے کمرے میں باجا، میاں کے پاس جُدا باجا، بیوی کے پاس جُدا باجا، گلی، کوچے، راستے، بازار، حجام کی دُکان پر، چلنے والے کے سٹال پر، ہوٹل کی میز پر، خوانچے والے کے ٹھیلے پر، غرضیکہ جہاں جائیے، جدھر سے گذریئے گراموفون کی آواز کان میں پڑے گی۔ لیکن کیا آواز؟ وہ نعت، وہ اذان، وہ سُورۂ یٰسین تو "قصّہ ماضی" تھا۔ اب اسے کون پُوچھتا ہے، گھر گھر میں "چھئی"، گلی کوچوں میں "چھئی"، بچہ بچہ کی زبان پر چھئی۔ حیرت ہے کہ باوجود اس کے کہ ریکارڈ ٹھیٹھ پنجابی میں ہے۔ یوپی کا کوئی گھر ایسا نہ ہوگا جہاں گراموفون ہو اور "مس دلاری" کا چھئی اور چھئی کا ریکارڈ موجود نہ ہو۔ کہتے ہیں کہ آج تک کسی اور ریکارڈ کی اتنی فروخت نہیں ہوئی لیکن کبھی غور بھی فرمایا کہ اس درجہ مقبولیت کے ریکارڈ میں کیا بھرا ہُوا ہے۔ سارا ریکارڈ تو نہ مجھ میں سُنانے کی ہمت، نہ آپ میں سُننے کی تاب، صرف دو شعر سُنتے جائیے، بشرطیکہ اس بیباکی کو نظرانداز کر دیں۔ شعر ہے:۔

پلاّ مار کے بُجھا گئی دیوا۔ تے اکھ نال گل کر گئی چھئی

یعنی دوپٹہ کے پلّو سے دیا بُجھا گئی اور جاتے جاتے آنکھ سے کچھ بات بھی کر گئی۔ اور سُنیئے:۔

مری محنت ور نہ آئی۔ تے رن والا رن لے گیا۔ چھئی

قلم لرز رہا ہے ــــــ لیکن جو فحش گھروں کے اندر جا گھسا اُسے چھپایا کیسے جائے۔ سُن لیجے ترجمہ۔ میری محنت بھی بر نہ آئی تھی کہ جس کی عورت تھی وہ عورت بھی لیکر چلتا بنا۔ (لاحول ولا ـــ)

میں یہ لکھ رہا ہوں اور میری آنکھوں کے سامنے وہ تمام پیشانیاں ہیں جن پر غیرت وغصّہ کے مارے بل پڑ رہے ہیں کہ میں کس بازاریت پر اُتر آیا۔ ان کی تیوریاں بجا اور ان کے غصّے درست۔ لیکن خدا کے لئے ایک منٹ کے لئے اس منظر کو بھی پیش نظر رکھئے کہ گھر میں جوان بہو بیٹیاں جمع ہیں۔ گراموفون بج رہا ہے اور آغا فیض کی تان اُن رہی ہے کہ

وصل کی پہلی ہے شب اور وہ پری شرماتے ہے
دل گھٹا جاتا ہے یوں جوں رین گھٹتی جائے ہے

کیا شرم وحیا کے ماتم کا وہ زیادہ موقع ہے یا اس بات کا علم کہ وہ تین روپئے صرف کر کے سینہ کے ساتھ لگائے جس ریکارڈ کو آپ گھر لئے جا رہے ہیں اس کی تہوں میں کس قدر مُہلک اور حیا سوز جراثیم بھرے ہوئے ہیں۔

اور بوالعجبی یہ کہ مُسلمان حضرات علماء سے فتویٰ پُوچھتے ہیں کہ سینما اور گراموفون کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے۔ اے کاش وہ ذرا اُس مفتی اعظم سے پوچھ لیتے جو اُن کے سینوں میں کُرسی عدالت پر رونق افروز ہے۔ آہ! ــــ

محوِ حیرت ہوں کہ دُنیا کیا سے کیا ہو جائیگی

نتیجہ انعامات

کریڈٹ نیشنل سنہ ۱۹۱۹ء مورخہ یکم دسمبر سنہ ۱۹۳۳ء کے انعام کی بانڈ نمبر ۱۰۷۲۶۱۱ کو دس لاکھ فرانک ملے۔ بانڈ نمبر ۵۴۵۲۷۴ کو پانچ لاکھ فرانک ملے۔ حسب ذیل پانچ نمبران سے ہر ایک کو ایک ایک لاکھ فرانک ملا۔ ۱۹۳۱۷۹۸ - ۳۲۷۲۳۹۱ - ۴۴۶۹۳۶۶ - ۶۹۹۲۸۹۴ - ۷۹۰۶۴۲۰ - مندرجہ ذیل دس نمبران سے ہر ایک کو پچاس پچاس ہزار فرانک دیئے گئے۔ ۷۵۳۱۲۵ - ۱۴۸۸۴۱۵ - ۳۱۷۴۹۲۸ - ۳۱۹۹۹۸۵ - ۴۲۴۳۳۴۰ - ۵۲۵۷۳۱۷ - ۵۵۲۰۹۵۳ - ۵۶۱۹۲۶۶ - ۶۸۹۰۲۵۴ - ۷۶۰۷۵۱۷ -

کریڈٹ نیشنل سنہ ۱۹۲۱ء مورخہ یکم دسمبر سنہ ۱۹۳۳ء کے انعام کی مندرجہ ذیل چھ نمبران سے ہر ایک کو ایک ایک لاکھ فرانک دیئے گئے ۷۲۸۱۰۳ - ۱۷۲۸۱۰۳ - ۲۷۲۸۱۰۳ - ۳۷۲۸۱۰۳ - ۴۷۲۸۱۰۳ - ۵۷۲۸۱۰۳ - مندرجہ ذیل چھ نمبران سے ہر ایک کو پچاس پچاس ہزار فرانک دیئے گئے۔ ۹۶۰۸۱۰۳ - ۱۹۶۸۱۰۳ - ۲۹۶۸۱۰۳ - ۳۹۶۸۱۰۳ - ۴۹۶۸۱۰۳ - ۵۹۶۸۱۰۳ - مندرجہ ذیل چوبیس نمبران سے ہر ایک کو دس دس ہزار فرانک دیئے گئے۔ ۱۸۱۰۳ - ۱۰۱۸۱۰۳ - ۲۰۱۸۱۰۳ - ۳۰۱۸۱۰۳ - ۴۰۱۸۱۰۳ - ۵۰۱۸۱۰۳ - ۷۸۱۰۳ - ۱۰۷۸۱۰۳ - ۲۰۷۸۱۰۳ - ۳۰۷۸۱۰۳ - ۴۰۷۸۱۰۳ - ۵۰۷۸۱۰۳ - ۵۴۸۱۰۳ - ۱۵۴۸۱۰۳ - ۲۵۴۸۱۰۳ - ۳۵۴۸۱۰۳ - ۴۵۴۸۱۰۳ - ۵۵۴۸۱۰۳ - ۵۵۸۱۰۳ - ۱۵۵۸۱۰۳ - ۲۵۵۸۱۰۳ - ۳۵۵۸۱۰۳ - ۴۵۵۸۱۰۳ - ۵۵۵۸۱۰۳ - مندرجہ ذیل چوبیس نمبران سے ہر ایک کو پانچ پانچ ہزار فرانک دیئے گئے۔ ۲۱۸۱۰۳ - ۱۲۱۸۱۰۳ - ۲۲۱۸۱۰۳ - ۳۲۱۸۱۰۳ - ۴۲۱۸۱۰۳ - ۵۲۱۸۱۰۳ - ۳۶۸۱۰۳ - ۱۳۶۸۱۰۳ - ۲۳۶۸۱۰۳ - ۳۳۶۸۱۰۳ - ۴۳۶۸۱۰۳ - ۵۳۶۸۱۰۳ - ۳۷۸۱۰۳ - ۱۳۷۸۱۰۳ - ۲۳۷۸۱۰۳ - ۳۳۷۸۱۰۳ - ۴۳۷۸۱۰۳ - ۵۳۷۸۱۰۳ - ۴۱۸۱۰۳ - ۱۴۱۸۱۰۳ - ۲۴۱۸۱۰۳ - ۳۴۱۸۱۰۳ - ۴۴۱۸۱۰۳ - ۵۴۱۸۱۰۳ - ان کے علاوہ جن نمبران کے پہلے چار ہندسہ اکائی کی طرف سے ۸۱۰۳ - ۷۵۷۰ - ۹۴۴۸ ہونگے ان میں سے ہر ایک کو ایک ایک ہزار فرانک دیئے گئے۔

کریڈٹ نیشنل سنہ ۱۹۲۴ء مورخہ یکم دسمبر سنہ ۱۹۳۳ء کے انعام کی مندرجہ ذیل چار نمبران سے ہر ایک کو ایک ایک لاکھ فرانک ملا۔ ۹۸۱۶۳۰ - ۱۹۸۱۶۳۰ - ۲۹۸۱۶۳۰ - ۳۹۸۱۶۳۰ -
مندرجہ ذیل ۴۴ نمبران سے ہر ایک کو پچیس پچیس ہزار فرانک دیا گیا۔ ۱۳۵۶۴۲ - ۲۰۰۲۶۱ - ۲۰۳۴۵۰ - ۳۶۱۷۹۰ - ۵۳۵۸۳۲ - ۵۹۲۷۸۶ - ۶۵۶۸۳۵ - ۶۷۱۹۳۱ - ۸۰۱۱۵۰ - ۸۸۵۸۴۱ - ۹۷۴۹۳۹ - ۱۱۳۵۶۴۲ - ۱۲۰۰۲۶۱ - ۱۲۰۳۴۵۰ - ۱۳۶۱۷۹۰ - ۱۵۳۵۸۳۲ - ۱۵۹۲۷۸۶ - ۱۶۵۶۸۳۵ - ۱۶۷۱۹۳۱ - ۱۸۰۱۱۵۰ - ۱۸۸۵۸۴۱ - ۱۹۷۴۹۳۹ - ۲۱۳۵۶۴۲ - ۲۲۰۰۲۶۱ - ۲۲۰۳۴۵۰ - ۲۳۶۱۷۹۰ - ۲۵۳۵۸۳۲ - ۲۵۹۲۷۸۶ - ۲۶۵۶۸۳۵ - ۲۶۷۱۹۳۱ - ۲۸۰۱۱۵۰ - ۲۸۸۵۸۴۱ - ۲۹۷۴۹۳۹ - ۳۱۳۵۶۴۲ - ۳۲۰۰۲۶۱ - ۳۲۰۳۴۵۰ - ۳۳۶۱۷۹۰ - ۳۵۳۵۸۳۲ - ۳۵۹۲۷۸۶ - ۳۶۵۶۸۳۵ - ۳۶۷۱۹۳۱ - ۳۸۰۱۱۵۰ - ۳۸۸۵۸۴۱ - ۳۹۷۴۹۳۹ -

بلجیم قرضہ سنہ ۱۹۳۲ء مورخہ ۲۵ نومبر سنہ ۱۹۳۳ء کے انعام کی بانڈ نمبر ۶۶۳۴۴ کو دس لاکھ فرانک دیئے گئے۔ حسب ذیل ۳۳ نمبران سے ہر ایک سلسلہ کو جس میں دس بانڈ ہیں پچیس پچیس ہزار فرانک دیئے گئے۔
۱۰۳۰۳۷ - ۱۰۴۴۹۰ - ۱۱۴۶۰۶ - ۱۱۶۷۶۰ - ۱۱۹۸۹۷ - ۱۲۰۶۸۶ - ۱۲۲۲۶۱ - ۱۲۵۴۸۵ - ۱۴۲۱۲۶ - ۱۴۶۲۱۶ - ۱۴۸۲۹۱ - ۱۴۹۳۵۵ - ۱۵۶۳۳۲ - ۱۶۱۹۸۳ - ۱۶۴۴۸۸ - ۱۶۸۴۳۲ - ۱۸۲۱۶۸ - ۱۸۶۶۱۳ - ۱۹۹۳۲۷ - ۲۰۰۹۱۱ - ۲۰۵۲۲۹ - ۲۰۸۹۸۰ - ۲۱۰۴۴۹ - ۲۱۴۴۰۸ - ۲۱۹۰۴۹ - ۲۲۰۶۷۵ - ۲۲۸۴۹۲ - ۲۲۸۵۹۶ - ۲۳۰۰۳۱ - ۲۵۳۳۰۳ - ۲۷۴۲۸۳ - ۲۸۶۶۷۰ - ۲۹۷۹۲۳ -

بلجیم رسٹوریشن مؤرخہ ۲۰ نومبر ۱۹۳۲ء کے انعام دو نمبران ۳۵۸۶۳۴ ، ۱۰۳۹۸/۵ سے ہر ایک کو ایک ایک لاکھ فرانک دیا گیا۔ تین نمبران ۳۱۶۸/۴ ، ۱۱۸۹۵۷/۴ ، ۶۱۹۰۹/۵ سے ہر ایک کو پچاس پچاس ہزار فرانک دیا گیا۔ مندرجہ ذیل ۱۵ نمبران سے ہر ایک کو دس دس ہزار فرانک دیا گیا۔ ۲۷۹۸۹/۵ ، ۴۱۴۰۷/۴ ، ۱۲۰۰۶۶/۵ ، ۱۲۰۸۱۲/۱ ، ۱۷۷۵۹۹ ، ۱۸۴۹۷۹/۳ ، ۱۹۹۷۵۶/۵ ، ۲۰۵۳۱۲/۳ ، ۲۰۸۹۷۲/۵ ، ۳۰۵۵۸۲/۵ ، ۳۲۱۴۰۶/۲ ، ۳۴۳۳۸۷/۱ ، ۳۶۹۷۴۸/۲ ، ۳۹۷۴۱۴ ، ۳۹۸۴۶۳/۲ ،

سٹی آف برسلز ۱۹۰۵ء مؤرخہ ۱۵ نومبر ۱۹۳۲ء کے انعام بانڈ ۳۵۹۴۹/۵ کو دس ہزار فرانک ملا۔ ۱۶۲۶۲/۴ کو ڈھائی ہزار فرانک ملا۔ بانڈ ۲۵۷۸۲/۲۰ کو ایک ہزار فرانک ملا۔ دو نمبران ۱۴۱۸۰/۲۱ اور ۳۵۹۴۹/۱۵ سے ہر ایک کو پانچ پانچ سو فرانک دیا گیا۔

فرینچ فونسی آر ۱۹۰۹ء مؤرخہ ۵ دسمبر ۱۹۳۲ء کے انعام بانڈ نمبر ۱۱۰۹۲۶۹ کو ایک لاکھ فرانک ملا۔ بانڈ نمبر ۳۴۳۵۸۱۱ کو دس ہزار فرانک دیا گیا۔ مندرجہ ذیل دس نمبران سے ہر ایک کو ایک ایک ہزار فرانک ملا۔

۲۸۰۵۳۱ - ۳۱۴۳۴۸ - ۴۳۳۹۴۱ - ۵۱۲۳۵۴ - ۷۹۱۳۷۷ - ۸۴۱۸۹۱ - ۹۲۶۳۰۱ - ۱۲۳۹۶۲۱ - ۱۲۶۹۹۲۶ - ۱۳۵۰۰۲۲ -

پانامہ کے انعامات مؤرخہ ۱۵ نومبر ۱۹۳۲ء بانڈ نمبر ۱۹۵۶۸۳ کو ڈھائی لاکھ فرانک ملے۔ بانڈ نمبر ۲۹۲۱۰۳ کو ایک لاکھ فرانک ملے۔ بانڈ نمبر ۱۶۲۲۶۸۴۹ کو دس ہزار فرانک دیئے گئے۔ بانڈ نمبر ۱۳۰۷۹۸۶ کو پانچ ہزار دیئے گئے۔ پانچ نمبران ۸۲۶۰۷ - ۲۱۲۲۷۵ - ۳۸۲۸۲۷ - ۱۵۴۰۷۸۸ - ۱۹۸۹۰۲۷ سے ہر ایک کو دو ہزار فرانک دیئے گئے۔ مندرجہ ذیل پچاس نمبران سے ہر ایک کو ایک ہزار فرانک دیا گیا۔

۳۵۷۹۷ - ۳۸۴۲۵ - ۷۹۰۹۱ - ۱۰۳۲۹۹ - ۱۲۰۰۲۱ - ۱۲۰۶۴۴ - ۱۷۱۷۹۴ -
۲۵۴۱۲۰ - ۳۰۳۷۹۳ - ۳۲۶۷۱۰ - ۳۳۳۳۳۸ - ۳۸۲۷۵۸ - ۴۱۵۲۳۵ - ۴۲۹۵۳۷ - ۴۳۶۷۴۷ - ۴۵۷۲۸۹ - ۴۷۲۲۹۷۷ -
۴۹۸۳۰۲ - ۵۱۴۰۲۱ - ۵۸۳۲۲۵ - ۶۴۴۱۲۹ - ۶۷۷۸۸۰ - ۶۷۸۴۰۸ - ۷۰۱۰۰۳ - ۷۴۵۲۲۴ - ۷۸۴۴۵۶ - ۷۹۸۹۰۳ -
۸۰۴۳۶۰ - ۹۱۳۲۷۶ - ۱۰۶۲۲۴۹ - ۱۱۱۴۴۵۹ - ۱۱۲۰۷۸۰ - ۱۱۴۷۸۰۹ - ۱۱۷۹۰۰۶ - ۱۳۴۳۳۰۸ - ۱۴۶۰۰۶۲ -
۱۴۷۰۷۶۴ - ۱۵۰۱۹۲۵ - ۱۵۳۴۵۲۲ - ۱۵۶۰۹۱۱ - ۱۶۵۹۱۰۲ - ۱۶۰۴۷۶۴ - ۱۷۰۹۷۰۵ - ۱۷۱۴۳۰۴ - ۱۷۲۳۰۲۰ -
۱۷۲۶۳۳۴ - ۱۷۴۴۲۶ - ۱۷۴۷۳۹۷ - ۱۸۰۲۷۴۰ - ۱۹۷۵۹۹۵ -

گریڈٹ بلجیم ۱۹۲۲ء کے انعام بانڈ ۳۵۰۵۸/۲ کو ڈھائی لاکھ فرانک ملے۔ بانڈ ۱۳۴۴۵/۸ کو ایک لاکھ فرانک دیا گیا۔

لاکھوں روپیہ ماہوار کس طرح مل سکتا ہے؟

جس طرح سرکار انگریزی وقتاً فوقتاً ہندوستان یا انگلستان میں قرضہ حاصل کرتی ہے اور رقم قرضہ کے عوض تمسکات جاری کرتی ہے یا جس طرح بمبئی و کلکتہ شہروں کی میونسپل کمیٹیاں شہری حدود بڑھانے کے لئے قرضہ لیتی اور تمسکات جاری کرتی ہیں اسی طرح یورپ میں بعض حکومتیں اپنے ملک کی تجارت، صنعت و حرفت یا غیر آباد اضلاع یا جزائر کی آبادی کیلئے قرضے حاصل کرتی ہیں۔ سنہ ۱۹۳۱ء میں حاصل کردہ انگریزی قرضہ کو یا جس طرح گورنمنٹ آف انڈیا لون بانڈ سنہ ۱۹۳۱ء کہا جاتا ہے۔ اسی طرح فرانس میں کریڈٹ نیشنل سنہ ۱۹۲۰ء بانڈ ہوتا ہے یعنی حکومت فرانس نے سنہ ۱۹۲۰ء میں پچاس کروڑ قرضہ جنگ حاصل کیا۔ ہر ایک تمسک پانچسو فرانک (فرانس کے سکہ کا نام ہے جو عموماً چار آنہ کے مساوی ہوتا ہے مگر اسکی قیمت انگریزی پونڈ کی طرح گھٹتی بڑھتی رہتی ہے) کا جاری کیا۔ جس پر انکم ٹیکس معاف ہے اور پانچ فیصدی سالانہ سود اس پر دیا جاتا ہے۔ علاوہ سود کے گورنمنٹ فرانس اس قرضہ کے قرضخواہوں کو ان تمسکات پر ہر سال پانچ کروڑ فرانک (قریباً سوا کروڑ روپیہ) بطور انعام تقسیم کرتی ہے۔ انعام سال میں آٹھ دفعہ تقسیم ہوتا ہے۔ ہر ایک قرعہ اندازی میں پہلا انعام دس لاکھ فرانک یا قریباً ڈھائی لاکھ روپیہ کا ہوتا ہے۔ باقی چھوٹے انعام ہوتے ہیں اور ایک معقول تعداد تمسکات کی پوری رقم معہ سود خریداران تمسکات کو واپس ادا کر دی جاتی ہے۔ اس طرح یہ قرضہ جو سنہ ۱۹۲۰ء میں حاصل کیا گیا ہے سنہ ۱۹۹۵ء میں کلہم ادا ہو جاتا ہے۔

تمسکات قرضہ بطور کرنسی نوٹ — یہ تمسک فرانس میں اور دوسرے یورپین ممالک میں بطور کرنسی نوٹوں کے بوقت ضرورت ایک آدمی دوسرے کو دے سکتا اور خرید فروخت میں ان کو استعمال کرسکتا ہے۔ ان کی رقم ایسی ہے جیسے ڈاک خانہ یا امپیریل بنک میں جمع کرا دی۔ جب ضرورت پڑی منگالی۔

ہندوستان میں یہ تمسکات — ہندوستان میں بھی آپ ان تمسکات کو جب اور جس وقت چاہیں فروخت کرسکتے ہیں۔ فروخت کرنے کے وقت جو شرح تبادلہ ہو اس کے مطابق نقد قیمت پہ بک سکتے ہیں۔ تمسکات کے ساتھ سود کے کوپن لگے ہوتے ہیں وہ بھیجکر سود لے سکتے ہیں یا ان کو دیگر تمسکات کی خرید میں ادا کرسکتے ہیں۔ آپ کے اطمینان کے واسطے فرنچ گورنمنٹ کے سنہ ۱۹۲۰ء کے قرضہ تمسک کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے تاکہ آپ اس کی شرائط سے واقف ہو جائیں۔

ترجمہ فرنچ گورنمنٹ نیشنل بانڈ

حکومت فرانس کے قومی قرضہ کا تمسک

جو حکومت فرانس کے خاص ایکٹ مورخہ ۲۰ مئی سنہ ۱۹۲۰ء کے مطابق جاری ہوا

مالک یا قابض تمسک سے معاہدہ

یہ تمسک پانچسو فرانک قرضہ کے متعلق جاری کیا جاتا ہے حکومت فرانس اس تمسک کو پیش کرنے کی صورت میں انعام نکلنے کی تاریخ سے بیس دن کے بعد جس قدر انعام اس پر نکلا وہ ادا کر دے گی جس شخص کے پاس یہ تمسک ہو اس کو پچیس فرانک سالانہ کے حساب سے سود ہر سال ۱۵ جون اور ۱۵ دسمبر کو ملتا رہیگا۔ یہ قرضہ ۷۵ سال کے اندر یعنی سنہ ۱۹۹۵ء تک پورا ادا کر دیا جاویگا۔ لیکن حکومت فرانس کا اختیار ہے کہ سنہ ۱۹۴۰ء کے بعد جس وقت چاہے کلہم قرضہ یکمشت ادا کر دے ایسی صورت میں آئندہ انعامات کا نکالنا بند کر دیا جاویگا۔ ہر ایک قرعہ اندازی میں علاوہ مندرجہ ذیل انعامات کے ایک کافی تعداد کو تمسکات کا پورا روپیہ قرضہ کا ادا ہوتا رہے گا جس کی تفصیل ہر سال گورنمنٹ گزٹ میں شائع ہوتی رہے گی۔ سنہ ۱۹۴۰ء کے بعد جب کبھی قرضہ کو یکمشت ادا کرنیکا فیصلہ ہوا تو گورنمنٹ فرانس اپنا یہ فیصلہ اور حکم گورنمنٹ گزٹ میں تین دفعہ آگاہی عوام کے لئے شائع کر دے گی۔ انعامات ہر سال ۲ جنوری، یکم فروری، یکم اپریل، یکم مئی، یکم جولائی، یکم اگست، یکم اکتوبر اور ۳۰ نومبر کو نکالے جائیں گے۔ تفصیل انعامات حسب ذیل ہوگی:-

ایک انعام دس لاکھ فرانک کا۔ ایک انعام پانچ لاکھ فرانک کا۔ دو انعام ہر ایک دو لاکھ فرانک کے۔ تین انعام ہر ایک ایک لاکھ فرانک کے۔ چھ انعام ہر ایک پچاس ہزار فرانک کے۔ ان کے علاوہ معقول تعداد تمسکات کی بذریعہ قرعہ اندازی نکال کر ان کے قرضہ کی پوری رقم ادا کیجاویگی۔

دستخط وزیر مال گورنمنٹ فرانس

مورخہ ۲۰ اکتوبر سنہ ۱۹۲۰ء

آپکی رقم کو کوئی خطرہ نہیں وہ بالکل محفوظ رہیگی انعامات بذریعہ قرعہ اندازی (لاٹری کے طریقہ پر) حکومت کے اعلیٰ افسروں اور عام پبلک کے سامنے نکالے جاتے ہیں۔ شیشہ کا ایک بہت بڑا کرہ یا گول بکس ہوتا ہے جس میں تمسکات کے نمبر ڈالے ہوئے ہوتے ہیں۔ نمبران باہر سے پڑھے جا سکتے ہیں۔ اس بکس کو گورنمنٹ کے انتظام سے سربمہر رکھا جاتا ہے۔ جب سب لوگ اپنا اطمینان کر لیتے ہیں کہ مہریں درست ہیں تو ان کے سامنے مہریں توڑی جاتی ہیں اور فرانس کے قومی یتیم خانہ سے ایک اندھی لڑکی بلائی جاتی ہے اور وہ ایک نمبر نکالتی ہے یہ اس خوش قسمت کا تمسک ہوتا ہے جس کو پہلا انعام ملتا ہے۔ اس کے بعد وہ دوسرا نمبر نکالتی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس سب نمبر نکالے جاتے ہیں۔ اس کے بعد بکس کو اسی طرح بند کر دیتے ہیں اور مہریں لگا کر امپیریل یا شاہی خزانہ میں بکس محفوظ رکھدیا جاتا ہے۔ تاریخ مقررہ کے بغیر اس میں کوئی نمبر داخل نہیں ہو سکتا نہ نکالا جا سکتا ہے۔ کوئی تمسک خالی نہیں رہ سکتا جس پر انعام نہ نکلے۔ اس کی اصل زر کی واپسی ضروری اور یقینی ہے۔ اس طرح آپ کی ادا کردہ رقم کو مطلق خطرہ نہیں۔ اس کا اصل محفوظ رہے گا اور ہر چھ ماہ بعد اس کا سود بھی آپ کو ملتا رہے گا۔

تمسک کے ساتھ سود کے کوپن لگے ہوتے ہیں جو کسی بنک کی معرفت دے کر رقم وصول کر لی جاتی ہے۔ ہم بھی آپ کے کوپن لے کر سود ادا کرتے رہیں گے ہر ایک تمسک پر ایک نمبر دیا ہوتا ہے اور اسی نمبر سے اس کی خرید فروخت ہوتی رہتی ہے۔ جب انعام نکلتا ہے تو گورنمنٹ گزٹ میں یہی اعلان ہوتا ہے کہ تمسک نمبر فلاں کو اس قدر انعام ملا۔

کیا سود تھوڑا ہے؟ اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض تمسکات پر سود کم ہے۔ مگر خریداران تمسکات کو لاکھوں روپے کے انعامات ملنے کے جو سنہری موقعہ حاصل رہتے ہیں وہی ان تمسکات کی کامیابی کا واحد ذریعہ ہیں بعض تمسکات پر سود بہت کافی ہے یعنی پانچ چھ فیصدی۔

انعامات کا روپیہ کس مد سے دیا جاتا ہے؟ بعض لوگ حیران رہ جاتے ہیں کہ اس قدر بڑی رقم کے انعامات کہاں سے دیئے جاتے ہیں ہم ان کو سمجھانے کیلئے ایک مثال پیش کرتے ہیں۔ فرض کرو ہماری سرکار پچاس کروڑ روپیہ چھ فیصدی سود پر قرض لیتی ہے اس کا سود سالانہ تین کروڑ روپیہ ہوگا۔ انگریزی گورنمنٹ سارا روپیہ سود کے طور پر ادا کرے گی۔ مگر حکومت فرانس بجائے چھ فیصدی کے چار فیصدی سود دے گی اور دو فیصدی بچا کر جس کا ایک کروڑ روپیہ بنتا ہے ایک کروڑ کی رقم ہر سال تمسکات قرضہ کے خریداروں میں بطور انعام تقسیم کرے گی۔ جن تمسکات پر انعام نکلے گا ان کے قرضہ کے تمسکات کی رقم ادا شدہ سمجھی جاوے گی اور تمسک واپس لے کر انعام کی رقم انکے حوالے کیجاویگی۔ اس طرح قرضہ کی ایک معقول رقم خود بخود ادا ہوتی رہے گی۔

تمسکات لاٹری ٹکٹوں سے بالکل جدا ہیں پریمیم بانڈس (تمسکات قرضہ) لاٹری ٹکٹوں سے بالکل جدا چیز ہیں۔ آپ کسی گھوڑ دوڑ یا لاٹری میں خواہ وہ سرکاری ہو یا غیر سرکاری ایک ٹکٹ خرید کرتے ہیں ہزار میں سے کسی ایک کے نام انعام نکل آتا ہے باقی سب ٹکٹوں کی رقم ضائع ہو جاتی ہے۔ گویا جوا یا قمار بازی ہے جس میں ایک جیت گیا باقی ہار گئے۔ لاٹری میں ایک دفعہ ٹکٹ خرید لو وہ اسی لاٹری کے لئے کارآمد ہے۔ جب لاٹری کی تاریخ گذر گئی اور آپ کے ٹکٹ پر کوئی انعام نہ نکلا وہ رقم تباہ ہو گئی۔ اور وہ روپیہ جو آپ نے اپنا اور اپنے عزیز بچوں کا پیٹ کاٹ کر بچایا اور کسی بڑے انعام کی امید پر ٹکٹ خریدنے میں لگایا تھا تباہ ہو گیا۔ مگر پریمیم بانڈ میں ایسا نہیں۔ سال میں چار دفعہ یا آٹھ دفعہ یا بعض تمسکات میں بارہ دفعہ آپ کے تمسک کا نمبر نکلنے کے لئے پیش ہوتا رہیگا اور ایک دفعہ کا خریدا ہوا تمسک ہمیشہ انعام کے بکس میں محفوظ رہے گا جبتک یا تو اس پر بہت بڑا یا کوئی چھوٹا انعام نہ نکلے تو اصل روپیہ یا قرضہ کی پوری رقم جلدی یا بدیر ضرور مل رہے گی! اور سود مزید برآں۔ اس کو کہتے ہیں کہ آم کھاؤ اور گٹھلیوں کے دام چکالو۔ بلکہ بعض دفعہ ایک آم خریدنے سے ایک باغ خریدا جا سکتا ہے۔ یعنی ایک تمسک خرید کر اگر پہلا انعام نکل آوے تو آپ لکھ پتی ہو کر روپیوں سے کھیل سکتے ہیں۔

اس قدر رقم جو خواب و خیال میں بھی نہیں آسکتی چونکہ ہر ایک تمسک پر انعام یا ادائیگی قرضہ ضروری ہے۔ اس لئے اگر آپ نے تمسک خرید ہوا ہے تو بہت اغلب ہے کہ پہلا یا دوسرا انعام آپ کے تمسک پر ہی نکل آوے ایسی صورت میں آپ اس قدر امیر ہو جاویں گے جس کا گمان آپ کے خواب و خیال میں بھی نہ ہو۔

ان تمسکات پر سب سے بڑا اعتراض بعض لوگ ہم پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ آپ اس تجارت سے ہندوستان کو غریب بنا رہے ہیں ہندوستانیوں کا محنت سے کمایا ہوا روپیہ فرانس اور بلجیم میں چلا جاتا ہے۔ یہ اعتراض

کسی حد تک درست ہے لیکن جب کسی ہندوستانی کے نام انعام نکلتا ہے تو حکومت فرانس یا بلجیم کو اس قدر زیادہ روپیہ ادا کرنا پڑتا ہے جو ہزار ہا خریداران تمسکات کی قیمتوں سے زیادہ ہوتا ہے ایسی حالت میں ہم فرانس کا روپیہ ہندوستان کھینچ لاتے ہیں مگر یہ صرف خوش قسمت خریداروں کی خوش نصیبی کی بدولت ہے۔

تمسکات کا اعتبار اور ہر دلعزیزی یورپ میں ان تمسکات کا اعتبار اور ہر دلعزیزی اس قدر زیادہ ہے۔ کہ جب ۲۴ مارچ ۱۹۳۱ء کو گذشتہ سال حکومت فرانس نے ایک نئے قرضے کا اعلان کیا جس میں تمسک کی قیمت ایک ہزار فرانک تھی تو یہ رقم جس کی حکومت کو ضرورت تھی صرف دس کروڑ فرانک تھے۔ لیکن یکم مئی ۱۹۳۱ء تک ایک مہینہ اور سات روز میں حکومت کے پاس دو ارب فرانک کے قرضہ دیئے جانے کی درخواستیں موصول ہوگئیں۔ فرانس کے اس اعتبار اور کامیابی پر وزیر اعظم انگلستان اور انگریزی اخبارات حیران رہ گئے اور برٹش وزیر مال کو آخر کار اپنی کم مائیگی اور فرانس کے تدبر کا سرکاری طور پر اعتراف کرنا پڑا۔ انگلستان کے نیم سرکاری اخبار ٹائمز نے لکھا کہ باوجود گورنمنٹ فرانس نے اس قرضہ کے لئے قوم سے اپیل نہیں کی۔ تاہم مطلوبہ قرضہ سے سوا مہینہ میں بیس گنا مل جانا حکومت کے اعتبار اور انعامات ایمانداری سے تقسیم کرنے اور دیانتداری سے انجام دینے کا صاف نتیجہ ہے۔ حکومت فرانس نے نہ صرف پانچ فیصدی کی معقول شرح سود پیش کی بلکہ کئی کروڑ روپیہ سالانہ کے انعامات کا اضافہ کر کے دنیا کو حیرت میں ڈالدیا۔ انگلستان کے تمام پریس اور مشہور اخبارات کے علاوہ بمبئی کے مشہور عالم اخبار ٹائمز آف انڈیا نے لکھا کہ فرانس نے انعامی تمسکات قرضہ سے نہ صرف اپنی حالت بعد از جنگ درست کرنے میں کمال کر دیا بلکہ اس کے مشیران مال کے تدبر نے ایسی طریق حصول قرضہ کو ایجاد کر دیا جس کے باعث صدہا خاندان ہر سال افلاس سے نکل کر امیر کبیر بن جاتے ہیں۔ کفایت شعاری سکھلانے خصوصاً غریب خاندانوں میں اور اس سے فائدہ اٹھانے کا فرانس نے جو طریقہ نکالا ہے وہ ہر ایک گورنمنٹ کے لئے جو اپنی قوم کو خوشحال دیکھنا چاہتی ہے قابل تقلید ہے۔

بیوی بچوں کیلئے بیمہ زندگی سے بڑھکر مفید ہے آپ دس ہزار کی رقم کے لئے اپنی زندگی کا بیمہ کسی کمپنی میں کراتے ہیں۔ اور چالیس روپیہ ماہوار چندہ ادا کرتے ہیں۔ چھ سات سال کے بعد آپ کی حالت اچھی نہیں رہتی اور آپ چندہ ادا کرنے سے قاصر ہو جاتے ہیں ایسی حالت میں سب بیمہ کمپنیاں ادا شدہ روپیہ ضبط کر لیتی ہیں لیکن اگر آپ نے چالیس روپیہ ماہوار لگا کر پریمیم بانڈ خرید کئے ہوتے تو ممکن ہے چھ سات سال میں کئی لاکھ روپیہ ان پر مل جائے۔ ساتھ ساتھ سود ملتا رہتا ہے۔ اور بوقت ضرورت آپ خود یا آپ کے بعد آپ کے بیوی بچے ان کو بطور کرنسی نوٹ فروخت کر کے رقم استعمال کر سکتے ہیں۔

روپیہ فوراً لگاؤ آپ کا روپیہ اگر گھر میں زیور کی صورت میں بند پڑا ہے تو زیور کو فوراً فروخت کر کے پریمیم بانڈ خرید لو۔ اگر بنک یا ڈاکخانہ میں ہے تو بھی آپ اس کو فوراً نکال کر پریمیم بانڈ پر لگادو۔ کیونکہ ان کا روپیہ تو اسی طرح محفوظ رہیگا۔ سود ڈاکخانہ یا بنک کی شرح سے زیادہ ملتا رہیگا۔ اور لکھ پتی بن جانے کے متعدد مواقعہ ہر سال بلکہ ہر ماہ آپ کو حاصل ہوتے رہیں گے۔

اقساط پر بھی تمسک خریدے جاسکتے ہیں اگر آپ کے پاس روپیہ یکمشت نہیں تو اسکی پرواہ نہیں۔ دس بیس۔ چالیس پچاس۔ سو روپیہ یا زیادہ کی ماہوار بھیجکر آپ تمسکات محفوظ کرا سکتے ہیں مثلاً ایک تمسک کی قیمت ایک سو بیس روپیہ ہے اگر آپ یکمشت یہ رقم ادا نہیں کر سکتے تو ساڑھے بارہ روپیہ آرڈر کے ہمراہ بھیجدیجئے۔ ایک تمسک آپ کے لئے محفوظ کر کے ایک معاہدہ کا کاغذ ہم پہلی قسط آنے پر مکمل کر کے آپ کو بھیجیں گے جس پر آپ کے تمسک کا نمبر درج ہوگا۔ معاہدہ لکھے جانیکے بعد اس تمسک پر جو انعام نکلے یا اسکی رقم واپس ملے تو وہ آپ کا حق ہوگا۔ بشرطیکہ باقی اقساط ماہوار آپ باقاعدہ انتظام سے بھیجتے رہیں۔ ایک تمسک جس کی قیمت نقد ایک سو پچیس روپیہ ہے وہ بارہ اقساط پر ڈیڑھ سو روپیہ میں آپ کو ملے گا۔ اسی طرح تمسکات کی قیمت نقد کسی قدر کم اور اقساط پر کچھ زیادہ ہے۔

انعامات کی مطبوعہ فہرستیں ہم اپنے دفتر میں باقاعدہ رجسٹر رکھتے ہیں اور ان میں ہر ایک خریدار کا نام اور پتہ اور تمسک کا نمبر درج ہوتا ہے ہر ایک انعامات کے بعد جب گورنمنٹ کی فہرست انعامات شائع ہوتی ہے تو ہم اپنے درج شدہ نمبران سے فہرست انعامات کا مقابلہ کرتے ہیں اور کامیاب خریداران کو بذریعہ تار یا خط جیسی صورت اور انعام کی اہمیت ہو خریداران کو اطلاع بھیجدیتے ہیں وہ تمسک ہمیں بھیجکر انعام منگا سکتے ہیں یا براہ راست سرکاری بنک فرانس کو تمسک بھیجکر انعام منگا سکتے ہیں۔ دو چار تمسکات کے

خریداروں کیلئے یہ خدمت ہم خود انجام دے رہے ہیں لیکن بڑی یا زیادہ تعداد میں تمسکات خرید کرنے والے اگر چاہیں کہ اُن کو فرانس سے سرکاری نتیجہ کا گزٹ براہِ راست آوے تو وہ پانچ روپیہ سالانہ اُس کا چندہ ہماری معرفت بھیجکر گزٹ منگاکر خود نمبران کا ملاحظہ کرسکتے ہیں۔ اردو زبان میں فہرست نتیجہ دو روپیہ سالانہ ادا کرنے پر ماہوار بھیجی جاویگی جو ہر ماہ رسالہ صوفی میں شائع ہوتی ہے۔

رقم کی فوراً ادائیگی آپنے ایک تمسک خرید ہے سال دو سال بعد آپ کو شادی بیاہ یا کسی اور خانگی ضرورت کے باعث روپیہ کی واپسی کی ضرورت آپڑی ہے تو آپ اپنا تمسک کسی بنک کی معرفت یا ہماری معرفت فروخت کرسکتے ہیں اُس دن بمبئی اور کلکتہ میں فرانس اور بلجیم کے تبادلہ کی جو شرح ہوگی اُس پر تین روپیہ دو آنہ یا آدھ آنہ فی روپیہ کمیشن لے کر ہم آپ کا تمسک فروخت کرکے رقم آپ کو دیدیں گے۔ اِس عرصہ میں جب تک آپ کا تمسک آپ کے پاس رہے گا انعام ملنے کے مواقعات آپ کو ملتے رہیں گے۔ گویا آپ کا روپیہ بنک میں جمع ہے۔

تفصیل قرضہ جات تمسک

کریڈٹ نیشنل ۱۹۱۹ء سود پانچ فیصدی سالانہ۔ پانچسو فرانک کا بانڈ۔ سال میں چار دفعہ انعامات تقسیم ہوتے ہیں۔ ۱۹۱۹ء میں یہ جاری ہوئے اور کل قرضہ ۱۹۹۴ء میں بیباق ہوجائیگا۔ ۱۹۳۵ء کے بعد گورنمنٹ جب چاہے کل قرضہ بیباق کرسکتی ہے۔

پہلا انعام دس لاکھ فرانک کا ہوتا ہے دوسرا انعام پانچ لاکھ فرانک کا پانچ انعامات ایک ایک لاکھ فرانک کے دس انعامات پچاس پچاس ہزار فرانک کے اِن کے علاوہ بہت سے تمسکات اصل قرضہ پر ادا ہوتے ہیں۔ ہر سال ۶۸ بڑے انعامات ایک کروڑ فرانک کے ادا کئے جاتے ہیں۔ قیمت نقد فی بانڈ ایک سو پچیس روپیہ یا ساڑھے بارہ روپیہ ماہوار کی بارہ اقساط ہیں۔ انعامات یکم مارچ۔ یکم جون۔ یکم ستمبر اور یکم دسمبر کو ہر سال تقسیم ہوتے ہیں۔ انعامات کی سب سے بڑی رقم کی وجہ سے یہ بانڈ سب سے اچھا ہے۔ اس کے سارے انعامات کی رقم اتنی زیادہ ہے کہ خواہ کوئی انعام بھی خریدار کی قسمت میں ہو وہ مالامال ہوجاتا ہے۔ اسی لاکھ کے تمسکات شائع ہوئے ہیں جن میں صرف ۶۸ کو ہر سال انعام ملتا ہے۔

کریڈٹ نیشنل ۱۹۲۰ء سود پانچ فیصدی سالانہ۔ پانچسو فرانک کا تمسک۔ سال میں آٹھ دفعہ انعام تقسیم ہوتے ہیں۔ ۱۹۲۰ء میں یہ تمسک جاری ہوئے۔ کل قرضہ ۱۹۹۵ء میں بیباق ہوجائیگا۔ ۱۹۳۶ء کے بعد گورنمنٹ جس وقت چاہے کل رقم قرضہ ادا کرسکتی ہے۔

پہلا انعام دس لاکھ فرانک کا دوسرا انعام پانچ لاکھ فرانک کا دو انعامات ہر ایک دو لاکھ فرانک کے تین انعامات ہر ایک تین لاکھ فرانک کے چھ انعامات ہر ایک پچاس ہزار فرانک کے۔ اِن کے علاوہ متعدد تمسکات پر اصل زر واپس کیا جاویگا۔ ہر سال ایک سو چار بڑے انعامات۔ قیمت فی بانڈ ایک سو پچیس روپیہ نقد یا ساڑھے بارہ روپیہ ماہوار کی بارہ اقساط ہیں۔ انعامات ہر سال ۲ جنوری۔ یکم فروری۔ یکم اپریل۔ یکم مئی۔ یکم جولائی۔ یکم اگست۔ یکم اکتوبر اور ۳ نومبر کو تقسیم ہوتے ہیں۔

ایک سُنہری موقعہ حکومت فرانس نے یہ انتظام کر رکھا ہے کہ اگر آپ مندرجہ بالا دونوں تمسک خریدلیں تو ہر ماہ بلاناغہ آپ کو انعامات میں شامل رہنے کا موقعہ حاصل ہوتا رہے گا۔ جن میں سے ہر ماہ پہلا انعام دس لاکھ فرانک کا ہوگا۔

کریڈٹ نیشنل ۱۹۲۱ء سود چھ فیصدی سالانہ۔ پانچسو فرانک کا تمسک۔ سال میں چار دفعہ انعامات تقسیم ہوتے ہیں۔ یکم مارچ۔ یکم جون۔ یکم ستمبر اور ۳ نومبر کی تقسیم انعامات کیلئے ہر سال مقررہ تاریخیں ہیں سال میں کل (۷۲۰۰) انعامات ایک کروڑ تیس لاکھ فرانک کے تقسیم ہوتے ہیں۔

یکم مارچ و یکم ستمبر کے انعامات کی تفصیل پہلا انعام پانچ لاکھ فرانک کا چھ انعام ہر ایک ایک لاکھ فرانک کا چھ انعام ہر ایک پچاس ہزار فرانک کا۔ ۲۴ انعام ہر ایک دس ہزار فرانک کا ۲۴ انعام ہر ایک پانچ ہزار فرانک کا (۱۷۴۰) انعام ہر ایک ایک ہزار فرانک کا

یکم جون اور یکم دسمبر کے انعامات کی تفصیل چھ انعام ہر ایک ایک لاکھ فرانک کا چھ انعام ہر ایک پچاس ہزار فرانک کا ۲۴ انعام ہر ایک دس ہزار فرانک کا ۲۴ انعام ہر ایک پانچ ہزار فرانک کا (۱۷۴۰) انعام ہر ایک ایک ہزار فرانک کا

قیمت فی بانڈ ایک سو پچیس روپیہ نقد یا ساڑھے بارہ روپیہ ماہوار کی بارہ اقساط ہیں۔

کریڈٹ نیشنل ۱۹۲۳ء حصہ اول سود چھ فیصدی سالانہ۔ انعام سال میں چار دفعہ۔ یکم فروری۔ یکم مئی۔ یکم اگست اور ۳ نومبر کو تقسیم ہوتے ہیں کل انعامات (۷۲۰۰) تعدادی ایک کروڑ چالیس لاکھ ۵۸ ہزار فرانک کے ہوتے ہیں۔

یکم مئی کے انعامات کی تفصیل | چھ ۶ انعام ہر ایک پانچ لاکھ فرانک کا بارہ انعام ہر ایک دس ہزار فرانک کا
۴۸ انعام ہر ایک پانچ ہزار فرانک کا (۱۷۳۴) انعام ہر ایک ایک ہزار فرانک کا

یکم فروری یکم مئی اور نومبر کے انعامات کی تفصیل | چھ ۶ انعام ہر ایک ایک لاکھ فرانک کا چھ انعام ہر ایک پچاس ہزار فرانک کا
بارہ انعام ہر ایک دس ہزار فرانک کا ۴۸ انعام ہر ایک پانچ ہزار فرانک کا (۱۷۲۸) انعام ہر ایک ایک ہزار فرانک کا

ایک بانڈ پانچسو فرانک قرضہ کا ہوتا ہے قیمت فی بانڈ ایک سو پچیس روپیہ نقد یا ساڑھے بارہ روپیہ ماہوار کی بارہ اقساط میں ادا ہو سکتا ہے
تعداد انعامات کے لحاظ سے یہ بانڈ سب سے اچھا ہے یعنی اس کی خرید سے سات ہزار دو سو مواقعات حصول انعام مل سکتے ہیں۔

کریڈٹ نیشنل ۱۹۲۳ء حصہ دوم | ایک بانڈ پانچسو فرانک قرضہ کا ہوتا ہے شرح سود چھ فیصدی سالانہ۔ انعامات سال میں چار دفعہ تقسیم ہوتے ہیں کل ۴۸ سو انعام سال میں نکلتے ہیں۔ جن کی تعداد ۹۳ لاکھ ۷۲ ہزار فرانک ہوتی ہے۔ تفصیل حسب ذیل ہے:۔

۲ جنوری یکم اپریل و یکم جولائی کے انعامات | چار انعام ہر ایک ایک لاکھ فرانک کا چار انعام ہر ایک پچاس ہزار فرانک کا
آٹھ انعام ہر ایک دس ہزار فرانک کا ۳۲ انعام ہر ایک پانچ ہزار فرانک کا (۱۱۵۳) انعام ہر ایک ایک ہزار فرانک کا

یکم اکتوبر کے انعامات | چار انعام ہر ایک پانچ لاکھ فرانک کا آٹھ انعام ہر ایک دس ہزار فرانک کا ۳۲ انعام ہر ایک پانچ ہزار فرانک کا
(۱۱۵۳) انعام ہر ایک ایک ہزار فرانک کا۔ ایک بانڈ کی قیمت نقد ایک سو پچیس روپیہ یا ساڑھے بارہ روپیہ ماہوار کی بارہ اقساط ہیں۔

کریڈٹ نیشنل ۱۹۲۴ء | ایک بانڈ پانچسو فرانک قرضہ کا ہوتا ہے جس پر چھ فیصدی سالانہ سود ملتا ہے۔ سال میں چار دفعہ انعام تقسیم ہوتے ہیں۔ ۱۹۲ انعامات اسی لاکھ فرانک کے ہوتے ہیں۔ سب سے بڑا انعام پانچ لاکھ فرانک کا ہوتا ہے۔ انعامات یکم مارچ۔ یکم جون۔ یکم ستمبر اور یکم دسمبر کو تقسیم ہوتے ہیں۔ ایک تمسک کی قیمت، ایک سو پچیس روپیہ نقد یا ساڑھے بارہ روپیہ ماہوار کی بارہ اقساط ہیں۔

بلجیم کا ۱۹۳۲ء کا نیا قرضہ | فی بانڈ پانچسو فرانک۔ سود پانچ فیصدی جو ہر سال ۱۵ مارچ کو ادا ہوتا ہے۔ انعامات ہر مہینہ ۲۵ تاریخ کو تقسیم ہوتے ہیں۔

مارچ
پہلا انعام دس لاکھ فرانک ۳۳ انعام ہر ایک پچیس ہزار فرانک
جولائی، نومبر
پہلا انعام دس لاکھ فرانک، ۳۳ انعام ہر ایک پچیس ہزار فرانک
جنوری۔ مئی۔ ستمبر
پہلا انعام پانچ لاکھ فرانک ۳۳ انعام ہر ایک پچیس ہزار فرانک

اپریل۔ جون۔ اکتوبر۔ نومبر
پہلا انعام ڈھائی لاکھ فرانک ۳۳ انعام ہر ایک پچیس ہزار فرانک
فروری۔ اگست
پہلا انعام ڈھائی لاکھ فرانک ۲۵ انعام ہر ایک پچیس ہزار فرانک
کل ۴۱۲ انعامات
دو کروڑ فرانک سالانہ کے

یہ انعامات دس بانڈوں کے ایک سلسلہ کے ہیں یعنی ہر ایک مقررہ انعام دس بانڈوں میں تقسیم ہوتا ہے۔ قیمت فی بانڈ نوے روپیہ نقد یا دس روپیہ ماہوار کی گیارہ اقساط میں روپیہ ادا کیجئے۔

بلجیم رسٹوریشن ۱۹۲۱ء | ڈھائی سو فرانک کا بانڈ۔ سود چار فیصدی سالانہ۔ سال میں آٹھ دفعہ انعامات تقسیم ہوتے ہیں۔ پہلا انعام دس لاکھ فرانک کا دوسرا انعام ڈھائی لاکھ فرانک کا سال میں ۱۶ انعامات ہیں۔
قیمت فی بانڈ پچاس روپیہ نقد یا دس روپیہ ماہوار کی چھ اقساط ہیں۔

بلجیم رسٹوریشن ۱۹۲۲ء | تین سو فرانک کا بانڈ۔ سود پانچ فیصدی سالانہ۔ ہر ماہ انعامات تقسیم ہوتے ہیں۔ پہلا انعام دس لاکھ فرانک کا دوسرا انعام پانچ لاکھ فرانک کا سال بھر میں کل ۳۷ انعام تقسیم ہوتے ہیں۔
قیمت نقد ستر روپیہ اقساط پر نوے روپیہ یعنی دس روپیہ ماہوار کی نو قسطیں۔

بلجیم رسٹوریشن ۱۹۲۳ء | پانچسو فرانک کا بانڈ۔ سود پانچ فیصدی سالانہ جو سال میں ایک بار ماہ جولائی میں ادا ہوتا ہے۔ انعامات ہر ماہ تقسیم ہوتے ہیں۔ پہلا انعام دس لاکھ فرانک کا دوسرا انعام پانچ لاکھ فرانک کا کل ۱۸۰ انعام سالانہ
قیمت نقد نوے روپے۔ اقساط پر ایک سو بیس روپیہ یا بارہ روپیہ ماہوار کی دس اقساط ہیں۔

سٹی آف لیگ — ایک بانڈ سو فرانک کا ہے۔ سُود دو فیصدی سالانہ۔ ایک انعام پچاس ہزار فرانک کا۔ باقی چھوٹے بہت سے انعامات ہیں۔ سال میں چار بار انعام تقسیم ہوتے ہیں۔ قیمت نقد بیس روپیہ اقساط پر پچیس روپیہ یعنی پانچ روپیہ ماہوار کی پانچ اقساط ہیں۔

سٹی آف اوسٹینڈ — پہلا انعام تیس ہزار فرانک کا۔ باقی چھوٹے انعامات۔ سُود دو فیصدی سالانہ۔ انعام سال میں دو بار۔ قیمت نقد بیس روپیہ اقساط پر پچیس روپیہ یعنی پانچ روپیہ ماہوار کی پانچ اقساط۔ ایک بانڈ سو فرانک کا ہے۔

سٹی آف گھنٹ — انعامات سال میں چار بار۔ ایک انعام ایک لاکھ فرانک کا۔ باقی چھوٹے انعامات۔ سُود سالانہ دو فیصدی۔ قیمت نقد بیس روپیہ یا پانچ روپیہ ماہوار کی پانچ اقساط ہیں۔

کانگو فری سٹیٹ — ایک انعام ایک لاکھ فرانک کا۔ سُود دو فیصدی سالانہ۔ اصل قرضہ سو فرانک فی بانڈ ۱۹۳۲ء میں قیمت تین سو بیس فرانک۔ سُود ساتھ جمع ہوتا ہے علیحدہ نہیں ملتا۔ پانچ فرانک ہر سال سُود کے طور پر بانڈ کے ساتھ زیادہ ہوتا رہتا ہے۔
پہلا انعام ایک لاکھ فرانک کا۔ سال میں چھ بار انعام تقسیم ہوتے ہیں۔ قیمت فی بانڈ چالیس روپیہ نقد۔ یا اقساط پر پچاس روپیہ دس روپیہ ہمراہ آرڈر اور آٹھ روپیہ ماہوار کی اور پانچ قسطیں۔

فرنچ فونسی آر ۱۹۱۲ء — ایک بانڈ تین سو فرانک قرضہ کا ہوتا ہے۔ سال میں چھ دفعہ انعامات تقسیم ہوتے ہیں جنوری مارچ مئی ستمبر نومبر اور جولائی کی دس تاریخ۔ پہلا انعام ایک لاکھ فرانک کا۔ دوسرا انعام ڈھائی لاکھ فرانک کا۔ کل ۳۹۰ انعام نکلتے۔
قیمت فی بانڈ ساٹھ روپیہ نقد یا چھ روپیہ ماہوار کی بارہ اقساط ہیں۔

سٹی آف برسلز — یہ قرضہ ایک سو دس فرانک فی بانڈ کا ہے۔ سُود ڈھائی فیصدی سالانہ۔ ایک انعام ایک لاکھ فرانک کا۔ دو انعام دس دس ہزار فرانک کے اور بہت سے چھوٹے انعامات بھی ہیں۔ سال میں چار بار یکم مارچ۔ یکم جون۔ یکم ستمبر اور یکم دسمبر کو انعامات نکلتے ہیں۔ قیمت [illegible] روپیہ ماہوار کی پانچ اقساط یعنی اقساط پر پچیس روپے۔

پناما بانڈ — نوٹ ہمارے بعض مسلمان دوست [illegible] یہ بانڈ ان کے فائدہ کے لئے ہے۔ اس پر کوئی سُود نہیں۔ یہ بانڈ تین سو فرانک قرضہ کا ہے۔ سال میں چار بار انعام نکلتا ہے۔ قیمت فی بانڈ چالیس روپیہ نقد یا دس روپیہ ہمراہ آرڈر اور پانچ روپیہ ماہوار کی باقی آٹھ اقساط ہیں۔ پہلا انعام پانچ لاکھ فرانک کا۔ ایک انعام ڈھائی لاکھ فرانک کا۔ باقی ۲۲۸ چھوٹے انعامات ہیں۔
چھوٹی قیمت کے بانڈوں میں یہ سب سے اچھا اور بہتر بانڈ ہے جس پر باوجود کم قیمت ہونے کے بڑی رقم کے انعام ملتے ہیں

سٹی آف انٹورپ — ایک بانڈ ایک سو دس فرانک کا ہوتا ہے سال میں چار بار انعام نکلتا ہے۔ سُود ڈھائی فیصدی سالانہ ہے۔ ایک انعام ڈیڑھ لاکھ فرانک کا اور باقی چھوٹے انعامات ہیں۔ قیمت فی بانڈ بیس روپے نقد یا اقساط پر پچیس روپے یعنی پانچ روپیہ ماہوار کی پانچ اقساط۔

نتیجہ انعامات — انگریزی زبان میں فہرست انعامات پانچ روپیہ سالانہ وصول ہونے پر بھیجی جاتی ہے۔ اردو زبان میں رسالہ صوفی میں فہرست انعامات شائع ہوتی ہے۔ رسالہ سال بھر تک دو روپیہ سالانہ وصول ہونے پر ارسال ہوگا۔ لوگوں کے نام ظاہر کرنیکا حکم نہیں۔ صرف بانڈ کا نمبر دیا جاویگا جس کو انعام ملا ہو۔

نام کیوں ظاہر نہیں کیا جاتا — ڈاک خانہ کے سیونگ بنک کا سرکاری حکم ہے کہ جو لوگ روپیہ جمع کرائیں ان کے نام ظاہر نہ کئے جاویں۔ اسی طرح انگریزی گورنمنٹ کے بانڈ قرضہ جو لوگ خریدتے ہیں افسران خزانہ کو ان کے نام مخفی رکھنے کا حکم ہے۔ اسی طرح فرانس۔ بلجیم۔ مصر ترکی اور دوسرے ملکوں کے بانڈ خریدنے والوں کے نام ظاہر نہیں کئے جاتے۔ جس کو انعام ملے اُس کا نام ظاہر نہ کیا جاویگا۔ صرف نمبر دیا جاویگا۔

ہندوستان میں انعامات — ہندوستان میں بھی بکثرت انعام ان بانڈوں کے خریداروں کو ملتے ہیں۔ آپ یقین رکھیں اور آپ کو پوری تسلی رکھنی چاہئے کہ ہمیشہ انعام ہندوستان میں ملتے رہتے ہیں۔

سب سے اچھے بانڈ — سب سے اچھے بانڈ کریڈٹ نیشنل ہیں سو روپیہ سے کم کے اچھے بانڈ فرنچ فونسی آر ۱۹۱۲ء ہیں۔ چھوٹی قیمت کے بانڈوں میں پناما سب سے اچھا بانڈ ہے۔ آج ہی آرڈر بھیجدیں۔ ممکن ہے اللہ کے فضل سے آپ کی قسمت یاور ہو جاوے اور انعام حاصل کرکے آپ مالامال ہو جاویں۔

منیجر آب حیات لمیٹڈ منڈی بہاؤالدین ڈاک خانہ صوفی آب حیات پنجاب

[illegible] پرنٹر و پبلشر [illegible] منڈی بہاؤالدین ضلع گجرات پنجاب سے شائع کیا

AVAN
TONIC PILLS
اکسیر عنبری
اکسیر عنبری کے استعمال سے اول
اکسیر عنبری کے استعمال کے چھ ماہ بعد
اکسیر عنبری میں خدا کے فضل وکرم سے وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جن کے حاصل کرنے
کے واسطے اہل ملک لاکھوں روپے یورپ و نیز جھوٹے اشتہار بازوں کی نذر کر رہے ہیں۔ خداوند کریم کی عنایت سے اب چونکہ ہندوستان کے ہر حصہ میں اکسیر عنبری کا
تجربہ ہو چکا ہے۔ اس لئے اس کی تعریف میں صفحے سیاہ کر کے آپ کی سمع خراشی کرنا منظور نہیں ورنہ اس کے پورے صفات بیان کرنے کی اس اشتہار میں
گنجائش ہے۔ یہ جوانی کی روح اور بڑھاپے کی جان ہے۔ عورتوں بچوں اور لڑکیوں کی کمزوری کی حالت میں اس کو استعمال کیا گیا۔ اور نتیجہ نہایت تسلی بخش
نکلا ہے۔ مردوں کے امراض مثل کثرت احتلام اور جریان و سرعت وغیرہ کو نافع ہے۔ جوانی کی غلط کاریوں اور بچپن کی شادی سے جب انسان زندہ درگور ہو جاتا
ہے تو اکسیر عنبری نئی زندگی بخشتا ہے۔ اس کی پہلی خوراک منہ میں ڈالتے ہی دل و دماغ میں ایک سریع التاثیر سرور پیدا ہو کر حواس خمسہ ظاہری و باطنی
منور روشن ہو جاتے ہیں۔ خیالات اعلیٰ اور مفید سوجھنے لگتے ہیں۔ دل کو وہ تقویت اور فرحت پہنچتی ہے کہ گویا قادر مطلق نے ایک نئی زندگی عطا کی ہے
ضعف دل بےچینی دل۔ دل کا دھڑکنا۔ دل کا ڈوبتے جانا۔ پراگندہ خیالی۔ سانس کا پھولنا وغیرہ امراض کے واسطے ایک سچا اور قابل اعتماد تریاق ہے
جس کے استعمال سے ویرج کے تمام نقائص دور ہو جاتے ہیں۔ ججوں منصفوں تحصیلداروں۔ رئیسوں اور جاگیرداروں وغیرہ کو یہ مونس رفیق جان کے
ساتھ رکھنا چاہیئے۔ قیمت فی شیشی چار روپے (للعہ) تین شیشی کے خریدار کو محصول ڈاک معاف۔
طلائے نادر
یہ طلا مقوی اور اوائل کی غلط کاریوں کے ازالہ کیلئے بمنزلہ اکسیر ہے۔
زیادہ تعریف خلاف تہذیب ہے۔ قیمت فی شیشی عہ
دو روپے۔ اکسیر عنبری کے ہمراہ اس کا استعمال سونے پر سہاگہ کا کام دیتا ہے
طلائے خاص
یہ نہایت اعلیٰ درجہ کا ہے۔ اس میں
کستوری ہے صرف امیروں کے لئے
قیمت فی شیشی پانچ روپے۔ (صہ)
نوٹ:۔ ان دواؤں کے تمام خطوط بصیغہ راز رکھے جاتے
ہیں۔ انکے متعلق کوئی سرٹیفکیٹ چھاپنا یا شائع کرنا تو ایکطرف کسی غیر شخص کو
دکھایا بھی نہیں جاتا اسلئے ان کے متعلق سرٹیفکیٹ درج نہیں کئے جاتے۔
ملنے کا پتہ
مینجر کارخانہ ادویات لمیٹڈ منڈی بہاؤالدین (پنجاب)
اکسیر عنبری کے استعمال کے دو سال بعد
اکسیر عنبری کے استعمال کے تین سال بعد

معدہ کی شکایت تمام بیماریوں کی جڑ ہے
اس کا واحد علاج نمک سلیمانی نمبر ۱ ہے
نمک سلیمانی تمام شکایتوں کو دُور کر کے معدہ کو مقوی کرتا ہے اور بدن میں خون صالح بافراط پیدا
کر کے تندرستی بڑھاتا ہے۔ دائمی قبض۔ بدہضمی شکم میں درد اور نفخ ہو جانا۔ کمی اشتہا یعنی بھوک نہ لگنا۔ کھٹے ڈکار
آنا۔ سینہ جلنا۔ منہ سے بدمزہ پانی چھوٹنا۔ طحال یعنی تاپ تلی ضعف معدہ۔ وبائی امراض ہیضہ۔ اسہال پیچش۔
بواسیر۔ درد کمر۔ درد گردہ۔ اوجاع اورام مفاصل یعنی گنٹھیا۔ دردسر ضعف دماغ ضعف بصر وغیرہ اور دیگر امراض
میں مثل تریاق کے حکمی تاثیر رکھتا ہے۔ بچوں کو دانت نکلنے کی حالت میں نفع پہنچاتا ہے۔ عورتوں کی خاص بیماریوں
کے واسطے، ایام ماہواری میں کسی قسم کا خلل ہو تو فائدہ کثیر بخشتا ہے۔ بھوک بڑھاتا ہے اور غذا کو فوراً ہضم کرتا ہے
جس کے باعث انسان کے جسم میں خون معمول سے زیادہ پیدا ہوتا ہے اور ہر قسم کی سستی اور غمگینی دور کرتا ہے اور
طاقت مردانگی بڑھاتا ہے۔ فساد خون کو زائل کر کے رنگ بدن صاف شفاف رکھتا ہے۔ قلب کو قوت اور فرحت بخشتا
ہے۔ پژمردہ طبیعت کو خورسند کرتا ہے اور وہم و فکر کو زائل کرتا ہے اور معدہ کی تمام خرابیوں کو دور کر کے اسکی قوت کا محافظ رہتا ہے۔ ہیضہ اور طاعون کے
دنوں میں اس کا استعمال اکسیر کا کام دیتا ہے۔ ہر گھر میں اس نمک کی ایک شیشی موجود رکھنی نہایت ضروری ہے اس سے وقت پر جادو کا اثر پڑتا ہے۔
جو لوگ نمک سلیمانی باقاعدہ استعمال کرتے ہیں اُن کی رائے ہے اور اکثر نے اپنا تجربہ لکھا ہے کہ استعمال سے اوّل بدن کا وزن کیا جائے۔ تو ہر ماہ
خون صالح اس قدر زیادہ پیدا ہوتا ہے کہ دو تین ماہ میں دس پونڈ سے زیادہ وزن بڑھ جاتا ہے۔ جن لوگوں کو دودھ ہضم نہ ہوتا ہو وہ اس کو ضرور باقاعدہ روزمرہ
استعمال کرتے رہیں۔ قیمت فی شیشی بارہ آنے (۱۲ر) تین شیشی دو روپیہ چار آنے (عہ) چھ شیشی چار روپیہ آٹھ آنے (للعہ)
نمک سلیمانی نے میری صحت کو قابل رشک بنا دیا
بال اُڑانے کا بے ضرر پوڈر
یہ پوڈر نرم سے نرم جگہ پر بھی بے ضرر اور بلا تکلیف بال اڑا کر جلد کو ریشم کی مانند ملائم کر دیتا ہے۔ قلعی و چونہ اور ہڑتال اس میں نہیں ہے۔ قیمت فی پیکٹ چھ آنے (۶ر)
اعوان ہیر آئل یعنی بالوں کے لگانے کا خوشبودار تیل
کارخانہ آبحیات لمیٹڈ نے طبی اصول کے موافق بالوں
کی اصلیت اور روئیدگی و طریق پرورش اور قیام وغیرہ کے حالات پر غور کر کے موجودہ تیلوں کے اجزائے مروجہ
کے تمام نقصانات کو مدنظر رکھ کر یہ تیل تین برس سے ایجاد کیا ہوا ہے جو سر پر لگانے سے بالوں کو تقویت
دیتا ہے اور اعصاب عروق کو مضبوط کرتا ہے۔ دردسر۔ سر کا چکر۔ یبوست سے بالوں کا گرنا اور بدخوابی دور
ہو جاتی ہے۔ بالوں کی جڑھیں تر رہتی ہیں اور بال لمبے و چمکدار ہوتے ہیں دماغ کو طاقت رہتی ہے۔ مسامات
میں اسکے اثر سے وہ رطوبت جلد تر تبدیل ہوتی ہے جس سے بال سفید ہو جایا کرتے ہیں۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ (عہ) علاوہ محصول
پتہ ملنے کا۔ منیجر کارخانہ آب حیات لمیٹڈ پنڈی بہاؤالدین (پنجاب)

بیادگار اعلیحضرت قبلہ عالم سید حیدر شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ

مدیر مسئول محمد الدین اعوان۔

ڈائرکٹر آف پالیسی:- ملک محمد اسلم خان ایم اے (کیمبرج) بیرسٹر ایٹ لا

مقام اشاعت
پنڈی بہاؤ الدین
ضلع گجرات

سالانہ قیمت
درجہ اول تین روپے
درجہ دوم دو روپے

آہ! نواب صلابت جاہ بہادر!

قارئین کرام کو اس اندوہناک خبر سے انتہائی رنج و قلق ہوگا کہ دودمان آصفیہ کے جگر گوشہ نواب صلابت جاہ بہادر، جنھوں نے بیکر رحمت اعلیٰحضرت تاجدار دکن کے آغوش نواز سایہ رافت میں تربیت پائی تھی اور جو ابھی عالم شباب کی حوصلہ مندانہ تمناؤں سے معمور ابتدائی منازل طے کر رہے تھے چند روزہ علالت کی زحمت اٹھانے کے بعد راہی عالم جاودانی ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون؛

نیاز مند مدیر صوفی کے مینجنگ اسٹاف اور عملہ ادارت اعلیٰ حضرت خسرو دکن کے ساتھ اس صدمہ جانکاہ میں شریک ہوکر دست بدعا ہیں کہ خدائے قدوس مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے اور مرحوم کے جملہ متعلقین اور متوسلین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین؛

فہرست مضامین رسالہ صوفی

جلد ۱۵ بابت ماہ مارچ ۱۹۳۴ء مطابق ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ نمبر ۳

بہارِ شباب

یہ کتاب دہلی کے شاہی خاندانی حکیم ارسطوئے زمان حضرت مسیح الملک محمد اجمل خاں صاحب مرحوم کے والد حکیم محمود خاں صاحب کی تصنیف ضیاء الابصار کا ترجمہ ہے بازاری کتابیں جو عام مصنف اِدھر اُدھر کی لایعنی باتیں جوڑ جاڑ کر بنالیتے اور کسی کو کوکا پنڈت اور کسی کو بوعلی سینا کے نام سے ظاہر کر کے لوگوں کی جیبوں پر ڈاکہ ڈالتے رہتے ہیں اس کتاب کے سامنے ہیچ ہیں کیونکہ یہ ایک ماہر فن طب کی تصنیف ہے جس میں اُن کے مجربات اور طبی اصول سے تمام نشاط انگیز اور صحیح طریقے مواصلت کے بیان کئے گئے ہیں جن پر عمل پیرا ہونے سے صحت ہمیشہ درست۔ اولاد خوبصورت اور مضبوط پیدا ہوتی ہے معشوقہ اپنے عاشق اور بیوی اپنے خاوند کی پرستار اور دیوانی بن جاتی ہے۔ مقوی ادویات کے وہ نسخے جو حکیم صاحب ممدوح کے خاندان میں سینہ بسینہ چلے آتے تھے اور جنکی بدولت آج ہندوستانی دواخانہ لاکھ روپیہ سالانہ کی ادویات فروخت کرتا ہے حکیم صاحب ممدوح نے اس کتاب میں عوام الناس کے فائدہ کیلئے نہایت فیاضی سے کھول کر لکھدیئے ہیں قیمت ایک روپیہ چار آنے

ذیل میں کتاب کی فہرست مضامین ملاحظہ ہو

(۱) انسان کی مزاجوں کا تغیر۔
(۲) جوانی کی حالت میں مباشرت۔
(۳) علم طب کی علوم دین پر فضیلت۔
(۴) کوکا پنڈت نے عورتوں کی چار قسمیں بلا تحقیق لکھدی ہیں۔
(۵) کوکا پنڈت عیش پسندی کے طریقوں سے واقف نہ تھا۔
(۶) عیاش مزاج فاحشہ عورتوں کی صحبت کے بغیر دنیوی عقل اور نشست و برخاست نہیں آسکتی
(۷) جالینوس شیخ الرئیس اور دوسرے حکمائے متقدمین کی تحقیقات عورتوں کے متعلق۔
(۸) فاحشہ عورتوں سے تعلق۔
(۹) عورت اور مرد میں شہوت کی مناسبت۔
(۱۰) اختلاف مزاج کا مباشرت پر اثر۔
(۱۱) مباشرت کس قدر کرنی مناسب ہے۔
(۱۲) جوانی۔ ادھیڑ اور بوڑھوں کے قوی اور مباشرت۔
(۱۳) مباشرت میں لذت پیدا ہونیکا حکیمانہ فلسفہ
(۱۴) عورت کے خصیئے اندر اور مرد کے باہر رکھنے میں کیا راز مضمر ہے۔
(۱۵) حیوانوں اور انسانوں کے پیشابگاہ کا مقابلہ حیوانوں کی پیشابگاہ کیوں ظاہر نہیں رہتی۔
(۱۶) پیشابگاہ کی نالیاں اور منی کی پیدائش
(۱۷) محرکات مباشرت۔
(۱۸) طبعی اور غیر طبعی انتشار۔
(۱۹) لذت پیدا ہونیکے طبی اسباب۔
(۲۰) لڑکا اور لڑکی کس طرح بنتے ہیں۔
(۲۱) بعض دفعہ ایک حمل سے دو بچے پیدا پیدا ہونیکے طبی وجوہات۔
(۲۲) مخنث لونڈے نامرد کیوں پیدا ہوتے ہیں۔
(۲۳) وہم کا اثر اولاد پر۔
(۲۴) بچے کی شکل و صورت پر ماں کے خیالات کا اثر ماں جیسا چاہے بچہ پیدا کرسکتی ہے۔
(۲۵) امام فخر الدین رازی کیوں خوبصورت پیدا ہوئے۔
(۲۶) مباشرت کے فائدے اور نقصان۔
(۲۷) مباشرت کے اوقات۔
(۲۸) مباشرت کے طریقے طبی اصول سے۔
(۲۹) خاص الخاص بات۔
(۳۰) عورت کے ...... کی پہچان۔
(۳۱) کن عورتوں سے تعلق رکھنا از روئے حکمت درست ہے۔
(۳۲) ایک خاص فعل سے کوڑھ پیدا ہوجاتا ہے
(۳۳) شرم و حیا کا اثر۔
(۳۴) مرطوب اور خشک ملکوں کی آب و ہوا کا مردانہ قوت پر اثر۔
(۳۵) جالینوس۔ بقراط اور افلاطون کے مباشرت کے متعلق نظریئے۔
(۳۶) منی کی پیدائش از روئے طب
(۳۷) سیاہ و سفید رنگت کا پیدائش پر اثر۔
(۳۸) کیا بچہ کا ہر ایک عضو ماں باپ کے اعضا کے مشابہ ہوتا ہے۔
(۳۹) عورت میں مادہ تولید کے متعلق اطبا کا اختلاف۔
(۴۰) خواجہ سرا کیوں کر پیدا ہوتے ہیں اور ان کی اقسام۔
(۴۱) ہندوستانی عورت کیوں جلدی نکاح کے قابل ہوجاتی ہے۔
(۴۲) علم قیافہ اور مرد و عورت۔
(۴۳) مساس کا اثر۔
(۴۴) بکارت۔
(۴۵) حیض اور حمل۔
(۴۶) خوبصورت بچے کس طرح پیدا ہوسکتے ہیں!
(۴۷) تندرست بچے کس طرح پیدا ہونگے۔
(۴۸) ایک حمل سے کئی بچے۔
(۴۹) ایک خاص بات ناگفتنی۔
(۵۰) ضعف باہ کے خاص نسخے۔
(۵۱) ممسک دواؤں کے نقصان۔
(۵۲) ملذذ ادویہ کے نسخے۔
(۵۳) آتشک اور سوزاک کس طرح پیدا ہوجاتے ہیں۔
(۵۴) عیاشی کے متعلق طبی نصائح۔

ملنے کا پتہ:۔ مینیجر آبِ حیات لمیٹڈ پنڈی بہاؤالدین پنجاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صوفی

کام کی باتیں

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ——— ہم سب خدا کی امانت ہیں اور اُسی کے پاس جانا ہے۔

ایک شخص کا لڑکا فوت ہو گیا۔ وہ بڑے اضطراب میں گزرتا رہا۔ رنج و محن سے اس کا حال بہت خراب تھا۔ اس کا ایک دوست آکر تعزیت کرنے لگا۔ چند منٹ کے بعد اُس نے یہ حکایت سُنائی۔ کہ ایک آدمی نے کسی کے پاس نہایت بیش قیمت جواہرات امانت رکھے۔ کچھ عرصہ کے بعد امانت رکھنے والا جب جواہرات واپس لینے آیا تو اُس نے رونا اور چلّانا اور زور زور سے آہ و بکا کرنا شروع کیا۔ جس شخص کا لڑکا مر گیا تھا وہ کہنے لگا۔ کہ وہ آدمی عجیب بے وقوف تھا جو امانت کو واپس دیتے ہوئے رونے لگا۔ یہ سُن کر اس کا دوست بولا کہ آپ اپنی حالت کو دیکھیں کہ آپ کا لڑکا بھی اللہ تعالیٰ کی امانت تھا۔ اگر خدا نے اپنی امانت کو واپس لے لیا تو جزع و فزع کا کیا مقام ہے۔

کلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر (البقرہ آیت ۱۸۸) کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ تمہارے لئے صبح کی سفید دھاری سیاہ دھاری سے الگ ہو جاوے۔

یہ آیت سُن کر ایک جولاہے نے کہا کہ صبح صادق ایک انتظامی بات ہے پانچ منٹ اِدھر ہو گئے تو کیا اور اُدھر ہو گئے تو کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی تسلی یوں کی کہ رات کو اُسے خواب آیا کہ میں تانی پھیلا رہا ہوں مگر ایک طرف سے میخ کے ساتھ بند ھنے میں پانچ اُنگلی کا فرق رہ جاتا ہے اور میں چلّاتا ہوں کہ یا تو میخ کو اِدھر کر دیا رسّہ کو لمبا کرو ورنہ میری تانی بیکار ہو جاتی ہے۔ کوئی آدمی میری چیخ و پکار سُن کر کہہ رہا ہے کیا ہوا صرف پانچ اُنگلی کا فرق ہے۔ اس پر میں نیند سے جاگ اُٹھا، نادم ہوا اور اس آیت کے معنی میں مجھے انشراح صدر ہو گیا اور میری تسلی ہو گئی۔

من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالہا (انعام آیت ۱۶۰) جو کوئی نیکی کرتا ہے تو اسکے لئے ویسی دس نیکیاں ہوتی ہیں۔

کہتے ہیں کہ حضرت رابعہ بصری کے گھر میں بیس آدمی مہمان آ گئے۔ اس وقت گھر میں صرف دو روٹیاں دو آدمیوں کے کھانیکے واسطے

موجود تھیں - مہمانوں کو بٹھایا تو دروازہ پر فقیر آگیا حضرت رابعہ بصری نے باندی سے کہا کہ دونوں روٹیاں اُٹھا کر فقیر کو دیدو۔
اُس نے تعمیل حکم تو کر دی - لیکن دل میں حیران تھی کہ یہ کیسی عقل کی کوری ہے کہ گھر میں مہمان ہیں - کھانے کا کوئی سامان نہیں - اور بیوی
سخاوت کے لئے ہاتھ بڑھا رہی ہیں - اگر یہ دو روٹیاں ہی مہمانوں کے آگے رکھدی جاتیں تو تھوڑا تھوڑا ٹکڑا کھا کر ہی سب سو رہتے -
مہمانوں کو بھی رابعہ بصری کا یہ فعل اچھا معلوم نہ ہؤا - لیکن وہ اس کے فعل کی حکمت نہ سمجھ سکے - تھوڑی دیر کے بعد ایک امیر عورت کی
خادمہ آٹھ روٹیاں لیکر آئی اور کہنے لگی کہ یہ فلاں امیر کے گھر سے آئی ہیں - رابعہ بصری نے فرمایا کہ لے جاؤ - یہ ہمارا حصّہ نہیں تم
غلطی سے یہاں لائی ہو - وہ کہنے لگی بیوی میں بھولی نہیں اور ٹھیک اسی گھر بھیجی گئی ہوں - لیکن آپ نے اس بات کو نہ مانا اور
اپنے قول پر اڑی رہیں - جب وہ ملازمہ روٹیاں لیکر اُس امیر عورت کے پاس گئی تو اُس نے کہا کہ میں نے تجھے پاس کے مکان میں
بھیجا تھا - تو نے اتنی دیر کیوں لگا دی - ابھی تو نے حضرت رابعہ بصری کے ہاں کھانا لیکر جانا ہے - وہ کہنے لگی میں وہیں سے آ رہی ہوں
اُنہوں نے کھانا نہیں لیا - امیر عورت نے کہا کہ وہ بیس روٹیاں جو بڑے طشت میں پڑی ہیں وہ اُن کا حصّہ ہے جا فوراً لے جا -
چنانچہ جب وہ بیس روٹیاں لائی تو حضرت رابعہ بصری نے اپنی باندی سے کہا کہ یہ روٹیاں اُٹھا کر لے یہ ہمارا حصّہ ہے -
مہمانوں نے ازراہ تعجب دریافت کیا کہ ہم آپ کے اس نکتہ کو سمجھ نہیں سکے - آپ نے فرمایا جس وقت تم لوگوں نے میرے ہاں
قدم رکھا تو صرف دو روٹیاں موجود تھیں - اُس وقت میں قرآن مجید کی تلاوت کر رہی تھی اور اس آیت پر تھی من جاء بالحسنة
فله عشر امثالها میں نے کہا کہ آؤ آج اپنے مولا سے سودا کر لیں - اتنے میں فقیر نے دروازہ پر صدا دی وہ روٹیاں میں نے
اُس کو دلا دیں - جب وہ عورت آپ کے سامنے آٹھ روٹیاں لائی تو میں نے دل میں سوچا کہ یہ میرا حصّہ نہیں ہو سکتیں - مجھے
دو کی بجائے بیس ملنی چاہئیں - میں نے تو اپنے مولا سے سودا کیا ہے وہ ہرگز بھولنے والا نہیں - یہ کنیز جو آٹھ روٹیاں لائی ہے
ضرور یہی بھولی ہوگی - چنانچہ آپ نے دیکھ لیا میرا خیال سچ نکلا - یہ بات واقعی درست ہے، قصّہ کہانی نہیں لیکن اے غافل
اِنسان خدا کا کبھی امتحان نہ کرو - اُس کو تمہارے امتحانوں کی کیا پروا ہے - ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں کسی امتحان میں ڈال دے -
خدا کے فرمودہ کا علم عام کھیتی باڑی سے کر لو - تم بیج زمین میں ڈالتے ہو - کیڑے اُس کو کھاتے ہیں - پھر پرند اُس کو چگتے ہیں -
اور ہزاروں بلائیں اُس پر پڑتی ہیں پھر بھی اُس دانہ سے صدہا دگنے بن جاتے ہیں - دیکھو خدا کی راہ میں جو بیج ڈالا جائیگا
وہ اس سے بھی زیادہ پھل لائیگا -

~~~

واستغفر الله ط ان الله كان غفورا رحيما ۝ اللہ کی حفاظت مانگو (استغفار بمعنی حفاظت) بیشک اللہ حفاظت کرنیوالا
(سورہ النساء آیت ۱۰۷) (بخشنے والا) مہربان ہے -

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مشکلات - مصائب اور تکالیف میں استغفار پڑھو (یعنی میری حفاظت مانگو) جس نے ایک گھڑی
بھر کے لئے بھی اپنے تئیں اللہ کی مدد سے مستغنی سمجھا وہ ہلاک ہو گیا - اور وہ جس نے بڑی سے بڑی مصیبت اور مشکل میں استغفار کیا
یعنی اللہ کی حفاظت طلب کی وہ بچ گیا -

ابھی کل کا واقعہ ہے (دیکھو اخبار انقلاب مورخہ ۹ فروری صفحہ ۴ کالم ۲ شمالی بہار کے مصیبت زدگان کے زہرہ گداز حالات کا عنوان)
کہ مسلمانوں کے بہت مشہور لیڈر بدنصیب شہر مظفر پور کے رئیس مولانا شفیع داؤدی ممبر لیجسلیٹو اسمبلی قرآن حکیم کے اسی اعجاز سے
بال بال بچ گئے - آپ کا بیان ہے - کہ ۱۵ ر جنوری کو ۲ بجے میں اپنے مکان کی بالائی منزل میں اپنے عیال و اطفال میں
بیٹھا ہؤا قرآن کریم کی بعض آیات کی تفسیر سُنا رہا تھا - کہ میں نے اچانک زلزلہ محسوس کیا - میں خوف زدہ ہو گیا - لیکن معاً
خیال آیا - کہ اگر ہم سب نیچے جائیں تو کم سے کم دو تین منٹ صرف ہو جائیں گے - اور اس سے پہلے ہلاکت یقینی ہے - اس لئے
میں نے اپنے عزیزوں کو کہا اور خود بھی اُن کے ساتھ درگاہ رب العالمین میں سر بسجود ہو گیا - استغفار پڑھا حفظ و امان
اور رحم و عفو کی اپنے مولا سے التجا کی - جب سر سجدہ سے اُٹھایا تو زہرہ گداز منظر ہماری آنکھوں کے سامنے تھا شہر میں کوئی عمارت
~~~

نہیں بچی۔ لیکن ان کا مکان اور اس کے مکین یعنی خود مولانا اور ان کے عزیز جو وہاں موجود تھے معجز نما طور سے بچ گئے۔

ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل

(سورہ بقرہ آیت ۱۸۸)

اور اپنے مال باہم ناجائز طور پر نہ کھاؤ۔ کیونکہ ہم مالوں میں امانت پر پوری طرح عمل کرنیوالوں کو بہتر سے بہتر فائدہ دُنیا میں دیتے ہیں اور آخرت میں ان لوگوں کے لئے پوری کامیابی ہے۔

کہتے ہیں کہ شہزادہ محمد تغلق کا مقرب ایک منجم گانگو برہمن تھا جس کا نوکر حسن تھا۔ نہایت تنگدست ہونیسے ایک دن اُس نے اپنے آقا سے اپنی فلاکت کی شکایت کی۔ برہمن نے اُس کی درد بھری کہانی سُنکر اُس کی حالت زار پر ترس کھایا اور اسکو دو بیل خرید دیئے اور کچھ اراضی کاشت کی غرض سے اس کے حوالہ کی تا کہ وہ اپنا پیٹ پال سکے۔ ایک دن حسن کا ہل اتفاق سے زمین میں اٹک گیا اُس نے کھودا تو ہل کا پھل ایک زنجیر میں اٹکا ہوا تھا۔ زنجیر ایک بڑی دیگ کو قابو کرنے کے لئے بندھی ہوئی تھی۔ حسن نے دیگ سے اشرفیاں نکالیں اور گانگو برہمن کے پاس رات کے وقت لے گیا۔ اور حقیقت حال اُس سے بیان کی۔ برہمن نے اسکی دیانت اور امانت کی داد دی اور اس کا ذکر شہزادہ سے کیا۔ شہزادے نے یہ خبر اپنے باپ کو سُنائی۔ بادشاہ حسن کی دیانتداری سے ایسا خوش ہوا۔ کہ اس کو امیران صدر میں داخل کر لیا۔ ایک دن برہمن نے حسن کا زائچہ دیکھا اور اُس سے کہا کہ تو ایک دن بادشاہ ہو جائیگا لیکن وعدہ کر کہ جب تو بادشاہ بن جائے تو میرا نام بھی اپنے نام کے ساتھ شامل رکھے گا۔ تا کہ ہندوستان کی تاریخ میں میرا نام بھی بطور یادگار باقی رہے۔ الغرض غیاث الدین کے بعد دکن کا تاج حکومت اس کی دیانت و امانت کے انعام میں اللہ تعالیٰ نے اُس کو عطا فرمایا اور حسن سلطان محمد شاہ گانگو برہمن کے نام سے سریر آرائے سلطنت ہوا اور گلبرگہ کو اپنا صدر مقام بنایا۔

---

۲۰ فروری ۱۹۳۴ء کے روزنامہ "انقلاب" کے پہلے صفحہ پر یہ خبر درج ہے کہ

"انبالہ شہر کے لوگوں کی توجہ کو تین دن سے اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے ایک عجیب و غریب نشان نے اپنی جانب مبذول کر رکھا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ایک کمہار نے کچھ کچے برتن دھوپ میں ڈال رکھے تھے۔ ان میں اتفاق سے ایک چڑیا گھس گئی۔ کمہار نے وہ برتن اُٹھا کر اپنی بھٹی میں چن کر حسب معمول آگ جلا دی۔ جو دو یوم تک جلتی رہی۔ جب کمہار نے اپنے برتن بھٹی میں سے باہر نکالے۔ تو ایک آب خورہ میں ایک چڑیا صحیح سالم بیٹھی تھی۔ حالانکہ وہ آب خورہ پک کر نہ صرف لال بلکہ سیاہ ہو چکا تھا۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت کا یہ ایک معجزہ ہے۔ اور حضرت خلیل اللہ کے واقعہ کو نہ ماننے والوں کے واسطے ایک عبرت ہے۔ سینکڑوں آدمی اس چڑیا کو دیکھنے آ رہے ہیں۔"

بالکل اسی طرح کا ایک واقعہ ہمارے شہر منڈی بہاؤ الدین میں چار پانچ سال ہوئے وقوع پذیر ہوا۔ ہری سنگھ نامی پتھر جلا کر چونہ تیار کرا تا تھا۔ کئی سو من لکڑی جل کر جب وہ بھٹی ٹھنڈی ہو گئی تو ایک طرف کیا دیکھتے ہیں کہ قریباً ساٹھ من پتھر کا چونہ نہیں بنا۔ اور وہاں آگ نہیں پہنچی۔ حالانکہ ادھر بھی لکڑی بکثرت جلائی گئی۔ پتھر ہٹا کر دیکھا گیا کہ ایک بلی نے بچے دیئے ہوئے ہیں اور وہ معہ اپنے بچوں کے اس جلتی آگ سے صحیح و سالم بچ نکلی ہے۔

کلام فصاحت التیام اعلیٰ حضرت سلطان العلوم شاہ دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

غزل

خوشی دِل میں میرے جو آنے لگی
تو اُمید بھی مُنہ دکھانے لگی

پتنگوں پہ مائل ہوئی شمع بزم
جلے دِل سے پھر لَو لگانے لگی

مچلنے لگی پھر نکلنے کو آہ
وہ زانو سے سینہ دبانے لگی

غضب ڈہائے گی آگے چلکر وہ تیغ
ابھی سے لہُو میں نہانے لگی

جو نرگس نے دیکھی تری چشمِ مست
حیا کرکے مُنہ کو چھُپانے لگی

یہ تمہید ہے خُونِ عُشّاق کی
حِنا رنگ اپنا جمانے لگی

جو ہو جاؤں عثمانؔ مدینے میں خاک
تو سمجھوں کہ مٹّی ٹھکانے لگی

قیامت نُما زلزلہ

از جناب ابو محمد امام الدین صاحب مُدیر ترجمان بنارس

۱۵ جنوری ۱۹۳۴ء کو سوا دو بجے دن کے وقت ہندوستان میں جو ہمہ گیر زلزلہ آیا اُس نے قیامت کا نمونہ دکھایا، اور صوبہ بہار پر تو گویا واقعی قیامت گذر گئی۔

قیامت اُس وقت واقع ہو گی جب دُنیا فسق و فجور اور شر و فساد سے بھر جائیگی اور اس قسم کے ہولناک اور تباہ کن حوادث بھی اُسی وقت وقوع پذیر ہوتے ہیں جب معصیت و نافرمانی حد سے تجاوز کر جاتی ہے۔ قرآن پاک میں ہے:۔

وما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم ویعفوا عن کثیر ۝ وما انتم بمعجزین فی الارض وما لکم من دون اللہ من ولی ولا نصیر ۝
(پ ۲۵ - س الشوریٰ)

تمہیں جو مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے ہی ہاتھوں کے کئے ہوئے کاموں سے پہنچتی ہے اور تمہارے بہت سے کرتوتوں کو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے۔ اور تم زمین میں پناہ لے کر اسے عاجز نہیں کر سکتے، اور نہ اللہ کے سوا تمہارا کوئی حامی و ناصر ہے۔

سنن الٰہیہ میں سے ایک سنت ہے کہ حد معینہ تک انسان کی شرارت و سرکشی سے درگذر کی جاتی ہے اور اس کو انابت و استغفار کا موقع دیا جاتا ہے، لیکن جب اس کی معصیت و نافرمانی حد سے تجاوز کر جاتی ہے اور وہ غفلت و بے پروائی کو اپنا شعار بنا لیتا ہے تو پھر اُس پر اللہ تعالیٰ کا غضب و غصہ نازل ہوتا ہے۔ اور جب اس کا غضب و غصہ نازل ہو جاتا ہے تو دُنیا کی کوئی طاقت اسے نہیں روک سکتی۔

گذشتہ قوموں پر خدا کے بڑے بڑے عذاب و عتاب نازل ہوئے، قرآن پاک میں بار بار کھول کر ان کے واقعات بیان کئے گئے ہیں اور اعمال بد کے نتائج سے آگاہ کیا گیا ہے لیکن افسوس کہ نادان انسان اپنی شرارت و سرکشی اور غفلت و بے پروائی سے باز نہیں آتا اور اپنے کو قہر الٰہی کا مستوجب بنا لیتا ہے، پھر سنت جاریہ کے مطابق ایک حد معینہ کے بعد خدا کا عتاب نازل ہو جاتا ہے۔

قرآن کریم میں جہاں نافرمان اور سرکش قوموں کے واقعات بیان فرمائے گئے ہیں وہاں سب سے پہلے حضرت نوح علیہ السّلام کی قوم کا واقعہ ذکر فرمایا گیا ہے، حضرت نوح علیہ السّلام زمانہ دراز تک اپنی قوم کو سمجھاتے اور توحید کی دعوت دیتے رہے، لیکن آپ کی قوم راہ راست پر نہ آئی۔ اور برابر کفر و شرک اور معصیت و نافرمانی پر اڑی رہی۔ آخر عاجز آ کر حضرت نوح علیہ السّلام نے بد دعا کی۔ قرآن پاک میں ہے:۔

فدعا ربہ انی مغلوب فانتصر ۝ ففتحنا ابواب السماء بماء منھمر ۝ وفجرنا الارض عیونا فالتقی الماء علی امر قد قدر ۝ وحملنہ علی ذات الواح ودسر ۝ تجری باعیننا جزاء لمن کان کفر ۝ ولقد ترکنھا ایۃ فھل من مدکر ۝ فکیف کان عذابی ونذر ۝
(پ ۲۷ - س القمر)

نوح نے اپنے رب سے دُعا کی کہ میں مغلوب ہوں، میری مدد فرما، پس ہم نے آسمان کے دروازوں کو بکثرت برسنے والے پانی کے ساتھ کھولدیا اور زمین سے چشمے جاری کر دیئے پھر یہ ہوا کہ دونوں پانی امر مجوزہ پر مل گئے اور ہم نے نوح (اور انکے رفقاء مومنین) کو تختوں اور میخوں والی کشتی پر اُٹھا لیا جو ہماری نگرانی میں رواں تھی، یہ عذاب کی کارروائی اس شخص کا بدلہ لینے کے لئے کی گئی جسکی ناقدری کیگئی تھی اور ہم نے اس واقعہ کو عبرت کے واسطے رہنے دیا۔ کیا کوئی نصیحت حاصل کرنیوالا ہے؟ پس میرا عذاب

لوگوں کو اپنے زور اور قوت پر اور جتھے اور جماعت پر بڑا ناز تھا، اسی کے بھروسے پر وہ حضرت نوح کی توہین و دل آزاری کرتے رہتے تھے اور طرح طرح کی تکلیفیں دیا کرتے تھے مگر عذاب الٰہی کے سامنے ان کی ایک بھی نہ چل سکی، وہ تباہ ہو گئے، صرف ان کی داستان عبرت باقی رہ گئی۔

حضرت نوح علیہ السّلام کی قوم کی تباہی کے بعد اللہ تعالیٰ نے قوم عاد کو اپنے انعام و اکرام سے نوازا۔ قوت و توانائی عطا فرمائی، عاد بڑے

قدوقامت کے لوگ تھے۔ لیکن انہوں نے بھی کفرو معصیت کی راہ اختیار کی۔ حضرت ہود علیہ السّلام ان کی ہدایت و رہنمائی کے لئے بھیجے گئے، حضرت ہود علیہ السّلام نے اپنی قوم سے فرمایا:۔

واذکروا اذ جعلکم خلفاء من بعد قوم نوح وزادکم فی الخلق بصطة فاذکروا الاء اللہ لعلکم تفلحون (پ ۸ س الاعراف)

تم اس کو یاد کرو کہ قوم نوح کے بعد اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان کا جانشین بنایا اور تمہارے قدوقامت میں ترقی دی، پس تم خدا کی نعمتوں کو یاد کرو تاکہ فلاح پاؤ۔

افسوس کہ قوم عاد پر حضرت ہود علیہ السّلام کی یہ نصیحت و ہدایت اثرانداز نہ ہوئی، نتیجہ یہ ہوا کہ اس قوم پر بھی خدا کا عذاب آیا۔ قرآن مجید میں ہے

انا ارسلنا علیہم ریحا صرصرا فی یوم نحس مستمر تنزع الناس کانھم اعجاز نخل منقعر ۵ (پ ۲۷ س القمر)

ہم نے ان پر ایک تند ہوا ایک دوامی نحوست کے دن میں بھیجی، وہ لوگوں کو اس طرح اکھاڑ اکھاڑ کر پھینکتی تھی گویا وہ اکھڑی ہوئی کھجوروں کے تنے ہیں۔

عاد کے بعد ثمود کا ذکر آتا ہے، اس قوم کو بھی اللہ تعالیٰ نے خوب سرسبز کیا۔ لیکن اس نے بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و انعام کا شکر ادا نہ کیا۔ اس کے سامنے قوم نوح اور قوم ہود کی مثالیں موجود تھیں۔ مگر اس نے ان مثالوں سے سبق نہ لیا اور اس نے بھی وہی تباہ کن روش اختیار کی جس پر چل کر اس سے قبل دونوں قومیں تباہ و برباد ہو چکی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ثمود کی ہدایت کے لئے حضرت صالح علیہ السّلام کو بھیجا تھا۔ خدا کے اس مقدس بندے نے ثمود کو نصیحت بھی فرمائی:۔

واذکروا اذ جعلکم خلفاء من بعد عاد و بوأکم فی الارض تتخذون من سھولھا قصورا وتنحتون الجبال بیوتا۔ فاذکروا الاء اللہ ولا تعثوا فی الارض مفسدین (پ ۸ س الاعراف)

اور تم اس کو یاد کرو کہ عاد کے بعد خدا نے تم کو اس کا جانشین بنایا اور تمہیں زمین پر ٹھکانا دیا۔ تم نرم زمین پر محل اور پہاڑوں کو تراش کر مکان بناتے ہو۔ لہٰذا تم خدا کی ان نعمتوں کو یاد کرو اور زمین پر فساد پھیلاتے نہ پھرو۔

حضرت صالح علیہ السّلام کی تمام تلقین و ہدایت بے نتیجہ ثابت ہوئی۔ قوم کسی طرح راہ راست پر نہ آئی، آخر اس پر بھی خدا کا عذاب آگیا۔

واخذ الذین ظلموا الصیحة فاصبحوا فی دیارھم جاثمین ۵ کان لم یغنوا فیھا۔ الا ان ثمود اکفروا ربھم الا بعدا لثمود ۵ (پ ۱۲ س ہود)

اور ان ظالموں کو ایک نعرہ نے آدبایا، جس سے وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے جیسے ان گھروں میں بسے ہی نہ تھے، آگاہ ہو کہ ثمود نے اپنے پروردگار سے کفر کیا، آگاہ ہو کہ ثمود کے لئے خدا کی رحمت سے دوری ہے۔

اتنی بڑی ترقی یافتہ قوم، لیکن ایک چیخ سے تباہ و برباد ہو گئی، اس کے قصور و ایوان، محل و قلعے کچھ کام نہ آئے اور ایسی ملیا میٹ ہوئی کہ گویا اس کا وجود ہی نہ تھا۔

یہی حال لوط علیہ السّلام کی قوم کا ہوا۔ ان بدبختوں نے مردوں کو اپنی خواہش نفسانی کی تکمیل کا ذریعہ بنا لیا تھا حضرت لوط علیہ السّلام نے اپنی قوم سے فرمایا:۔

اتاتون الفاحشة ما سبقکم بھا من احد من العلمین ۵ انکم لتاتون الرجال شھوة من دون النساء بل انتم قوم مسرفون (پ ۸ س الاعراف)

تم وہ فحش کام کرتے ہو جو تم سے پہلے دنیا جہان والوں میں سے کسی نے نہیں کیا۔ تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے ساتھ شہوت رانی کرتے ہو، بلکہ حق یہ ہے کہ تم حد (انسانیت ہی) سے گذر گئے ہو۔

ان بدنصیبوں نے حضرت لوط علیہ السّلام کی نصیحت قبول نہ کی اور آپس میں مشورہ کیا کہ لوط اور ان کے ماننے والوں کو شہر سے نکال دو، یہ لوگ بہت پاکباز بنتے ہیں۔

بالآخر ان لوگوں کو بھی شرارت و سرکشی کا وبال بھگتنا پڑا، ان پر بھی قہر الٰہی اُترا، حضرت لوط علیہ السّلام کی بیوی بھی کافرہ تھی، وہ بھی کافروں کے ساتھ مبتلائے عذاب ہوئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

فانجینٰہ واھلہ الا امرتہ کانت من الغٰبرین ۵ وامطرنا علیہم فانظر کیف کان عاقبة المجرمین (پ ۸ س الاعراف)

ہم نے لوط اور ان کے متعلقین کو بچا لیا، الّا انکی بیوی کو (جو اپنے کفر کے باعث) اہل عذاب ہی میں رہی اور ہم نے ان پر (پتھروں کی) سخت بارش کی، پس دیکھ کہ مجرموں کا کیسا انجام ہوا۔

حضرت لوط علیہ السّلام کی قوم کے بعد اہل مدین تھے جنہوں نے اپنی بداعتقادیوں اور بدکرداریوں سے اپنے کو خدا کے قہر و غضب کا مستوجب بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السّلام کو مبعوث فرما کر انہیں ہدایت کرائی مگر انہوں نے ہدایت قبول نہ کی ۔ قرآن مجید میں مفصّل تذکرہ موجود ہے ۔ حضرت شعیب علیہ السّلام نے نہایت ہمدردی سے فرمایا ۔ میری قوم کے لوگو! ایک خدا کی پرستش کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ۔ اور ناپ تول میں کمی نہ کیا کرو ۔ مَیں دیکھتا ہوں کہ تمہاری کاروباری اور مالی حالت بہت اچھی ہے ۔ مَیں تمہاری اس بداعتقادی و بددیانتی سے ڈر رہا ہوں کہ تم پر ایک روز خدا کا زبردست عذاب نہ آجائے ۔ اے میرے اہل قوم! مَیں تمہیں پھر یہی کہتا ہوں کہ ناپ، اور تول کو درست کرو اور چیزوں کے لین دین میں گڑبڑ نہ کیا کرو اور مفسدین کو شر و فساد کا گھر نہ بناؤ، حلال طور پر خدا تمہیں جو کچھ دے وہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تمہیں خدا پر یقین ہو، اور نہیں تو مَیں تمہارا کچھ نگران تو ہوں نہیں ۔

حضرت شعیب علیہ السّلام نے کس محبّت و دلسوزی سے نصیحت فرمائی ۔ لیکن قوم نے اس کا جواب یہ دیا ۔ شعیب! تمہارا خود ساختہ تقدّس تم سے یہ کہلا رہا ہے کہ جس کی ہمارے آبا و اجداد پرستش کرتے تھے ہم اسے چھوڑ دیں اور اپنے مالوں میں حسب منشا تصرف نہ کریں؟ اخاہ! آپ تو بڑے عقلمند اور دیندار معلوم ہوتے ہیں ۔

حضرت شعیب علیہ السّلام نے فرمایا ۔ اب تم چاہے جو کہو، مگر جب مَیں خدا کی طرف سے ہدایت پر مامور کیا گیا ہوں اور خدا نے مجھے منصب نبوت سے سرفراز فرمایا ہے تو میرا فرض ہے کہ مَیں ہدایت کروں ۔ مَیں جو کچھ کہتا ہوں اس سے تمہاری ہدایت کے سوا میری کوئی غرض نہیں ۔ مَیں یہ تو چاہتا نہیں کہ تمہارے کاروبار پر خود قبضہ کر لوں ۔ بہرحال مَیں اپنی استطاعت کے مطابق تمہیں سمجھاؤں گا مَیں جو کچھ کر رہا ہوں، اسی پر میرا توکل ہے اور وہی میرا مرجع ہے، اور میری قوم کے لوگو! میرے ساتھ تمہاری عداوت تمہارے لئے اسی قسم کا عذاب نہ بن جائے جو قوم نوح یا قوم ہود یا قوم صالح پر آیا تھا، اور دیکھو، قوم لوط تو تم سے کچھ دُور بھی نہیں، اس کا انجام تو تمہیں بخوبی معلوم ہے، اس لئے تم اپنے پروردگار سے اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرو اور اُسکی جانب متوجہ ہو جاؤ، وہ نہایت مہربان اور محبتی ہے ۔

حضرت شعیب کی قوم نے جواب دیا ۔ شعیب! تمہاری بہت سی باتیں تو ہماری سمجھ ہی میں نہیں آتیں، اور ہم دیکھ رہے ہیں تم ہم میں بالکل کمزور ہو ۔ اگر ہمیں تمہارے خاندان کا لحاظ نہ ہوتا تو ہم تمہیں سنگسار کر دیتے اور تم ہمارا کچھ نہ بنا سکتے ۔

حضرت شعیب نے فرمایا ۔ لوگو! کیا تمہارے نزدیک خدا سے میرے خاندان کی عزّت زیادہ ہے جو تم نے خدا کے لحاظ کو پس پُشت ڈال دیا؟ خیر جو کچھ تم کر رہے ہو خدا خوب دیکھ رہا ہے ۔ جو کچھ تم کر رہے ہو اپنی جگہ پر کرو اور مَیں جو کچھ کر رہا ہوں اپنی جگہ کر رہا ہوں ۔ اب تم کو جلد ہی معلوم ہو جائیگا کہ کس پر خدا کا عذاب آتا ہے اور کون جھوٹا ہے ۔

جیسا کہ حضرت شعیب نے فرمایا تھا آپ کی نافرمان قوم پر خدا کا عذاب آگیا ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :۔

ولما جاء امرنا نجینا شعیبا والذین اٰمنوا معه برحمة منا واخذت الذین ظلموا الصیحة فاصبحوا فی دیارھم جاثمین کان لم یغنوا فیھا الا بعدا لمدین کما بعدت ثمود ۔ (پ ۱۲ ۔ س ہود)

اور جب ہمارا عذاب نازل ہوا تو ہم نے شعیب کو اور انکے ساتھی ایمان والوں کو اپنی مہربانی سے بچالیا اور ان ظالموں کو اس سخت آواز نے آدبایا جس سے وہ اپنے گھروں کے اندر اوندھے مُنہ گر پڑے (اور اس طرح تباہ و برباد ہوگئے) گویا وہ وہاں بسے ہی نہ تھے، آگاہ ہو جاؤ کہ ثمود کی طرح اہل مدین بھی خدا کی رحمت سے دُور ہوگئے ۔

فرعون اور اس کی تباہی کا واقعہ مشہور ہے ۔ ان واقعات کو بیان فرما کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :۔

ذٰلك من انباء القریٰ نقصه علیك منھا قائم وحصید وما ظلمنٰھم ولٰکن ظلموا انفسھم فما اغنت عنھم اٰلھتھم التی یدعون من دون اللہ من شیء لما جاء امر ربك وما زادوھم غیر تتبیب ۔ (پ ۱۲ ۔ س ہود)

یہ ان (غارت شدہ) بستیوں کے حالات ہیں جن کو ہم آپ سے بیان کرتے ہیں، ان میں سے بعض اب بھی قائم ہیں اور بعض بالکل ختم ہوگئیں، ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا، بلکہ انہیں نے اپنے اوپر ظلم کیا ۔ پھر جب آپ کے خدا کا عذاب آپہنچا تو خدا کو چھوڑ کر وہ جن کو پکارا کرتے تھے انہوں نے ان کو کچھ کفایت نہیں کی، بلکہ ان کو اور زیادہ نقصان پہنچایا ۔

ان سچے واقعات اور ربانی تصریحات کے باوجود انسان متنبہ نہیں ہوتا - وہی فسق و فجور، وہی سرکشی و نافرمانی، وہی ضد و انکار، وہی کفر و شرک، وہی دولت و حکومت پر غرور، وہی عقل و حکمت پر ناز، وہی ہداۃ و ناصحین سے تمسخر و استہزاء، وہی الحاد و بے دینی، ... سب باتیں وہی تھیں تو انجام بھی وہی ہونا تھا چنانچہ ۱۵ جنوری ۱۹۳۴ء کو جو زلزلہ آیا اس نے ان تمام گذشتہ واقعات کو عملی صورت میں پیش نظر کر دیا - صوبہ بہار میں جاؤ، مظفر پور، مونگیر، دربھنگہ، موتیہاری، سیتامڑھی وغیرہ کو دیکھو، جو لوگ زندہ بچ گئے ہوں اُن کے حالات و مشاہدات سنو، اور عبرت کے آنسو روؤ، رُوح لرز جائیگی، جگر پاش پاش ہو جائیگا آنکھیں لہو برسانے لگیں گی - آج اخبار کا نمائندہ مونگیر کے چشم دید حالات میں لکھتا ہے :-

"کوئی ڈیڑھ دو سو سال تک رفتہ رفتہ کسی خلل کے بغیر تجارت و کاروبار وغیرہ میں ترقی کرتا جانے والا شہر پانچ منٹ کے اندر اپنے بارہ ہزار افراد اور کروڑوں کی دولت و ثروت کو کھو کر گورستان بن گیا - (کان لم یغنوا فیھا)

لوگ معمول کے مطابق اپنے مشاغل میں مصروف تھے کہ دو بجکر سولہ منٹ پر معمولی طور پر زلزلہ محسوس ہوا اور ساتھ ہی بڑے زور سے گڑگڑاہٹ کی آواز آئی پھر ایک منٹ کے بعد ایک سخت جھٹکا لگا اور زور سے زمین حرکت کرنے لگی، اور لگیں عمارتیں درختوں کی شاخوں کی طرح جھومنے اور زمین پر گرنے، یہ حالت دو منٹ تک رہی اور اتنے ہی میں سب کچھ ہو گیا - اس قلیل عرصے میں نہ لوگ مکان سے نکل سکے، نہ دکان اور سڑک سے بھاگ سکے - چھوٹے بڑے، عورت مرد، بچے بوڑھے، بیل، گھوڑے، کتے، پالتو پرند، جو جہاں تھے وہیں رہ گئے، اور تمام عمارتیں گر کر ڈھیر ہو گئیں، توپ خانہ بازار سے پرانی گنج تک اور پورب سرائے چوک سے کورٹ تک نیز مادھوپور سے مغل بازار تک جہاں بڑی بڑی عمارتیں اور گھنی آبادیاں تھیں اینٹ پتھر کا پہاڑ بن گئیں -

توپ خانے سے بڑے بازار اور پورب سرائے چوک سے قلعہ تک کا یہ حصہ تقریباً دو میل مربع اور مادھوپور سے مغل بازار تک کوئی ایک میل مربع ہوگا، ان دونوں مقامات کی آبادی ۲۶ ہزار کے قریب تھی - اس کے علاوہ شہر سے چار میل تک کی آبادیاں تباہ و برباد ہو چکی ہیں، گھر کا گھر، دکان کی دکان، ادارے کا ادارہ آدمیوں سے خالی ہو چکا ہے - ملک کے دوسرے حصوں میں لگے ہوئے سرمایوں کا دیکھنے والا کوئی نہیں، کتنے خاندانوں میں صرف ایک ایک آدمی باقی بچ گئے ہیں، کسی خاندان میں ایک عورت بچ گئی ہے تو کسی خاندان میں عورتوں بچوں کا بالکل خاتمہ ہو گیا ہے، صرف ایک مرد باقی ہے، کسی خاندان میں ایک بچہ زندہ بچا ہے تو کسی میں ایک بوڑھا، ایسے بکثرت خاندان ہیں جو اپنے بھرے پُرے گھر کی تباہی پر زندگی بھر رونے کیلئے باقی رہ گئے ہیں -

ذیل کی سطریں پڑھو اور عبرت حاصل کرو :-

جس وقت رضا کار تباہ شدہ مکانوں کے ٹیلوں پر گشت کرتے تھے آواز آتی تھی کہ "زندہ ہوں نکالو" رضا کار ان مقاموں کو صاف کرا کے لوگوں کو نکالتے تھے - کچھ مقامات سے آواز سنائی دیتی تھی لیکن آدمی کا پتہ نہ چلتا تھا، ایک دو روز کے بعد آواز بند ہو جاتی تھی تو خیال کیا جاتا تھا کہ پکارنے والا مر گیا، کچھ لوگ یوں بھی زمین کھودتے ہوئے زندہ نکل آئے تھے، اس طرح چار روز تک دو درجن آدمی زندہ نکلے -

ذیل کے واقعات پڑھو دل خون بن کر آنکھوں سے بہ جانے کے لئے بیقرار ہو جائیگا :-

ایک مکان میں ایک مری ہوئی عورت ملی، وہ اپنی دونوں بغلوں میں دو بچوں کو چپکائے ہوئے تھی، ایک عورت پیٹ کے بل پڑی ہوئی ملی اور اس کے نیچے ایک بچہ تھا، چوک میں دو میونسپل سکولوں میں مدرسین اور طلبا مرے ہوئے ملے، ایک سکول میں طلباء اور مدرسین اپنی اپنی جگہ ہی پر مرے پڑے تھے، دوسرے میں صرف طلباء تھے، تقریباً بیس بیس لڑکے دونوں میں تھے - ایک اسلامی مکتب تھا وہاں سب لڑکے اپنی اپنی کتابوں پر منہ کے بل مرے پڑے تھے اور مولوی صاحب کی بھی یہی حالت تھی - ایک عورت زندہ نکلی مگر اپنے بچے کو دوسرے کے سپرد کر کے مر گئی -

یہاں کتنے مکان ایسے ہیں جنہیں اپنا کہنے والا کوئی نہیں، کتنے کھنڈروں کو خالی خاندان عورتیں صاف کراتی نظر آتی ہیں، یہاں کے مناظر کو دیکھکر سنگدل سے سنگدل انسان کا دل بھی پانی ہو جاتا ہے اور ضابطہ سے ضابطہ آدمی بے اختیار اشکوں کی بارش کرنے لگتا ہے"

ایک طرف تو قدرت نے اپنی قوت قاہرہ کا یہ مظاہرہ کیا کہ انسان اس کے تصور سے لرزہ براندام ہوجاتا ہے، اور دوسری جانب اپنی رافت وربوبیت کے وہ کرشمے دکھائے کہ انسان کی عقل حیران رہ جاتی ہے۔ "آج" کا نمائندہ لکھتا ہے :—

"دھرم نارائن یا بونیزان کے خاندان کے تمام آدمی مرگئے مگران کا چھ سال کا بچہ عجیب طریقے سے بچ گیا۔ جس وقت وہ اپنے عظیم الشان مکان کے ایک کمرے میں تھا زلزلے کے باعث اس کے سامنے برامدے کی دیوار او پائے گرے، وہ کمرے سے نکل کر گری ہوئی جگہ پر چلا گیا، اتنے میں وہ کمرہ گر پڑا، پھر وہ پہلی جگہ پر چلا گیا، اتنے میں مکان کی دوسری دیوار اس جگہ پر گری جہاں وہ کمرے سے بھاگ کر گیا تھا، اس کے بعد وہ پھر بھاگ کر وہیں چلا گیا اور کمرے کے ڈھیر پر مکان کی دوسری دیوار گری۔ اس طرح گویا موت بچے کا پیچھا کرتی رہی، اور وہ موت کو کھیل سمجھ کر یہاں سے وہاں بھاگتا پھرتا رہا"

اسی طرح ایک ڈھیر کے نیچے سے ایک بوڑھیا نکالی گئی، لوگوں نے اُسے ہسپتال بھیجنا چاہا مگر اُس نے پانی مانگا اور پانی پی کر اچھی خاصی چلی گئی۔ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ۔

موتیہاری منظفرپور وغیرہ میں زلزلہ نے طوفان نوح کا نقشہ پیش کردیا۔ زمین جابجا سے شق ہوگئی اور پانی کے چشمے پھوٹ نکلے۔ ایک نامہ نگار لکھتا ہے :—

"موتیہاری میں سڑکوں میں جو درازیں پڑگئی ہیں وہ تین تین فٹ تک چوڑی ہیں، ایک فٹ سے تو کم چوڑی کوئی نہیں ہے بعض بعض جگہ سڑکوں پر ایسی متعدد درازیں پڑگئی ہیں جن سے سڑک کی دھجیاں اُڑ گئی ہیں، ان سڑکوں سے پانی نکلنے کے باعث زیادہ نقصان ہوا ہے، سڑکیں اور مکانوں کے فرش ریت سے پٹ گئے"

ایک اور نامہ نگار لکھتا ہے :—

"پورا ضلع پانچ فٹ پانی کے اندر چلا گیا ہے، پٹنے سے جو ہوائی جہاز روانہ کیا گیا تھا وہ تمام پانی پانی ہونیکی وجہ سے نیچے نہ اُتر سکا"

یہی حال منظفرپور کا ہوا۔ ایک اور نامہ نگار لکھتا ہے :—

"وہاں گندھک اور پانی کے چشمے پھوٹ پڑے ہیں، کتنی سڑکیں ندیاں بن گئیں"

بنارس کے مشہور لیڈر شری پرکاش صاحب نے لکھا ہے :—

"ہولناک تباہی کے مناظر دیکھ کر میرے اوسان جلتے رہے ہیں معلوم ہوتا ہے جیسے شہر پر گولہ باری ہوئی ہے۔ تمام مکانات اور بازار برباد ہوگئے ہیں۔ لوگوں کی مصیبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ ان کی آنکھوں میں آنسو بھی خشک ہوگئے ہیں"۔

پٹنے میں بھی جابجا زمین شق ہوگئی ہے اور اس سے کالے رنگ کا پانی، کیچڑ اور ریت نکلی، عدالت گنج اور ہائیکورٹ کے درمیان اتنا کیچڑ پانی نکلا کہ ایک خشک تالاب بھر گیا۔

سیتامڑھی اور منظفرپور کے درمیان کی سڑک جابجا چھ فٹ سے آٹھ فٹ تک دھنس گئی ہے اور پورا سب ڈویژن ریت کا سمندر بن گیا ہے، پینے کے پانی کا مسئلہ سب سے زیادہ اہم ہو رہا ہے۔

دربھنگہ کو بھی زلزلے سے بہت نقصان پہنچا، کئی محلے بالکل تباہ ہوگئے۔ مہاراجہ اور گورنمنٹ کی متعدد عمارتیں منہدم ہوگئیں، ایک ہسپتال گر پڑا جس میں دب کر ۲۵ مریض مرگئے، دربھنگے میں بھی پانی کا عذاب آیا۔ ایک نامہ نگار نے لکھا ہے۔

"زلزلے سے جابجا زمین پھٹ گئی اور پانی نکل آیا جس سے شہر میں سیلاب ہوگیا۔ یہ سیلاب چوبیس گھنٹے تک قائم رہا"۔

ایک یورپین خاتون نے اپنے گردوپیش اور اپنی حالت کا اس طرح نقشہ کھینچا ہے :—

"ہم لوگ بہت تکلیف دہ زندگی بسر کررہے ہیں، ہم لوگوں کے پاس نہ سگریٹ ہے نہ پیٹرول، نہ مٹی کا تیل، نہ چائے کا سامان، نہ شراب، نہ اچھا پانی۔ ہم کھلے میدان میں سوتے ہیں اور سر شام ہی بستر ٹیک لیتے ہیں کہ ہمارے پاس روشنی کا سامان مفقود ہے، اور طلوع آفتاب اُٹھتے ہیں، ہمیں باہر کا کچھ حال معلوم نہیں، نہ صرف اس لئے کہ ریل نہیں ہے بلکہ

گاڑی کے لئے پٹرول اور خبر کے لئے تار بھی نہیں ہے۔ یہ حالت ہے اور زلزلے کو پانچ روز گذر چکے ہیں۔ ہم نے سامان کیلئے آدمی کو شہر میں بھیجا تو تمام شہر تباہ و برباد ہو چکا تھا۔ وہاں کوئی آدمی نہ تھا، مردوں کے سوا جتنے زندہ آدمی تھے شہر چھوڑ کر بھاگ گئے تھے، دُوسرے مقام کے لوگ خود اپنی حالت میں مُبتلا ہیں اس لئے یہاں نہیں، لوگ خالی زمین پر ہاتھ کو سروں اور کانوں پر رکھ کر سوتے ہیں"۔

نیپال پر بھی زلزلے کا تباہ کن اثر ہوا متعدد تاریخی عمارتیں برباد ہو گئیں۔ جانوں کا بھی بہت نقصان ہوا، خبر ہے کہ شاہی محل کا ایک حصہ گر گیا جس میں دو شہزادیاں اور پانچ چھ خدمتگار عورتیں دب کر مر گئیں، وزیر اعظم کی پوتی کے مرنے کی بھی خبر ہے۔ میجر جنرل شمشیر سنگھ کا مکان بھی گر پڑا، اس کے نیچے سے ان کی بیوی تو زندہ نکال لی گئی مگر بچے سلامت نہ نکل سکے، تاریخی عمارتوں کے برباد ہونے کا لوگوں کو بہت افسوس ہے۔

یہ ہے زلزلے کی مختصر کیفیت، چین سے بھی ہولناک زلزلوں کی خبریں آئی ہیں۔ خدا کے عذاب و عتاب سے کوئی نہیں بچ سکتا۔ حاکم نہ محکوم، قوی نہ ضعیف، امیر نہ مفلس، کوئی نہیں۔ قرآن کریم شاہد ہے کہ یہ جو کچھ ہو رہا ہے انسان کی کرتوتوں کا نتیجہ ہے۔ جوں جوں انسان کا فسق و فجور اور کفر و الحاد ترقی کرتا جائیگا زلزلے کی کثرت ہوتی جائے گی یہاں تک کہ قیامت آجائیگی اور قیامت خود ایک زلزلہ ہے یا ایک زلزلے کے ذریعہ قیامت واقع ہوگی۔ قرآن پاک کی تصریحات دیکھو:۔

(۱) یا ایہا الناس اتقوا ربکم ان زلزلۃ الساعۃ شیئٌ عظیم۔ (پ ۱۷۔ س الحج)

اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو، بے شک زلزلہ قیامت ایک عظیم شے ہے۔

(۲) اذا وقعت الواقعۃ لیس لوقعتہا کاذبۃ خافضۃ رافعۃ اذا رجت الارض رجا و بست الجبال بسا فکانت ہباء منبثا (پ ۲۷۔ س الواقعہ)

جب قیامت واقع ہوگی جس کے واقع ہونے میں کوئی جھوٹ نہیں، جو پست و بلند کرنے والی ہوگی، جبکہ زمین کو سخت زلزلہ آئیگا اور پہاڑ بالکل ریزہ ریزہ ہو جائیں گے پھر پراگندہ غبار کی طرح اُڑ جائیں گے۔

(۳) اذا زلزلت الارض زلزالہا و قال الانسان مالہا (پ ۳۰۔ س الزلزال)

جب زمین اپنی سخت جنبش سے ہلائی جائیگی، اور زمین اپنے بوجھ باہر نکال پھینکے گی اور اس حالت کو دیکھکر انسان کہے گا کہ زمین کو کیا ہو گیا۔

حدیث شریف میں مخبر صادق و مصدّق حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بھی خبر دی ہے کہ قرب قیامت میں زلزلوں کی کثرت ہو جائیگی، قرب قیامت کے بہت سے آثار ظاہر ہو چکے ہیں اب یہ علامت بھی پوری ہو رہی ہے۔ ایک حدیث شریف میں ہے:۔

یا ابن حوالہ اذا رایت الخلافۃ قد نزلت الارض المقدسۃ فقد دنت الزلازل والبلایا والامور العظام والساعۃ یومئذ اقرب الی الناس من یدی ہذہ من راسک۔ (نسائی کتاب الفتن)

حضور صلعم نے راوی حدیث ابن حوالہ سے فرمایا کہ جب تم دیکھو کہ مستقر خلافت مدینہ منورہ کی بجائے شام ہو گیا تو سمجھ لو کہ زلزلے، بلائیں اور بڑے بڑے واقعات عظیمہ کا ظہور قریب آگیا۔ اور اس وقت لوگوں سے قیامت اس قدر زیادہ قریب ہوگی جس قدر میرا یہ ہاتھ تمہارے سر سے قریب ہے۔

اور ایک اور حدیث شریف میں جو حضرت رافع بن خدیج سے مروی ہے قیامت کی اور علامتوں کو بیان فرما کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

ثم یبعث اللہ طاعونا فیفنی عامتہم ثم یکون الخسف فما اقل من ینجو منہم۔ (نسائی۔ بقدر حاجت)

پھر اللہ تعالیٰ طاعون بھیجے گا، جس میں عام لوگ فنا ہو جائیں گے، پھر (زلزلے کے ساتھ) زمین دھنس جائیگی، اس سے بہت کم لوگ بچیں گے۔ (جو قرآن و خدا پر صحیح عقیدہ رکھتے ہونگے)

جب یہ بات مسلم ہے کہ حوادث و مصائب انسانی بداعمالیوں اور بدکرداریوں کے باعث وقوع پذیر ہوتے ہیں تو اب سوال یہ ہے کہ

ایسی حالت میں کرنا کیا چاہئے؟ حضرت ہود علیہ السّلام اپنی قوم کو تعلیم فرماتے ہیں:۔

یٰقوم استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ (پ ۱۲۔ س ہود)

اے میری قوم کے لوگو! اپنے پروردگار سے معافی چاہو اور پھر اسی کی جانب متوجہ رہو۔

یہی تعلیم حضرت صالح علیہ السّلام نے بھی اپنی قوم کو دی:۔

فاستغفروہ ثم توبوا الیہ ان ربی قریب مجیب (پ ۱۲۔ س ہود)

اسی سے مغفرت چاہو اور اسی کی جانب رجوع رہو۔ بیشک میرا رب (مغفرت خواہ سے) قریب اور قبول کرنے والا ہے۔

یہی تعلیم حضرت نوح علیہ السّلام نے بھی اپنی قوم کو دی تھی، ان کا مقولہ قرآن پاک میں اس طرح ہے:۔

فقلت استغفروا ربکم انہ کان غفارا (پ ۲۹۔ س نوح)

مَیں نے اپنی قوم سے کہا کہ اپنے پروردگار سے مغفرت چاہو وہ بڑا بخشنے والا ہے۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا عام اعلان موجود ہے:۔

قل یٰعبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ۔ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ھو الغفور الرحیم۔ (پ ۲۴۔ س الزمر)

(اے رسول!) آپ کہدیجے کہ اے میرے بندو جنہوں نے اپنے اوپر زیادتیاں کی ہیں خدا کی رحمت سے نا اُمید نہ ہو، بیشک اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف فرمادے گا۔ اور بے شبہ وہ نہایت بخشنے والا مہربان ہے۔

حدیث شریف میں ایک اور ہدایت بھی آئی ہے۔ علامات قیامت میں ایک حدیث ہے جو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس میں ایسے ہی ایک زلزلے اور چنگھاڑ کے موقع کے لئے ہدایت فرمائی گئی ہے:۔

فاذا صلیتم الفجر من یوم الجمعۃ فی نصف من رمضان فادخلوا بیوتکم واغلقوا ابوابکم وسدوا کواکم ودثروا انفسکم وسدوا اذانکم فاذا احسستم بالصیحۃ فخروا للہ سجدا وقولوا سبحان القدوس سبحان القدوس ربنا القدوس فانہ من فعل ذٰلک نجا ومن لم یفعل ھلک۔ (نسائی۔ کتاب الفتن)

نصف رمضان کے جمعہ کی نماز فجر ادا کر چکو تو اپنے گھروں میں داخل ہو کر اپنے دروازے بند کر لو، اپنے اوپر کپڑے اوڑھ لو اور اپنے کان بند کر لو، اور جب تمہیں چیخ محسوس ہو تو خدا کے سامنے سجدے میں گر پڑو اور کہو کہ "سُبحان القدوس" "سُبحان القدوس" "ربنا القدوس" پس جو شخص ایسا کریگا وہ تو نجات پائے گا اور جو ایسا نہ کرے گا وہ ہلاک ہو جائیگا۔

پندرہ جنوری ۱۹۳۴ء کو جو زلزلہ آیا تھا اُس میں بھی ہولناک آواز تھی۔ اس مضمون کی دُوسری حدیث میں اس زلزلہ کے جو اثرات مذکور ہیں وہ بھی اس زلزلہ کے وقت ظہور میں آئے۔ مہینہ بھی رمضان کا تھا۔ کسے خبر ہے کہ آئندہ رمضان میں خدانخواستہ وہ زلزلہ بھی آجائے جس کی اس حدیث میں خبر دی گئی ہے اس لئے تقویٰ و پرہیزگاری کی زندگی اختیار کرنی چاہئے اور استغفار و انابت کو شعار بنالینا چاہئے تاکہ ایسے حوادث کے مواقع پر اللہ تعالیٰ اپنا رحم و کرم فرمائے۔

اللہ تعالیٰ کا رحم و کرم حاصل کرنے کے لئے اپنی بداعمالیوں پر پشیمان ہونے اور اللہ تعالیٰ کی جناب میں خشوع و خضوع کے ساتھ استغفار کرنے کے علاوہ ایک بڑا اور مؤثر عمل یہ ہے کہ بہار کے مصیبت زدوں کی خدمت و اعانت کی جائے۔ ان پر جو گذری اور گذر رہی ہے اس کو تو وہی جان سکتے ہیں اور ان کے مصائب کا کسی قدر اندازہ اُن کو ہو سکتا ہے جنہوں نے ان کی تباہی و بربادی کا مشاہدہ کیا۔ مگر آپ بھی ان کے آلام و مصائب کا تصوّر کیجئے۔ جس خاندان میں عورت و مرد، بوڑھے بچّے سب موجود تھے، جس کی سینکڑوں اور ہزاروں روپئے کی حیثیت تھی۔ جو لکھ پتی تھا۔ اس کا سب کچھ غارت ہو گیا، خاندان بھر تباہ ہو گیا، صرف ایک عورت بچ گئی ہے، جس کا نہ کوئی والی ہے نہ وارث، جس کے نہ رہنے کا ٹھکانا ہے نہ کھانے کپڑے کا ذریعہ، اُس کے جذبات

واحساسات کا اندازہ کیجئے، وہ مرنے والوں کو روئے یا اپنے کو؟ وہ اپنی زندگی کس طرح گذارے؟ جب بھرا پورا خاندان یاد آئے تو کس طرح صبر کرے؟ اسی طرح کا ایک خاندان تھا جس میں ایک بوڑھا بچ گیا ہے۔ اس کے جوان جوان اور کڑیل کڑیل بیٹے موت کا شکار ہو گئے۔ خوبصورت خوبصورت اور پیاری پیاری بہو بیٹیاں پیوند زمین ہو گئیں، پھول کی طرح پیارے پیارے پوتے پوتیاں مٹی میں مل گئیں، کہئے وہ اپنی زندگی کے دن کیوں کر پورے کرے؟ ایک ایسے خاندان کا تصور کیجئے جس میں ایک کمسن بچے کے سوا کوئی باقی نہ رہا، ماں باپ، بھائی بہن، کوئی اس کا سرپرست اور محافظ نہیں، اس کے معصوم اور نازک دل پر کیا گذرتی ہوگی؟ وہ دُنیا میں کس کا ہو کر رہے گا؟ پھر ذرا اس حالت کا بھی تصوّر کرو، گلیوں اور مکانوں میں لاشیں بھری پڑی ہیں، انہیں عزیزوں، چاہتیوں اور سرپرستوں کی لاشیں، ان کی آنکھوں کے سامنے کھود کھود کر نکالی جا رہی ہیں، جسم سلامت ہے تو سر ندارد، اوپر کا حصہ جسم سالم ہے تو نیچے کا حصہ چور چور، بدبو سے دماغ پھٹا جا رہا ہے، آنکھوں کو دیکھنے کا یارا نہیں، غور کرو کیسی دردناک حالت ہے۔ یہ ساری قیامت گذر جانے پر اب ان کی جو حالت ہے اس کو بھی تصوّر میں لائیے۔ کڑاکے کی سردی پڑ رہی ہے، ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے، بستر ہے نہ اوڑھنا، آسمان کی چھت ہے اور زمین کا فرش، رات کا وقت ہے، اندھیرا گھپ ہے۔ اوپر سے لگی بارش ہونے، لگا ئیے اس مصیبت کا اندازہ، کچھ اس کی انتہا ہے؟ یہ محض تصوّر ہی نہیں ہے، آجکل عموماً بارش ہوتی ہے، مظفر پور کی تازہ خبر ہے کہ وہاں بارش ہوگئی ہے، اِس لئے لوگوں کے مصائب میں گوناگوں اضافہ ہوگیا ہے، پس آج ان لوگوں کی امداد سے زیادہ خدا کی رحمت کو جوش میں لانے والا اور کون سا عمل خیر ہو سکتا ہے؟

یہ صحیح ہے کہ جس وقت یہ مضمون قارئین کرام کے پیش نظر ہوگا زلزلے کو دو مہینے سے زیادہ کا عرصہ گذر چکا ہوگا، لیکن یاد رہے کہ مصیبت زدگان بہار کے لئے یہ عرصہ کچھ حقیقت نہیں رکھتا، بلکہ اس وقت ان کے سروں پر مصیبتوں کا پہاڑ موجود ہوگا مگر ان کی خدمت اور اعانت کرنے والوں کے عزائم اور حوصلے جواب دے رہے ہونگے، اس لئے ان کی خدمت و اعانت اور بھی ضروری اور قیمتی ہوگی۔ چندہ کی ساری رقوم بنام امیر جماعت شرعیہ صوبہ بہار بمقام بہار ضلع پٹنہ بھیجی جاوے۔

ان کا سبھی کچھ تو برباد ہو چکا ہے، نہ ان کے پاس مکانات ہیں، نہ مسجدیں ہیں، نہ مدرسے ہیں، ریت بھر جانے سے ان کے کنوئیں تک خراب ہو گئے ہیں، ان کے کھیتوں پر فٹوں ریت چڑھی ہوئی ہے، زمینیں کاشت کے قابل نہیں رہیں، نہ انکی کھیتیاں سلامت ہیں نہ بازار، نہ محنت مزدوری کرنے والے، کون جانے کتنی بیوائیں ہیں، کتنے یتیم ہیں اور کتنے بے دست وپا بوڑھے۔

مونگیر کے متعلق ایک شخص نے لکھا ہے کہ زیادہ نقصان ماڑواڑیوں اور مسلمانوں کا ہوا ہے۔ ماڑواڑی قوم دولتمند ہے اور کلکتہ میں بھری پڑی ہے، مسلمان ہر جگہ غریب ہیں اور بہار میں بھی۔ ہندوستان کے دوسرے صوبوں کے باشندوں پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل رہا۔ اس کا شکریہ یہی ہے کہ وہ اہل بہار کی امداد و اعانت کو جاری رکھیں۔

زاہد شب بیدار

از جناب ماسٹر باسط صاحب بسوانی

دُور ہے لیلائے شب کا، پھر اندھیری رات ہے — عالمِ روشن سراسر پردۂ ظلمات ہے
خامشی چھائی ہوئی ہے چار سُو، کیا بات ہے — جلوہ گر ہر رنگ میں لیکن خدا کی ذات ہے
مست و غافل ایک عالم اِس گھڑی ہے خواب میں
سر جھکائے بیٹھا ہے زاہد مگر محراب میں

کام ہے اس کو فقط تسبیح سے تہلیل سے — اور عالمِ باطنی کی بے بہا تحصیل سے
قلب لذت آشنا ہے نفس کی تکمیل سے — دِل منوّر ہو رہا ہے عشق کی قندیل سے
بادۂ توحید سے سرمست ہے سرشار ہے
یہ وہ پینے والا ہے جو پی کے بھی ہُشیار ہے

بادۂ عشقِ حقیقی کا چھلکتا جام ہے — نوشِ جاں زاہد کرے یہ وہ مے گلفام ہے
جو اسے پی لے اُسے دُنیا سے پھر کیا کام ہے — ہے وہی رندِ حقیقی، رند اس کا نام ہے
بادۂ عرفاں پئے، انساں اگر مے نوش ہو
نورِ حق آنکھوں میں پھر جائے جو وہ مدہوش ہو

بے خودی ہے کس قدر کیا لطف استغراق ہے — سامنے محرابِ کعبہ ہے، حرم کا طاق ہے
ساغرِ جم کا دلِ زاہد پر اب اطلاق ہے — بند ہیں آنکھیں مگر پیشِ نظر آفاق ہے
اک جگہ پر بیٹھ کر دونوں جہاں کی سیر کی
عالمِ امکاں کو دیکھا لامکاں کی سیر کی

بند کرنا آنکھ کا اِس بات کی تمہید ہے — دیدۂ دل سے کسی کا اشتیاقِ دید ہے
مرشدِ کامل کے اپنے شوق سے تقلید ہے — یہ ریاضت یہ عبادت گویا اسکی عید ہے
لَو لگائے ہے جو زاہد جلوۂ مستور سے
آنکھ لڑ ہی جائیگی اک دن چراغِ طور سے

اِس طرف تسبیح پھیری ہاتھ میں گر بار بار — اُس طرف اشکِ مسلسل کا بھی پھر ٹوٹا نہ تار
روتے روتے ہو گیا جب ہجر میں بے اختیار — یار کے اوصاف کا کرنے لگا دل میں شمار
بیخودی کہتی ہے اب تسبیح سے کیا کام ہے
ہر نفس سے جب نکلتا یار ہی کا نام ہے

کیا مجال آجائے اس کے شغل میں کوئی خلل — یادِ خالق سے شگفتہ ہو گیا دل کا کنول
اس مصلّے کی ہو کیا تعریف، ہے یہ بے بدل — بیٹھ کر دیکھا ہے جس پر شیخ نے حُسنِ ازل
اہلِ ظاہر کہہ رہے ہیں، یہ بچھا تھا فرش پر
اہلِ باطن کہہ رہے ہیں، اُڑ گیا تھا عرش پر

فردوسِ جذبات

ازجناب منظور حسین صاحب ماہر القادری

ذوقِ جفا نے درد کو درماں بنا دیا — ہر نشترِ نظر کو رگِ جاں بنا دیا
تیرِ نگاہِ یار کے قربان جایئے — دل کے لہو کو زینتِ داماں بنا دیا
ذرّوں میں روح پھونک دی احساسِ عشق کی — اک مشتِ خاک تھی جسے انساں بنا دیا
ہنگامہ آفریں ہے تیرا حسنِ بے پناہ — ہر منظرِ جہاں کو پریشاں بنا دیا
بیمارِ غم نے آخری ہچکی کو موت کی — رودادِ انتظار کا عنواں بنا دیا
تیرے حریمِ حسن کا نظارہ الاماں! — تیرے مشاہدات کو حیراں بنا دیا

ماہر مجھے تو دولتِ کونین مل گئی
شکرِ خدا کہ مجکو مسلماں بنا دیا

درسِ تقی

از پیرزادہ احمد شاہ صاحب ندیم علوی قاسمی

تو سجدہ گاہِ کمالِ ایماں میں گر، سراپا نماز ہوجا — حقیقتوں کو سمیٹ لے اور جہاں میں خود اپنا راز ہوجا
بھلا تگ و تازِ زندگی میں حدود کی قید کس طرح ہو — اے ذرہ دشتِ بے قراری بکھر کے دامن دراز ہوجا
حقیقتیں مٹ چکی ہیں ساری فسانہ ہیں اگلے کارنامے — سو اپنی ملت کی زندگی کے لئے سراپا گداز ہوجا
کہیں یہ سرمایہ داریاں ہیں، کہیں ہیں مزدور کی نوائیں — عصائے اِنَّ المُلُوک لے کر جہاں کا آئینہ ساز ہوجا
طرابلس کے لہو کے صدقے، کشاکشِ این و آں نہ چھوڑو — نگاہِ غائر سے عالمِ کشمکش میں دانائے راز ہوجا

فسونِ تہذیبِ مغربی میں نہاں ہے انجامِ عیش و عشرت
ندیم ہنگامِ ہاؤ ہو سے نکل، فدائے حجاز ہوجا

ترکی کے شیر دل مجاہدین حربی

جو پانچ سو سال تک پرچم اسلامی کے علمبردار رہے

از جناب محمد رحمت نبی خاں صاحب رامپوری

ترکوں کی گذشتہ فتوحات سے جو کہ انہوں نے ایشیا، یورپ اور افریقہ میں کی ہیں تقریباً ہر شخص واقف ہے لیکن اس بات سے بہت کم لوگوں کو واقفیت ہے کہ جس کی وجہ سے عثمانی ترکوں کو ایسی مایۂ ناز فتوحات نصیب ہوئیں۔ آج میں ناظرین کو اسی زبردست طاقت و قوت سے روشناس کرانا چاہتا ہوں۔

۱۳۳۴ء کا زمانہ ہے۔ سلطان الغازی عثمان خاں اول بانیٔ خاندان عالیہ عثمانیہ وفات پا چکے ہیں اور ان کی وصیت کے مطابق ان کا چھوٹا بیٹا اورخاں سلطان اور بڑا بیٹا شہزادہ علاؤالدین وزیر اعظم ہے۔ دوراندیش سلطان عثمان خاں نے اپنے چھوٹے بیٹے اورخاں کو ولیعہد اس کے تدبر، دوراندیشی، بیدار مغزی اور کمال سیاست دانی سے متاثر ہو کر بنایا تھا۔ اور وہ یہ بھی بخوبی جانتے تھے کہ ان کا بڑا بیٹا شہزادہ علاؤالدین اپنی رحمدلی نرم مزاجی، تقویٰ، پرہیزگاری اور رات و دن کی عبادت گذاری کی وجہ سے ہرگز ہرگز بارِ سلطنت نہیں اُٹھا سکیگا۔

یہ دونوں بھائی کمال برادرانہ محبت اور اخوت سے اپنے باپ کی رکھی ہوئی بنیاد سلطنت پر قصر تعمیر کرنے میں مشغول و منہمک ہیں۔ علاؤالدین نے اپنے چھوٹے بھائی اورخاں سے کہدیا ہے کہ تم تخت شاہی کی آنکھ اور میں اس کا بازو ہوں۔ چنانچہ واقعات شاہد ہیں کہ ایسا ہی تھا بھی۔

شہزادہ علاؤالدین اور قرہ خلیل کے خواب

شہزادہ علاؤالدین نے بیان کیا کہ ایک رات روح الامین حضرت جبرئیل علیہ السّلام مجھے خواب میں نظر آئے۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ علاؤالدین تم فوراً قرہ خلیل سے ملاقات کرو وہ تمہیں ایک ایسا مشورہ دیگا۔ جو کہ تمہاری سلطنت اور مذہب مقدس اسلام کے بقا و استحکام کے لئے نہایت مفید ہوگا۔ قرہ خلیل نے علاؤالدین کا خواب سُنکر کہا "اے خردمند اور متقی شہزادہ میں نے بھی ایک خواب دیکھا ہے۔ ایک رات یہ دیکھتا ہوں کہ میں جنت اور دوزخ کے درمیان اعراف میں کھڑا ہوں۔ اعراف کی تیسری منزل میں بعض کفار کی روحیں عذاب میں مبتلا ہیں اتنے میں عثمان علیہ الرحمۃ کی روح میرے پاس آئی اور اُس نے اعراف کے ایک دروازہ کی طرف اشارہ کرکے نہایت ہی دلفریب مگر بارُعب آواز میں کہ جسکی گونج اور گرج سے اعراف کے در و دیوار متزلزل ہو گئے ارشاد فرمایا کہ "اے قرہ خلیل تو جناب سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک وفادار اور ادنیٰ غلام ہے۔ میں تجھے حکم دیتا ہوں کہ یہ دروازہ کھولدے تاکہ مسیح ابن مریم کے چند پیرو جنت میں داخل ہو سکیں"۔ میں نے عرض کیا "حضرت مجھے ایسا حق کیا اب تک ہے کہ میں اعرافیوں کو جنت میں داخل کردوں"۔ فرمایا کہ ہاں تو ایسا ہی کریگا۔ جہاد فی سبیل اللہ میں بعض مسیحی لڑکے تیری قید میں آجائیں گے اور تو انہیں دولت اسلام سے مالامال کرکے جنتی بنا دیگا۔ کیا تو نے یہ نہیں سُنا ہے؟ کل مولود یولد علی الفطرۃ فابواہ یہودانہ وینصرانہ ویمجسانہ"۔ اس مبارک قول پر ایمان رکھ۔ ان لڑکوں کو محمد الرسول اللہ صلعم کا غلام اور خادم بنا اور انہیں سچا مسلم اور اسلام کا شیدا بنا کر ہدایت کر کہ وہ اللہ کے لئے تلوار اُٹھائیں اور اُسی بزرگ و برتر و علیٰ کی راہ میں اُسے چلائیں

اس طریقہ سے تو بیحد و بیشمار مسیحی ارواح کا نجات دہندہ ہو جائیگا اور اللہ تعالیٰ کافر باپوں کے ان بیٹوں کو شجاعت و بسالت اس قدر عطا فرمائیگا کہ ان کے ذریعہ بہت سی کافر قومیں حلقہ بگوش اسلام ہونگی۔"

ینی چری

۱۳۲۴ء کا زمانہ ہے۔ ایشیائے کوچک کے کسی میدان میں ایک ہزار طاقتور چاق چست اور چوبند نوجوانوں کا ایک لشکر کھڑا ہے۔ لشکر کے سامنے سلطان اورخاں غازی۔ شہزادہ علاؤالدین وزیر اعظم۔ قرہ خلیل۔ حضرت حاجی بکتاش (درویشان بکتاشی کے مرشد اعظم) یہ چار اشخاص کھڑے ہوئے ہیں۔ یہ ایک ہزار نوجوان نسل یونانی سے ہیں۔ اور یہ وہ ہیں کہ جو بزمانہ طفلی ترکان عثمان کے فاتحانہ اقدام کے وقت ان کے ہاتھوں اسیر ہو چکے ہیں۔ چھ سال تک برابر انہیں نہایت سخت و شدید مذہبی اور فوجی تعلیم و تربیت دیگئی ہے اور اب وہ سب کے سب نہایت ہی صادق و مخلص مسلمان ہیں۔ قرآن کی ایک ایک آیت اُن کے قلوب پر نقش اور اعلائے کلمۃ الحق کا بے پناہ جذبہ اُن کے دماغوں پر متسلط ہے۔

قرہ خلیل اور علاؤالدین وزیر اعظم دونوں اپنے اپنے خواب کی تعبیر بیداری کی حالت میں دیکھ رہے تھے کہ اسی اثنا میں حاجی بکتاش آگے بڑھے اور ان ہزار نوجوانوں میں سے ایک مجاہد کے سر پر ہاتھ رکھ کر حضرت نے فرمایا کہ "آج سے تم مجاہدان اسلام کا نام ینی چری یعنی (نئے مجاہدین) ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک کے صدقہ میں تمہارے چہروں کو ہمیشہ پُر نور، تمہاری پیشانیوں کو ہمیشہ تاباں۔ تمہاری خدمات کو ہمیشہ درخشاں۔ تمہارے بازوؤں کو ہمیشہ قوی اور تمہاری شمشیروں اور نیچوں کو ہمیشہ تیز رکھے۔ تم ہر جہاد فی سبیل اللہ سے کامیاب خوش وخرم اور شاد کام واپس آؤ۔ اللہ تمہارے ساتھ ہو اور اُسکے حبیب پاک کا دامن ہمیشہ تم پر سایہ فگن رہے۔"

اس دُعا کے وقت حاجی بکتاش کی طویل و عریض آستین ایک مجاہد کے سر پر پڑی تھی جس کی یادگار میں ینی چریوں نے اپنی بلند مخروطی ٹوپی کے پیچھے ایک کپڑا مثل رُومال کے لگالیا۔ جو کہ اُس وقت سے ہمیشہ اُنکا نشانِ امتیاز اور ان کی وردی کا جزو لاینفک رہا ہے۔

کافر والدین کے مُسلمان بچّے

واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ حاجی بکتاش کی دُعا کے لفظ لفظ نے جامۂ قبولیت پہنا۔ ینی چری مجاہدین ہر معرکۂ جدال و قتال میں عیسائیوں کے ٹڈی دَل لشکروں پر موت و ہلاکت بنکر چھا جاتے تھے۔ اور ان مجاہدین اسلام کے سامنے اگر پہاڑ بھی آجاتا تھا تو اُسے بھی اپنی جگہ سے ہلا دیتے تھے۔ ہر سال ان کی تعداد میں معتدبہ اضافہ ہوتا چلا جارہا تھا کیونکہ ہر لڑائی میں دس دس بارہ بارہ سال کے عیسائی بچے اسیر ہو کر آتے تھے اور ترکوں کے پاس آکر محمد رسول اللہ صلعم کی پیروی اور غلامی اختیار کرکے وہ اتنے سخت اور شدید مُسلمان ہو جاتے تھے کہ اگر کبھی ازروئے اتفاق ان کے والدین بھی ان کی نظر کے سامنے آجاتے تو وہ اُن کفار کو بہت ہی نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ بلکہ اُنہیں دعوتِ اسلام دیتے اور صاف الفاظ میں کہدیا کرتے تھے کہ تم ہمارے ماں باپ نہیں ہو۔ ہمارا باپ خلیفۃ المسلمین و امیر المومنین ہے کہ جس نے ہمیں عذاب دوزخ سے نجات دلاکر جنت کا وارث بنایا ہے۔

قارئین کرام یہ وہ ہی فوج ہے کہ جو سلطان اورخاں کی قوت بازو تھی اور جس نے سلطان بایزید خاں کو یلدرم کہلوایا۔ ایسی فوج سے سلطان محمد خاں ثانی نے فتح قسطنطنیہ کے وقت کام لیا تھا اور یہ ہی وہ فوج ہے کہ جس نے سلطان سلیمان خاں کو تاریخ میں اعظم کے مایۂ ناز لفظ سے یاد کرایا ہے اور ایسی فوج کی تباہی سلطنت عثمانیہ کی تباہی کا پیش خیمہ تھی۔

ینی چری مجاہدین کی تعلیم

ینی چری سپاہی کو فوجی تربیت دینے سے پہلے اس کو تھوڑا سا لکھنا پڑھنا سکھایا جاتا تھا اور یہ ابتدائی تعلیم ینی چری کے لئے لازمی اور ضروری تھی۔ ابتدائی تعلیم کے بعد ہر لڑکے کو اس کے رجحان طبع کے مطابق کوئی علم یا فن جس کو وہ پسند کرے سکھایا جاتا تھا۔ جو لڑکے علم ادب سے دلچسپی رکھتے تھے اُنہیں ترکی۔ عربی۔ فارسی ادبیات کا درس دیا جاتا تھا۔ بعض زردوزی۔ سوزن کاری وغیرہ وغیرہ سیکھا کرتے تھے۔ جو نوجوان علوم و فنون سے رغبت نہیں رکھتے تھے اُن کو ابتدائی تعلیم کے بعد مدرسۃ الحربیہ میں داخل کیا جاتا تھا۔

ینی چری مجاہدین کی فوجی تربیت

مَیں سمجھتا ہوں کہ جیسی سخت اور تکلیف دہ فوجی تربیت ینی چری فوج کو دی جاتی تھی اس کی مثال نہ زمانہ گذشتہ میں ملتی ہے اور نہ موجودہ میں۔ ینی چریوں کے افسران تلاش اور جستجو کرکے وہ لوگ مقرر کئے جاتے تھے کہ جو نہایت درشت مزاج اور اپنے ماتحتوں پر تشدّد پسند ہوں۔ افسر کی ذرا سی حکم عدولی کی کم از کم سزا ینی چری سپاہی کے لئے موت تھی۔

ان کو حکم تھا کہ اپنے افسروں کے سامنے اگر وہ کھڑے ہوں تو نظریں نیچی کئے رہیں۔ اور دست بستہ مؤدب رہیں۔ ان کو سکھایا جاتا تھا کہ اگر تمہارا کوئی افسر مُنہ پر چانٹ بھی مارے تو تم مُسکرا کر اُس کو سلام کرو۔ اور افسران کے حکم پر میدانِ جہاد میں اپنی جانوں کو خدا کے راستہ میں قربان کرنے سے بھی نہ ہچکچاؤ یا جھجکو۔ یہ ہی وجہ ہے کہ دُنیا کی کسی فوج میں وہ ضبط و نظام نہیں پایا جاتا تھا جو کہ "ینی چری" فوج میں تھا۔

ینی چری سپاہی ہر قسم کی جسمانی تکلیفات کے علاوہ بھوک پیاس برداشت کرنے کا بھی عادی بنایا جاتا تھا۔ موسم سرما میں جبکہ تمام دریا برف کے جم جایا جایا کرتے تھے ان کو گھنٹوں ایسے دریاؤں میں تیرایا جاتا تھا۔ افریقہ کی جنگلی اور وحشی قوموں سے انکی کُشتی کرائی جاتی تھی۔ تیراندازی میں حبشی خواجہ سراؤں سے مقابلہ کرایا جاتا تھا۔ ناظرین اسی فوجی تربیت کا نتیجہ تھا کہ ینی چری فوج کا ہر سپاہی اپنے خنجر کی ایک ضرب سے آہنی خود کے دو ٹکڑے کر دیتا تھا۔ اور ایک ہی ضرب خنجر سے خوب اچھے طاقتور اور توانا بھینسے کی گردن اُڑا دیتا تھا۔ بارہا ایسا دیکھا گیا ہے کہ ینی چری فوج نے طاقتور اور توانا گھوڑوں کے رسالہ کی صفوں کو درہم برہم کر دیا ہے اور رسالوں کی صفوں کو چیر کر اپنا راستہ بنایا ہے۔ یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ فوجی تربیت کی ان سختیوں اور افسروں کی درشت مزاجی سے اِن غیور مجاہدان اسلام کی کوئی دلشکنی نہیں ہوتی تھی۔ اور نہ ان کو اس سختی کا احساس یا صدمہ تھا۔ کیونکہ وہ خوب جانتے تھے کہ وہ مُسلمان ہیں اور ان کا فرض ہے کہ نائب رسولِ رب العالمین۔ امیر المؤمنین خلیفۃ المسلمین کی مسندِ مقدس کی حفاظت کریں اور اسی راہ میں قربان ہو جائیں۔ وہ آپس میں ایک دُوسرے پر بہت ہی مہربان اور رحیم تھے۔ لیکن کُفار کے مقابلہ میں ان کی ساری فوجی تربیت کا زور ان کے بازوؤں میں آ کر جمع ہو جاتا تھا۔ اور اپنے اسی قابل قدر فعل کی وجہ سے وہ آیۂ پاک اشداء علی الکفار و رحماء بینھم کی زندہ مثال تھے۔ ینی چری سپاہی ہمیشہ نماز پنجگانہ کے بعد اپنی شہادت کے لئے دست بدعا ہوا کرتا تھا۔ وہ ینی چری جو کہ شہادت کے مرتبہ اعلیٰ کو نہیں پہنچتا تھا یعنی بیمار ہو کر مر جاتا تھا اس کی حالت پر دُوسرے سپاہی رویا کرتے تھے اور ہر ینی چری کی شہادت پر خوش ہوتے تھے اور کہتے تھے کہ خدا ہمیں بھی یہ مرتبہ عظیم عطا فرمائے۔

ینی چری کا دُنیا میں کوئی عزیز یا رشتہ دار نہ تھا۔ نہ ان کے ماں باپ تھے اور نہ بھائی بہن۔ ینی چری کو شادی کرنے کی اجازت نہیں تھی۔ وہ تجرد کی زندگی بسر کرنے کے لئے مجبور تھا۔ غرض مختصر یہ ہے کہ ان کا دُنیا سے کوئی تعلق ہی نہیں تھا کہ جو ان کے واحد مشغلہ جہاد میں کسی قسم کی رکاوٹ ہوتا۔ وہ صرف اِسلام کے فرزند تھے۔ اِسلام ہی ان کا ماں باپ تھا۔ اور جہاد

ان کا واحد مشغلہ تھا۔ یہی ان کا کھیل تھا اور یہی ان کی ترقی اور بہبودی کا ذریعہ۔ لڑتے تھے تو غازی تھے۔ مر جاتے تھے تو شہید تھے۔ ان کا قول تھا کہ ہمارا اصلی مکان جنت الفردوس ہے فوجی بارکیں تو چند روز کے لئے ہیں۔ وہ ہمیشہ فوجی بارکوں کو سرائے کہا کرتے تھے۔

ینی چری فوج کی خوراک

ینی چری فوج کی ہر پلٹن میں شوربا اور چاول پکانے کے لئے بڑی بڑی تین چار کڑاہیاں ہوتی تھیں۔ جب ینی چریوں کے کھانے کا وقت ہوتا تھا تو کڑاہیاں گرما گرم شوربے اور چاول سے بھر دی جاتی تھیں۔ دو دو ینی چری سپاہی ایک ایک کڑاہی کو بانس میں لٹکا کر اُٹھاتے اور اس طریقہ سے مطبخ سے بارک تک لاتے تھے۔ ایک تیسرا ینی چری ایک بہت بڑا کرچھا اُٹھائے ہوئے ساتھ ہوتا تھا اور ینی چری فوج کا ایک دستہ بھی نہایت خاموشی اور فوجی ضبط کے ساتھ کڑاہیوں کے ہمراہ ہوتا۔ فوجی کیمپ میں کڑاہیاں جس طرف گذرتی تھیں تو ہر ینی چری تعظیماً کھڑا ہو جاتا تھا اور وہ کڑاہیوں کی تعظیم کو اپنا فرض سمجھتے تھے۔ کیونکہ جہاد کے بعد اگر دُنیا میں ان کو کوئی چیز عزیز تھی تو وہ ان کی خوراک کی کڑاہیاں تھیں۔

ینی چریوں کا فوجی لباس

ینی چری فوج کی وردی نیلے رنگ کی تھی۔ اور ان کے فوجی بوٹوں میں آہنی کیلیں لگی ہوتی تھیں۔ انکی ٹوپی بہت اونچی تھی اور ٹوپی کے پیچھے ایک بڑا سا رومال لٹکتا ہوتا تھا۔

ینی چری فوج میں ایک بہت بڑا اسفید کپڑے کا جھنڈا تھا جس پر زردوزی سے سُنہری حروف میں قرآن مجید کی ایک آیت کڑھی ہوئی ہوتی تھی۔ کوچ کے وقت یہ ہی جھنڈا ینی چری فوج کے آگے آگے ہوا کرتا تھا اور اس جھنڈے کے بعد سلطنت عثمانیہ کا امتیازی نشان یعنی تین گھوڑوں کی دُم کا پرچم ہوتا تھا۔ ان دو جھنڈوں کے علاوہ ہر پلٹن کا ایک علیحدہ علیحدہ جھنڈا تھا جو کہ نصف زرد اور نصف سُرخ ہوتا تھا۔

ان کے فوجی بینڈ کی آواز بھی بہت کرخت تھی۔ دُنیا بھر میں یہ ہی بینڈ سب سے زیادہ زبردست اور شور انگیز تھا۔
ینی چری سپاہیوں کے چہروں پر ڈاڑھیاں نہیں ہوتی تھیں۔ لیکن مونچھیں بہت بڑی بڑی ہوا کرتی تھیں۔

ینی چری فوج کے افسر اور عُہدہ دار

ینی چری فوج کا سب سے بڑا عُہدہ دار آغا کہلایا جاتا تھا۔ اور اس کے ماتحت بہت سے چھوٹے چھوٹے دیگر عُہدہ دار ہوا کرتے تھے۔ جو آقا۔ نائب۔ علمبردار۔ طباخ۔ معاون طباخ وغیرہ القابات سے بالترتیب ملقب تھے۔

ینی چری فوج کا شغل بزمانہ امن

امن کے زمانہ میں ینی چری علماء و شیوخ کے وعظ اور پند و نصائح سُنا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ فوجی پولس اور فائر برگیڈ کے فرائض اور خدمات بھی انجام دیا کرتے تھے۔ پولس کے فرائض انجام دیتے وقت ان کے ہاتھوں میں لمبے لمبے عصا ہوتے تھے۔ لیکن بوقت جہاد عصا وغیرہ چھوڑ کر ہتھیار سنبھال لیتے تھے۔ اور پولس کے سپاہی سے مجاہدین بن جاتے تھے۔

میدان جہاد میں ینی چری فوج کی پوزیشن

جب عثمانی فوج جہاد کے لئے نکلتی تھی تو سب سے آگے بے قاعدہ پیادہ فوج۔ پھر خندق پاٹنے اور پُر کرنے والے دستے پھر

تیراندازوں کے دستے۔ اس کے بعد رومیلیا اور اناطولیہ کے پاشاؤں کی فوجیں۔ اور اس کے بعد ترکی رسالہ ہوا کرتا تھا۔ ینی چری فوج سب کے آخر میں سلطان المعظم کے گرداگرد ہوتی تھی اور ان کو اپنی اس خدمت پر بجا طور پر فخر و ناز تھا۔

ینی چری فوج کا شاہانِ یورپ پر اثر اور رُعب

ینی چری فوج کی طاقت اور قوت دیکھ کر تمام شاہان یورپ لرزہ براندام تھے کیونکہ (جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں) اس پیادہ فوج کے سامنے کوئی دوسری پیدل فوج تو درکنار زبردست سے زبردست رسالہ بھی نہیں ٹھیر سکتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جب تک عثمانی سلاطین اس فوج پر قابو و اقتدار حاصل کئے رہے دن دونی اور رات چوگنی ترقی ان کو نصیب ہوئی۔ اور جس روز سے سلاطین کا اثر و اقتدار اس فوج پر سے اُٹھ گیا اُسی روز سلطنت کو بھی زوال شروع ہو گیا۔

ینی چری فوج کی حالت میں تبدیلی

سلطان اورخان کے زمانہ سے لیکر سلطان سلیمان اعظم کے شروع زمانہ تک ینی چری فوج کے قواعد وضوابط ویسے ہی سخت اور شدید رہے۔ یعنی ینی چری راہبانہ زندگی بسر کرنے پر مجبور تھے اور ان میں علاوہ مسیحی بچوں کے اور کوئی داخل بھی نہیں کیا جاتا تھا۔ لیکن سلطان سلیمان خاں نے اپنی تخت نشینی کے کچھ عرصہ بعد ینی چریوں کو شادی وغیرہ کرنے کی اجازت دیدی اور تمام قواعد وضوابط بھی ڈھیلے کر دیئے۔ جس کی وجہ سے روز بروز ان کی شجاعت اور ضبط و انتظام میں کمی واقع ہونے لگی۔ اس کے علاوہ ان میں خودسری اور باغیانہ جذبہ بھی پیدا ہو گیا۔ دراصل اب ینی چری اصلی ینی چری بھی نہیں تھے کیونکہ اب ینی چریوں کی اولاد ینی چری سمجھی جاتی تھی اور سابقہ قید یعنی مسیحی بچے ہی ینی چری بن سکتے تھے اُٹھالی گئی تھی۔ اور مسلمان بچے بھی اب اس فوج میں داخل ہونے لگے تھے۔ جیسا کہ میں اوپر کہہ چکا کہ ینی چری اب ینی چری ہی نہیں رہے تھے بالکل ٹھیک ہے کیونکہ سلاطین ترکی نے خود اپنے ہاتھوں سے ینی چری کی خصوصیات مٹادی تھیں۔ یہ بھی وجہ ہوئی کہ وہ ینی چری جنہوں نے صدیوں تک اپنے گوشت پوست اور خون سے سلطان عثمان رحمۃ اللہ علیہ کی رکھی ہوئی بنیاد پر عالیشان قصر تعمیر کیا اب خود اپنے ہاتھوں سے اسکی بنیادیں کھوکھلی کرنے لگے۔

اب ان کا یہ طریقہ ہو گیا تھا کہ تاوقتیکہ سلطان سے اپنے واسطے ایک خاص رقم نہ رکھوالیں کسی جدید سلطان کو تخت نشین نہیں ہونے دیتے تھے۔ سلطان سلیم خاں ثانی کی تخت نشینی کے وقت خزانہ سلطنت کی ابتری کی وجہ سے اس شوریدہ سر فوج کو انعام نہیں دینے کا ارادہ تھا۔ لیکن مجبوراً ان کا دامن سلطان کو بھرنا پڑا۔

مصطفےٰ اول عثمان خاں ثانی اور مُراد ثالث کے زمانوں میں تو ان لوگوں کے مطالبات اتنے بڑھ گئے کہ اس کو قاروں کا خزانہ بھی نہیں برداشت کر سکتا تھا۔ مُراد ثالث کی تخت نشینی پر جب ان لوگوں نے سلطان اور وزرا کی سلطنت کو زیادہ دق کیا تو سلطان موصوف کو اپنے محلات کا نقرئی و طلائی سامان فروخت کر کے ان کا مطالبہ پورا کرنے کے لئے مجبور ہونا پڑا۔

رفتہ رفتہ ینی چریوں کے اطوار و کردار بھی بدلنے لگے۔ اب بھی وہ لڑتے ضرور تھے لیکن بجائے جہاد فی سبیل اللہ اور حصول مرتبہ شہادت کے مطمح نظر محض لوٹ مار تھا۔ اب وہ بہشت کے بجائے مفتوح اقوام کے مال و متاع کی خواہش رکھتے تھے۔ زمانۂ امن میں بھی پولس کے فرائض انجام دیتے وقت وہ قسطنطنیہ کے تاجروں سے رشوتیں وصول کرتے پھرتے تھے۔ فائر بریگیڈ کے فرائض انجام دیتے تھے۔ لیکن بجائے آگ بجھانے کے آپ لگایا کرتے تھے تاکہ لوٹ مار کا موقعہ ملے۔

وزرا اور سلطان سب ینی چریوں کی اِن حرکات مذبوحی سے واقف تھے لیکن ان کے خوف کی وجہ سے ایک لفظ اُنکے خلاف ان لوگوں کی زبان سے نہیں نکلتا تھا۔

سنہ ۱۶۲۲ء میں اس ظالم اور شوریدہ سر فوج نے سلطان عثمان خاں ثانی سے ناراض ہو کر ان کا گلا گھونٹ کر مار ڈالا اور ان کی سڑکوں اور بازاروں میں بہت تشہیر و تذلیل کی۔

سلطان مُراد چہارم کے زمانہ میں ینی چریوں نے وزیر اعظم سے ناخوش ہو کر اُسے قتل کر دیا۔ سلطان مُراد نے وزیر اعظم کی نعش پر کھڑے ہو کر ینی چریوں کو مخاطب کر کے کہا کہ "دیکھو اب تم لوگ خونی اور ظالم ہو گئے ہو اور تم پر ضرور اللہ کا غضب نازل ہو گا"۔
عبرت کا مقام ہے کہ یہ وہ ہی ینی چری فوج ہے کہ جو خلیفہ کی مسند مقدس کی حفاظت کے لئے اپنی جانیں قربان کرنے سے دریغ نہیں کرتی تھی اور آج وہ خود اپنے ہاتھوں سے سلطان المعظم اور وزیر اعظم کو قتل کرنا پسند کرتی ہے۔

ینی چری فوج کی تباہی

یہاں یہ مثل بالکل صادق آتی ہے کہ خدا ظالم کی رسّی دراز کر دیتا ہے لیکن آخر میں سزا ضرور دیتا ہے۔ چنانچہ سلطان محمود خاں ثانی نے جو کہ تاریخ میں مصلح کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں شوریدہ سر فوج کو تباہ و برباد کرنیکا پورا پورا عزم کر ہی لیا۔
انہوں نے خفیہ طور سے عرب اور دُوسرے مشرقی ممالک سے فوجیں فراہم کر کے قسطنطنیہ میں جمع کرنا شروع کیں۔ اور جب اپنی تمام تدابیر مکمل کر لیں تو خفیہ طور سے ینی چری فوج کو تباہ کرنے کا ایک دن مقرر کر دیا گیا۔
۱۵ جون ۱۸۲۶ء کو جان نثار نامی فوج قصر سلطانی کے چاروں طرف لگا دی گئی۔ سقوطری میں وزیر اعظم کے ماتحت ایک عرب فوج مقرر کر دی گئی۔ توپخانہ کا افسر ابراہیم بنایا گیا جو کہ نہایت ہی سخت اور شدید آدمی تھا اس کے ماتحت چودہ ہزار توپچی اور توپیں تھیں۔ ابراہیم نے توپخانہ ایسے موقعہ پر جمایا جو کہ قصر سلطانی کی طرف ینی چریوں کا راستہ ہو سکتا تھا۔
اسی وقت اتفاقاً ینی چریوں کو بیجا کر کسی غدار نے سلطانی ارادہ سے باخبر کر دیا جس کو سُن کر وہ فوراً ہی اپنی بارکوں میں ہتھیار لینے کے لئے گھُس گئے اور پھر بارکوں سے نکل کر قسطنطنیہ کے بازاروں میں آندھا دُھند قصر سلطانی کی طرف بھاگنا شروع کر دیا تا کہ سلطان اور وزرا سب کو قتل کر دیں۔ سلطان جو کہ قصر کے بُرج سے یہ سب نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے اُنہوں نے فوراً ہی ینی چریوں کو اپنی طرف آتے دیکھ کر رسول اللہ صلعم کا سبز عَلم منگایا اور اس کو بلند کر دیا۔ قسطنطنیہ کے باشندے عَلم کو لہراتے دیکھ کر بابِ عالی کی طرف جوق جوق روانہ ہونے لگے اور رسول اکرم کے جھنڈے تلے خلیفۃ المسلمین پر جان نثار کرنے کے لئے سب جمع ہو گئے۔
ینی چری بھی تمام گذرگاہوں اور بازاروں میں قتل عام کا بازار گرم کرتے ہوئے باب عالی کی طرف سرپٹ بھاگے چلے جاتے تھے۔
ابراہیم افسر توپخانہ بھی علیٰ ناکہ پران کی تاک میں بیٹھا تھا۔ جونہی یہ اس کی توپوں کی زد میں آئے اس نے توپوں کے دہانے کھولدیئے اور ینی چری مثل دانہ نخود اُڑ گئے۔ اس کے بعد ینی چری اپنی بارکوں کی طرف بھاگے۔ ابراہیم نے بارکوں تک ان کا تعقب کیا اور بارکوں کو بھی گھیر کر گولوں کی مار سے معہ ینی چریوں کے ان کو پیوند زمین کر دیا۔
قسطنطنیہ کے بھی تمام باشندے عاجز ہو گئے تھے انہیں بھی بچا کھچا ینی چری سپاہی اِدھر اُدھر جو ملا وہیں اس کو قتل کر دیا۔
اس طرح وہ فوج جس کی بنیاد عثمانیوں ہی کے ہاتھوں رکھی گئی تھی انہیں ہاتھوں نے اس کو اُکھاڑ کر بھی پھینکدیا۔

ینی چری ہی عثمانی فتوحات کے باعث تھے

تُرکی تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ سلطان اورخاں جو کہ خاندانِ عثمانیہ کے دُوسرے فرمانروا ہوئے ہیں اُن کے زمانہ میں اِس لشکر کی بُنیاد پڑی۔ اور یہ لشکر اپنے مخصوص قواعد وضوابط کے ساتھ سلیمان اعظم کے زمانہ تک رہا۔ تاریخ داں اصحاب سے پوشیدہ نہیں ہے کہ عثمانی ترکوں کی وسطِ یورپ ویانا تک جو فتوحات ہوئی ہیں وہ سب اسی زمانہ کے اندر ہوئیں۔

سلیمان خاں اول کے زمانہ میں ینی چریوں کی خصوصیات بدل گئیں دُوسرے لفظوں میں یہ کہہ لیجئے کہ وہ حقیقی ینی چری نہیں رہے۔ چنانچہ اس کے بعد سے ترکوں کا قدم پھر آگے نہیں اُٹھا۔ بلکہ جو قدم اُٹھا بھی تو وہ پیچھے ہی کی طرف اُٹھا۔

۱۸۲۶ء میں یہ فوج کلیتہً تباہ ہوئی۔ اس کو تباہ ہوتے ایک صدی بھی نہیں گذری کہ سلطنت عثمانیہ بھی قریب قریب ختم ہو گئی۔

اِن واقعات کو دیکھ کر یہ امر بالکل یقینی ہے کہ عثمانی فتوحات کا باعث سوائے ینی چریوں کے اور کوئی دُوسرا نہیں تھا۔

افسوس۔ آخری عثمانی سلاطین نے ان کے قواعد وضوابط ڈھیلے کر کے اپنے پاؤں میں خود کلہاڑی ماری۔ اگر ینی چری جیسے کہ شروع میں تھے ویسے ہی رکھے جاتے تو آج تمام دُنیا پر عثمانی ہی پرچم لہراتا ہوتا۔

فرضی پیر اور بے عمل مُلّا

از حضرت جوش ملیح آبادی

مُجرم ہیں ہمیں سزائیں دینے والے طُوفان میں ہیں خود سفینہ کھینے والے
واللہ کہ اِک وبال ہیں بندوں کے لئے ظاہر میں خدا کا نام لینے والے

عشاق کریں ضعف سے آہیں کیونکر بیٹھا ہو جو دل اُٹھیں نگاہیں کیونکر
معلوم نہیں ان عاشقانِ حق پر کُھل جاتی ہیں فربھی کی راہیں کیونکر

پر ہول شکم۔ عریض سینے والو! خون قوم تہیدست کا پینے والو!
تم اہل خرد سے کیوں نہ رکھو گے عناد اِمداد پہ احمقوں کی جینے والو!

فتح سندھ

حصہ دوم

(گذشتہ سے پیوستہ)

از جناب شرف الدین صاحب یکتا جودھپوری

(۲۱)

شورشِ دیر و حرم سے جب پریشاں ہو گئے
کچھ سمجھ کر ہم شریکِ بزمِ رنداں ہو گئے
(چکبست)

شہر راؤر کا انتظام کر کے مسلمانوں نے برہمن آباد کا رُخ کیا۔ راستہ میں چھوٹے چھوٹے قلعے فتح کرتے وقت جب برہمن آباد کے قریب پہنچے تو محمد بن قاسم کی خدمت میں ایک سفیر حاضر ہوا اور سلام کر کے ایک کاغذ پیش کیا۔ اُس نے اس کو پڑھا اور پڑھتے ہی ابو سعید کو بلوایا۔

ابو سعید۔ "فرمایئے کیسے یاد فرمایا"

محمد بن قاسم۔ "ایک خوشخبری سنو"

ابو سعید۔ "ارشاد"

ابن قاسم۔ "سی ساگر وزیر سندھ کا ایک مکتوب آیا ہے"

ابو سعید۔ (بہت اشتیاق سے) "کیا لکھا ہے؟"

ابن قاسم۔ "لیجئے آپ بھی پڑھ لیں"

ابو سعید نے محمد بن قاسم کے ہاتھ سے سی ساگر کا مکتوب لیا اور پڑھنا شروع کیا:-

بحضور گرامی منزلت محمد ابن القاسم الثقفی سپہ سالار عساکر خلافت عالیہ

عالیجاہ! گذشتہ جنگوں کو دیکھتے ہوئے آخر مجھے اس نتیجہ پر آنا پڑا کہ عساکر اسلامیہ سے مقابلہ کرنا سراسر اپنی جان سے ہاتھ دھونا ہے۔ ہم اہل سندھ نے بیگناہوں کے ساتھ جو کچھ زیادتی کی تھی اسکی سزا بھگت چکے اور بھگت رہے ہیں۔ جہانتک اس جرم سے (جس کے انتقام کے لئے عساکر اسلام نے ہمارے ملک پر یورش کی ہے) میرا تعلق ہے میں اپنے قصور کی معافی چاہتا ہوں۔ اور اگر بارگاہ عالی سے مجھے جان کی امان کا پروانہ مل جائے تو میں اُن مسلم اسیروں کو جن کو مہاراجہ داہر نے قید کر لیا تھا جناب والا کے سپرد کرنے کو تیار ہوں اور نیز یہ بھی وعدہ کرتا ہوں کہ جس طرح میں اپنی گذشتہ زندگی میں مہاراجہ آنجہانی کا خیر خواہ رہا ہوں اپنی بقیہ عمر مسلمانوں کی خیر خواہی میں بسر کرونگا۔ جواب کا بیچینی کے ساتھ منتظر ہوں۔

سی ساگر
وزیر السلطنت ممالک سندھ

مکتوب پڑھنے کے بعد ابو سعید نے کہا "یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے کہ دشمن کا ایک رازدان ہمارا شریک ہو رہا ہے۔"

ابن قاسم۔ "اُمید ہے کہ اس سے ہم کو کافی امداد ملے گی"۔
ابوسعید۔ "تو پھر امان نامہ لکھ بھیجئے"۔
ابن قاسم نے اسی وقت امان کا پروانہ لکھ کر وزیر سی ساگر کے نام روانہ کر دیا۔
دُوسرے ہی دن وزیر سی ساگر قیدیوں کو لے کر خاموشی کے ساتھ لشکر اسلام میں آپہنچا۔ محمد بن قاسم نے اسکی بڑی عزت کی اور اپنے برابر نشست دے کر کہا۔ "مجھے اس بات کی بڑی خوشی ہے کہ سندھ کے وزیر اعظم کے ساتھ میرے دوستانہ تعلقات قائم ہو گئے"۔
سی ساگر۔ "میں ہمیشہ اس اعزاز پر فخر کرونگا کہ میں دُنیا کے ایک جلیل القدر فاتح کے دوستوں میں ہوں"۔
ابن قاسم۔ "آپ ان کو جانتے ہیں؟ (ابوسعید کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) یہ میرے مخلص دوست ابوسعید ہیں"۔
سی ساگر۔ "لشکر سندھ کا کون ایسا شخص ہے جو اس جری کو نہ جانے جس نے لشکر اسلام میں کارہائے نمایاں کئے اور جس نے داہر کے سے عظیم الشوکت راجہ کو تہ تیغ کیا (ابوسعید سے مصافحہ کر کے) مجھے آپ سے مل کر بہت مسرت حاصل ہوئی"۔
ابوسعید۔ "مجھے بھی آپ کے عنایات بزرگانہ سے ایسی اُمید تھی"۔
ابن قاسم۔ "میرے محترم دوست! جب آپ میرے مخلص دوستوں میں شریک ہو گئے تو آپ سے ایک مشورہ لیتا ہوں"۔
سی ساگر۔ "فرمائیے میں بخوشی اپنی رائے ناقص کا اظہار کروں گا"۔
ابن قاسم۔ "برہمن آباد کے حملہ میں ہم کامیاب ہو سکیں گے یا نہیں"۔
سی ساگر۔ "اس میں شک نہیں کہ ایک عرصہ تک سندھ کا دارالسلطنت رہنے کی وجہ سے برہمن آباد کا قلعہ بہت مستحکم قلعہ ہے اور آج تک جتنے قلعے فتح ہوئے ان میں ایک بھی قلعہ ایسا نہیں جو مضبوطی میں قلعہ برہمن آباد کا مقابلہ کر سکے۔ لیکن میں یقین دلاتا ہوں دیبل اور راور وغیرہ کے قلعے جتنی مشکل سے فتح ہوئے اُتنا ہی یہ قلعہ آسانی سے فتح ہو گا اور اس پر طرہ یہ کہ بغیر خونریزی کئے ہوئے"۔
ابن قاسم۔ "یہ کیونکر؟"
سی ساگر۔ "بات یہ ہے سندھی فوج اس قدر پست ہمت ہو چکی ہے اور گذشتہ معرکوں نے اس کو اتنا خائف کر دیا ہے کہ سر اٹھانے کی تاب نہیں رہی۔ البتہ وہ لوگ جو ابھی تک کسی معرکہ میں شریک نہیں ہوئے آمادۂ پیکار ہیں۔ سوا ایک دو معرکوں میں وہ بھی یا تو فرار ہو جائیں گے یا صلح کر لیں گے"۔
ابن قاسم۔ "ان کے پاس سامان رسد کس قدر ہے؟"
سی ساگر۔ "بہت قلیل، جو غالباً ایک مہینہ بمشکل کفایت کریگا"۔
ابن قاسم۔ "آپ کی اس اطلاع دہی کا شکریہ"۔
اس کے بعد محمد بن قاسم اسیروں کے پاس آیا جو اب آزاد ہو چکے تھے اور ایک ایک سے بہت تپاک اور محبت سے پیش آیا۔

(۲۲)

اترا رہے ہے اپنی شکستوں پہ بھی رقیب
رسی تو جل گئی ہے مگر بل نہیں گیا (یکتا)

جب جے سنگھ کو یہ معلوم ہوا کہ سی ساگر قیدیوں کو لیکر مسلمانوں سے جا ملا ہے تو بہت سراسیمہ ہوا اور گھبرایا ہوا رانی لاڈی کے پاس آیا۔ رانی نے اس کو اس پریشانی میں دیکھ کر کہا۔ "جے سنگھ آج اس قدر گھبرائے ہوئے کیوں ہو۔ جلدی کہو کیا مسلمانوں کا لشکر آپہنچا؟"

جے سنگھ "مسلمانوں کے آجانے کا مجھے اس قدر خوف نہیں مگر ایک اس سے بھی زیادہ غم انگیز واقعہ رونما ہؤا ہے جس نے مجھے پریشان کر دیا۔"

لاڈی ۔ "جلدی کہو میرا دل بیٹھا جا رہا ہے۔"

جے سنگھ "افسوس سی ساگر نے غدّاری کی اور مسلمانوں سے جا ملا۔"

لاڈی ۔ "مسلمانوں سے جا ملا! یہ تو بہت برا ہؤا۔"

جے سنگھ "اور ساتھ میں اُن قیدیوں کو بھی لیتا گیا ہے۔"

لاڈی ۔ "خیر اس کا تو چنداں غم نہیں۔ رنج تو اس بات کا ہے کہ ایسا قابل اور رازداں شخص ہمارے ہاتھ سے جاتا رہا۔ ہائے اب کیا ہوگا؟ مجھے قسمت پھری نظر آتی ہے۔"

جے سنگھ "گھبرایئے نہیں اگر آپ نے ہمّت سے کام لیا تو مسلمان ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔"

لاڈی ۔ "مَیں نے سُنا ہے یہ لوگ بڑے ظالم ہوتے ہیں قیدیوں کے ساتھ اتنا برا سلوک کرتے ہیں جو غلاموں کے ساتھ بھی نہیں کیا جاتا۔"

جے سنگھ "اس میں کیا شک ہے۔ مسلمانوں کے ظالم ہونے میں کس کو کلام ہے۔ مگر ہم ان کے ظلم سے اُس وقت تک محفوظ رہ سکتے ہیں جب تک کہ ہم میں ہمت ہے۔"

لاڈی ۔ (کچھ سوچ کر) "میرے خیال میں ان کے ظلم سے محفوظ رہنے کی ایک اور بھی ترکیب ہے۔"

جے سنگھ "وہ کیا؟"

لاڈی ۔ "ان سے صلح کر لی جائے۔"

جے سنگھ "یہ آپ کیا فرماتی ہیں۔ ایسا تو ہرگز نہیں ہو سکتا کہ ہم ان سے صلح کر لیں۔ اس میں ہماری کس قدر بدنامی ہے۔"

لاڈی ۔ "تو پھر کیا کرو گے؟"

جے سنگھ "جنگ کریں گے اور اگر آپ نے میری رائے پر عمل کیا تو ہم بہت جلد کامیاب ہو جائیں گے۔"

لاڈی ۔ "اچھا کہو تم نے کیا سوچا ہے؟"

جے سنگھ "آپ بمنزلہ میری ماں کے ہیں لہذا مَیں جو رائے بھی دونگا وہ اس خلوص پر مبنی ہوگی جو ایک فرزند کو اپنی شفیق ماں کے ساتھ ہوتا ہے۔ اچھا ذرا غور سے سنئے۔ اس وقت ہمارے پاس کافی لشکر جمع ہو گیا ہے۔ تاہم مزید افواج کی فراہمی کی ابھی ضرورت ہے اسکی صورت یہی ہو سکتی ہے کہ یہاں کے لشکر کی سرداری آپ کریں اور مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے تیار ہو جائیں۔ مَیں جاتا ہوں سو بیرونجات سے لشکر جمع کر کے کمکیں بھیجتا رہونگا۔ اس کے علاوہ ایک ترکیب ایسی ذہن میں آئی ہے کہ مسلمان گھبرا کر برہمن آباد کا محاصرہ چھوڑنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ وہ یہ ہے کہ مَیں اچانک مسلمانوں کے مفتوحہ قلعوں پر حملہ کر دوں گا۔ یہ مانی ہوئی بات ہے کہ وہ اتنی محنت سے فتح کئے ہوئے قلعوں کو آسانی کے ساتھ ہاتھ سے نہ جانے دینگے اور فوراً ادھر کی توجہ چھوڑ کر اُدھر متوجہ ہو جائیں گے۔"

لاڈی ۔ "تدبیر تو معقول ہے۔"

جے سنگھ "بس تو مجھے آج ہی چلا جانا چاہئے کیونکہ مسلمان عنقریب آیا چاہتے ہیں۔ مَیں اُمرائے لشکر کو بلا کر آپ کے سامنے ضروری ہدایات کر لیتا ہوں۔"

لاڈی ۔ "بہت اچھا مَیں اپنے مقدور بھر مسلمانوں کے حملوں کو روکنے کا بندوبست کروں گی۔"

جے سنگھ نے رانی لاڈی کے قدم چومے اور محل سے نکلا۔

---

(۲۳)

جگہ خالی کریں غنچوں سے شبنم کا اشارہ ہے
چمن میں قافلہ اُترے گا پھولوں کا سحر ہو کر (چکبست)

لشکر اسلام سُرعت کے ساتھ بڑھتا ہوا برہمن آباد پہنچا اور شہر کا محاصرہ کر لیا۔ رانی اپنے لشکر کو لیکر بہادرانہ شہر سے باہر نکلی اور معرکہ آرا ہوئی۔ اور دونوں طرف سے ایک خونریز لڑائی کا آغاز ہوا۔

جے سنگھ کی کوششیں بیسود ثابت نہ ہوئیں بلکہ تھوڑے سے عرصہ میں بہت سے لشکر کا اجتماع ہو گیا جس سے اہل سندھ کو بہت تقویت ہوئی۔ اسی اثنا میں محمدؒ بن قاسم کو معلوم ہوا جے سنگھ نے ممالک محروسہ اسلامیہ پر لشکر کشی کی ہے اور لشکر اسلام کی رسد کے راستے بند کر دیئے ہیں۔ مدبّر نوجوان نے چند امرائے لشکر یعنی بنانہ بن حنظلہ کلابی، عطیہ ثعلبی، صارم ہمدانی، عبدالملک مدنی وغیرہم کو اپنے لشکر سے علیحدہ کر کے ایک مختصر فوج بنائی۔ اور اہل ہنود کی تالیف قلوب کے لئے ایک ہندو سردار موکا کو (جو مسلمانوں سے صلح کر کے اُن کے لشکر میں شامل ہو گیا تھا) اس لشکر کا سپہ سالار بنایا اور جے سنگھ کی گوشمالی کے لئے روانہ کیا۔

موکا ایک بہادر سپاہی تھا۔ اس نے اس بہادری اور شدّت سے جے سنگھ کا مقابلہ کیا کہ جے سنگھ کو سوائے فرار کے کچھ نہ سوجھا اور ایسا فرار ہوا کہ ملک سندھ چھوڑ کر کشمیر میں جا دم لیا۔ اور یہ فیروزمند لشکر نعرہائے مسرت بلند کرتا برہمن آباد لوٹا۔ موکا کا یہ خلوص اور جوانمردی دیکھ کر محمدؒ بن قاسم بہت خوش ہوا۔ اور اسکے منصب میں اضافہ کیا۔

اب تک برہمن آباد والوں کا یہ طریقہ تھا کہ دن بھر میدان میں لڑتے اور رات کو شہر میں پناہ گیر ہو جاتے۔ مگر جب جے سنگھ کی شکست اور فراری کی خبر اُن کے پاس پہنچی تو اتنے سراسیمہ و خائف ہوئے کہ پھر شہر سے باہر نہ نکلے۔ اور قلعہ بند ہو کر مقابلہ کرنے لگے۔ لیکن کب تک؟ رسد کی راہیں مسدود اور اشیائے خورد و نوش ختم ہو جانے نے ان کو بہت جلد پریشان کر دیا۔ مگر فوجی امرا ہنوز صلح پر آمادہ نہ ہوتے۔ یہ حالت دیکھ کر شہر کے لوگوں نے ایک خفیہ مجلس مشاورت منعقد کی جس میں قرار پایا کہ اگر مسلمان برہمن آباد والوں کو جان کی امان دیں اور ان کے مال سے تعرض نہ کریں تو دروازہ کھول دینا چاہئے۔ چنانچہ حسب قرارداد محمدؒ بن قاسم کی خدمت میں اس قسم کی درخواست بھیجی گئی۔ جس کا جواب یہ دیا گیا کہ "اُن لوگوں کو جان و مال کی امان دیجائیگی جو ہتھیار بند نہ ہونگے۔ مگر جو شخص مسلح نظر آئیگا گرفتار کر لیا جائیگا اور جو مقابلہ کریگا وہ قتل ہوگا"۔ یہ جواب ملتے ہی اہل شہر نے بغیر امرائے لشکر کو اطلاع کئے دروازہ کھول دیا۔ جس کے ساتھ ہی اسلامی لشکر ایک سیلاب کی طرح شہر میں در آیا۔ اب افواج سندھ میں بے تحاشہ بھاگڑ پڑی اور مسلح سپاہی شہر کا دوسرا دروازہ کھول کر بھاگنے لگے۔ رانی لاڈی نے کچھ فوجی سرداروں کو جمع کر کے مقابلہ کیا۔ مگر آخرش گرفتار ہوئی اور برہمن آباد کے قلعہ پر اسلامی جھنڈا لہرانے لگا۔

(۲۴)

جب شہر میں ایک بھی مسلح سپاہی نہ رہا تو مسلمانوں نے لڑنے سے ہاتھ روکا۔ گو اہل شہر کو امان مل چکی تھی تاہم وہ اس ہنگامہ کارزار سے ایسے خوفزدہ ہو گئے تھے کہ اپنے گھروں میں جا جا کر بند ہو گئے۔ انہیں خوف اس بات کا تھا کہ مبادا مسلمان فوجی آدمیوں کے دھوکے میں شہر والوں پر حملہ نہ کر بیٹھیں۔ چنانچہ جب بالکل امن ہو گیا تو لوگ اپنے گھروں سے نکلے مسلمانوں نے کسی سے کچھ تعرض نہ کیا اور اپنے وعدہ پر قائم رہے۔ اس حسن سلوک سے اُن کے دل میں اہل اسلام کی عظمت و شرافت کا سکہ بیٹھ گیا۔

برہمن آباد پر پوری طرح تسلط ہو جانے کے بعد محمدؒ بن قاسم نے سجدۂ شکر ادا کیا اور تمام اہل لشکر کو جمع کر کے دربار منعقد کیا۔ اور ایک بصیرت افروز تقریر کی:۔

"برادران اسلام! خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اُس نے ہمارے ہاتھ سے ایک بہت بڑا ملک فتح کرایا۔ اور ظالم اپنے

کیفر کردار کو پہنچے لیکن اس عظیم الشان فتح سے ہمارے دلوں میں غرور و نخوت کا اثر تک نہ پیدا ہونا چاہئیے کیونکہ غرور خدا کو ناپسند ہے اور وہ ہمیشہ مغروروں کو نیچا دکھاتا ہے۔ تم کو یاد ہوگا کہ جس وقت سرور کائنات جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے کسرائے ایران کے نام پیام تبلیغ بھیجا تھا جس کو اُس مغرور نے اپنی پُرشوکت سلطنت کے غرور میں سرشار ہو کر چاک کر ڈالا تھا۔ اُس کا انجام کیا ہوا؟ بہت جلد اسکی سلطنت نیست و نابود ہو گئی اور وہ ممالک آج مسلمانوں کے قبضہ میں ہیں والی سندھ کے غرور کا واقعہ تمہارے پیش نظر ہے۔ کتنا جلد خدا نے اس کے غرور کو خاک میں ملایا۔ وتعز من تشاء وتذل من تشاء۔

میرے محترم دوستو! اس فتح کو تائید ربانی سمجھو۔ کیونکہ ہم گنتی کے مسلمانوں میں یہ طاقت کہاں تھی کہ اتنے بڑے ٹڈی دل لشکر کا مقابلہ کر سکتے۔ لہذا اس قادر مطلق کا شکر ادا کرو اور اس سے امداد کے طالب ہو تاکہ بقیہ ملک بھی نور اسلام سے تاباں و درخشاں نظر آنے لگے۔"

تقریر ختم ہونے پر۔ لوگوں نے جوش و خروش سے نعرہائے تکبیر بلند کئے اور "اللہ اکبر، اللہ اکبر، نصر من اللہ و فتح قریب" کی پُرجلال صداؤں سے ہر دیوار و در گونج اٹھے۔

پھر محمد بن قاسم نے مال غنیمت منگوایا اور اس میں سے خمس بیت المال کے لئے نکال کر باقی لشکر میں تقسیم کر دیا۔ بعد ازاں اسیران جنگ کو طلب کیا۔ ان میں سے جنہوں نے اسلام کی حفاظت میں آنیکا وعدہ کیا وہ رہا کر دیئے اور باقی کو بدستور قید میں رکھنے کا حکم دیا۔

اسی دوران میں لشکر اسلام کے ایک بہادر جانباز نے بڑھکر ایک پری پیکر نازنین کو پیش کیا اور کہا کہ "یا امیر ایک لعل بے بہا حاضر ہے۔"

محمد بن قاسم:- "یہ کون ہے؟"

عبدالرحمن:- "راجہ داہر کی چھوٹی رانی لاڈی۔"

محمد بن قاسم:- "داہر کی رانی!"

یہ کہکر ایک اونچی مسند لگوائی اور اس پر۔ اس کو بیٹھنے کی اجازت دی۔ اور پھر رانی سے مخاطب ہو کر کہا "محترم رانی آپ چونکہ سلطنت سندھ کی رانی ہیں اس لئے میری نظر میں قابل احترام ہیں اور دل سے آپ کی عزت کرتا ہوں۔ آپ کو غالباً ناگوار گزرا ہوگا اور ضرور ناگوار گزرا ہوگا کہ ہم نے آپ کے عیش و آرام کو منغص کر دیا مگر یقین جانئے کہ اس میں ہمارا ذرہ برابر قصور نہیں اگر راجہ داہر کی بے عنوانیاں حد سے نہ گزری ہوتیں تو ہم ادھر کا رُخ تک نہ کرتے۔ سندھ پر حملہ کرنے سے ہماری غرض صرف مظلوموں کی امداد تھی جس میں خدا کے فضل سے ہم کامیاب ہوئے۔ ہم کو آپ کے مُلک و دولت سے سروکار نہیں۔ آپ کا ملک آپ کو مُبارک ہے۔ اب آپ جس کو چاہیں یہاں کا حکمران مقرر کر سکتیں ہیں۔ یا آپ خود سندھ کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے سکتی ہیں۔ ہم کو کوئی عذر نہ ہوگا۔ لیکن اتنی شرط ضرور منظور کرنی پڑیگی کہ سندھ کا حکمران اپنے آپ کو اسلام کی حفاظت میں دے کر مسلمانوں کا خیرخواہ ثابت کرے۔ ہم ہر وقت اس کی مدد کے لئے اسی طرح تیار رہیں گے جس طرح کہ مسلمانوں کی مدد کے لئے تیار ہیں۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ آپ اس امر پر ٹھنڈے دل سے غور کرینگی۔"

مجسمۂ اخلاق نوجوانوں کا یہ برتاؤ بہترین شرافت آمیز برتاؤ جو اوراق تاریخ پیش کر سکتے ہیں دیکھکر عشرت کدۂ داہر کی مایہ ناز حسینہ دریائے حیرت میں غرق ہو گئی۔ وحشی عرب اور مجسم خلق، ظالم مسلمان اور سراپا رحم، یہ ایسا خیال تھا جس سے اس کا دل آج سے پہلے آشنا تک نہ تھا۔ وہ ابھی تک یہ سمجھے ہوئے تھی کہ مسلمان ناخدا ترس ہوتے ہیں اور قیدیوں کے ساتھ بہت بُرا سلوک کرتے ہیں۔ چنانچہ جب وہ محمد بن قاسم کے دربار میں پیش کی گئی تھی تو اس کے دل میں پختگی سے راسخ ہو گیا تھا کہ وہ لونڈی بنائی جائیگی اور اسی خیال سے اس کا بدن خوف و ہراس سے لرز رہا تھا۔ مگر یہاں معاملہ بالکل برعکس نظر آیا اور

خلاف توقع اس کی عزت کیگئی۔

رانی دیکھنے کو تو سر جھکائے خاموش بیٹھی تھی مگر بدن کا رواں رواں اس نوعمر فاتح کی مدح و ثنا کے گیت گا رہا تھا اس نے ایک نگاہ تشکر سے محمدؐ بن قاسم کو دیکھا تو اس کو محسوس ہوا کہ اس کی نظریں ایک حسین دیوتا کی پرستش کر رہی ہیں۔

اس کے بعد محمدؐ بن قاسم کا دربار جو شاہانہ اور پُر تکلف نہ تھا بلکہ جس میں سچی اسلامی شان نظر آ رہی تھی برخاست ہوا اور رانی لاڈی زنانہ محل میں عزت و احترام کے ساتھ پہنچا دی گئی۔

(۲۵)

کون کہتا ہے کہ پتھر میں خدا رکھا ہے
دل کے سمجھانے کو ایک بُت سا بنا رکھا ہے

"کیا ادھرمی مُسلمان بھی ایسے دیوتا سروپ ہو سکتے ہیں ...... یا یہ صرف میرا وہم ہے ...... جو مجھے گمراہی کی طرف لئے جا رہا ہے ...... مگر نہیں ...... اس نوجوان کا خیال دم بھر کے لئے میرا پیچھا نہیں چھوڑتا ...... ابھی اس کی عُمر ہی کیا ہے ...... مگر اُس کے حوصلے اور ارادے کس قدر بلند ہیں ...... اور ...... خیالات کس قدر پاکیزہ ...... کیا اس عمر کے کسی نوجوان کے چنگل میں پھنس کر ایک نوجوان عورت کا اپنی عزت و عصمت سلامت لیکر نکلنا ممکن ہے؟ ...... ہرگز نہیں ...... یقیناً وہ دیوتا ہے ...... کیا میرے خواب کی تعبیر یہی تو نہیں؟ ...... اُف میں کس قسم کے خیالات ان لوگوں کے متعلق اپنے دل میں لئے ہوئے ہوں ...... یہ ضرور شیطانی وسوسہ ہے کہ میرا دل ان کی طرف کھنچ رہا ہے ...... ورنہ پاپی دُشٹ مُسلمان تو پاپی ہی رہیں گے ...... انہوں نے میرا سُہاگ اُجاڑا ...... ہمارا مُلک چھین لیا ...... مگر ہاں وہ یہ بھی تو کہتا تھا کہ مجھے تمہارے مُلک سے کوئی سروکار نہیں ...... تو کیا وہ سندھ کا مُلک مجھے عنایت کر دے گا؟ ...... ہے پربھو یہ کیا راز ہے؟"

یہ خیالات تھے جو رانی کے دماغ میں آ رہے تھے۔ بالآخر بہت کچھ ردو قدح کے بعد اُس نے یہ فیصلہ کیا کہ یہ خیالات وساوس شیطانی سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتے۔ اُس نے ارادہ کیا کہ مندر میں جا کر دیوتاؤں کی پرستش کرے جس سے یہ وسوسہ دُور ہو۔

یہ ارادہ کر کے اُس نے اپنی ہمدم خواص پاربتی کو آواز دی جس کے ساتھ ہی ایک شوخ و طرار عورت آموجود ہوئی اور بولی "فرمائیے کیا حکم ہے؟"

لاڈی "میں بڑے مندر میں پُوجا کے لئے جانا چاہتی ہوں۔ اس لئے سواری کا جلد انتظام کرو۔"

پاربتی "غالباً حضور خاصہ تناول فرما کر تشریف لیجائیں گی؟"

لاڈی "نہیں میں ابھی جانا چاہتی ہوں۔"

پاربتی "بہت اچھا" کہکر چلدی۔ جب سب انتظام ہو گیا تو رانی کی سواری برھمن کے بڑے بُت خانہ کی سمت روانہ ہوئی۔

ٹھیک اُس وقت جبکہ رانی اپنے بیجان خدا کے قدموں پر سر رکھے ہوئے تھی ہمیشہ قائم رہنے والے حی و قیوم خدا کا بندہ محمدؐ بن قاسم مندر میں داخل ہوا۔ رانی فوراً سنبھل کر ادب کے ساتھ ایک جانب کھڑی ہو گئی۔ نوجوان نے بُت کے ہاتھ میں سے ایک مرصع کنگن اُتار لیا۔ اور رانی سے کہا "یہی تمہارا معبود ہے؟ پہلے اس کے دونوں ہاتھوں میں کنگن تھے۔ اب صرف ایک ہی ہاتھ میں رہ گیا ہے۔ مگر یہ نہیں جانتا کہ دُوسرا کنگن کون لے گیا اور نہ اس میں اتنی قوت ہے کہ مجھ سے اپنا کنگن چھین لے۔ کیا ایسے بیجان معبود کی پرستش کرنا زیبا ہے؟" یہ کہکر وہ مُسکرایا اور کنگن واپس اس کے ہاتھ میں ڈالدیا۔ اور مندر سے باہر آیا۔

(۲۶)

دیکھئے کیا ہو رفعتیں میرے سرِ نیاز کی
ناصیہ سائی ہے نصیب ان کی حریم ناز کی (یکتا)

رات کا بھیانک وقت تھا۔ تاریکی تمام عالم پر مسلط ہو چکی تھی۔ لوگ میٹھی نیند سو رہے تھے۔ محمدؐ بن قاسم بھی برہمن آباد فتح کرکے اپنی خوابگاہ میں آرام کر رہا تھا کہ ایک نوجوان عورت پاسبانوں کی نگاہ سے بچتی بچاتی اُس کی خوابگاہ میں داخل ہوئی۔ پاؤں کی آہٹ سُنکر محمدؐ بن قاسم کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے اپنے سامنے ایک رشک ماہتاب حسینہ کو دیکھکر عالم شوق و اضطراب میں کہا "کون رانی لاڈی کیا تم ہو؟"

"حقیقتہً آپ دیوتاؤں سے زیادہ طاقتور ہیں۔ بالکل بجا ہے اگر مَیں بے جان دیوتاؤں کو چھوڑ کر ایک زندہ دیوتا کی پرستش کروں" رانی نے سجدے میں سر رکھتے ہوئے محمدؐ بن قاسم سے کہا۔

محمدؐ بن قاسم نے اس کا سر سجدہ سے اُٹھایا اور کہا "اے سلطنت سندھ کی رانی! عبادت کے لائق وہی ایک معبود ہے جس نے تم ہم اور کُل کائنات کو پیدا کیا ہے۔ مَیں تو اس کا ایک عاجز و ناچیز بندہ ہوں"

رانی کے دل میں محبت اِسلام کی چنگاریاں پہلے سے ٹمٹما رہی تھیں۔ ان بصیرت افروز الفاظ نے ان کو شعلوں کی صورت میں بھڑکا دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مہ جبین رانی نے اِسلام قبول کیا اور محمدؐ بن قاسم کے نکاح میں آکر اس کی زینت آغوش بنی۔ اَب سندھ میں ہندو راج زوال پذیر ہوا اور اِسلامی سلطنت کی بُنیادیں مستحکم ہونے لگیں۔

تتمہ

محمدؐ بن قاسم پردۂ دُنیا پر وہ زبردست ہیرو ہوا ہے جس کے حیرت انگیز کارنامے، محیر العقول معرکہ آرائیاں تاریخ عالم کے اوراق کو مزین کئے ہوئے ہیں۔ وہ کہنے کو تو ایک کمسن لڑکا تھا مگر کمسنی میں اس نے وہ مُدبرانہ اور بہادرانہ کام سرانجام دیئے جو کوئی پختہ سالی میں نہ کر سکا۔ کیا تاریخ اس کی سی نظیر پیدا کر سکتی ہے؟ غیر متعصب مؤرخین تو اس کے کارناموں کو جتنا سراہیں اُتنا ہی تھوڑا ہے۔ مگر ہم تو یہ دیکھ رہے ہیں کہ متعصب مؤرخین بھی اس کی مدح و ثنا میں اسی طرح رطب اللسان ہیں اور وہ اپنے تعصب کی بنا پر باوجود صدہا کوششوں کے آج تک اس مابہ الامتیاز شخصیت کے ہیرو میں کوئی پولیٹیکل نقص یا اخلاقی عیب نہ پا سکے۔ اَب دیکھنا یہ ہے کہ دربار خلافت سے اس جانباز کو اس کی جانبازی کا کیا صلہ ملا۔ آہ! قلم لرزتا ہے۔ دل شق ہوتا ہے یہ لکھتے ہوئے کہ اس کے حق میں وہ ہوا جو نہ ہونا چاہئے تھا ناقدرشناس و احسان فراموش سلیمان بن عبدالملک نے اس کے ساتھ وہی بدترین سلوک کیا جو موسیٰ بن نصیر فاتح اندلس (اسپین) اور قتیبہ بن مسلم فاتح چین کے سے مایہ ناز فرزندان اسلام کے ساتھ کیا گیا۔

اِس سے بڑھکر زمانہ کی بدمذاقی دیکھئے کہ آج ابوسعید کے نام کو، جس نے محمدؐ بن قاسم کے دوش بدوش مہمات عظیم سر کیں، کوئی نہیں جانتا۔ مؤرخین صرف یہ کہکر خاموش ہو جاتے ہیں کہ والی سندھ داہر کے قتل کا سہرا بنی کلاب کے ایک مایہ ناز فرزند کے سر رہا۔

(یکتا)

التجائے مُسلم

اے خدا! اے جفاکشوں کے خدا
سخت جانوں، بلاکشوں کے خدا

خون آشام امتحانوں میں!
دے جگہ مجھ کو کامرانوں میں!

عزم کو عزم آہنیں کر دے
دِل میں غیرت کی بجلیاں بھر دے

تشنۂ عیش کامرانی ہوں
طالبِ سوز جاودانی ہوں

دِل میں جوشِ کمال پیدا کر
طلب لازوال پیدا کر

عرش پیماں نگاہ دے مجھ کو
قوّتِ بے پناہ دے مجھ کو

زندگی دی تو سرخوشی بھی دے
کیف صہبائے زندگی بھی دے

واقف عرض والتجا ہے تو
حال دل خوب جانتا ہے تو

اپنے الطاف سے مِرے مالک
دُکھ کا درمان دے مِرے مالک

جانگزا ہے عذاب ناکامی
تا کجا اضطراب ناکامی

بے نیاز غم جہاں کر دے
سرخرو کر دے، کامراں کر دے

نیور

منشی پریم چند کے ہندی فسانے کا ترجمہ۔ مترجمہ ابو محمد امام الدین صاحب رام نگری

آسمان میں چاندی کے پہاڑ دوڑ رہے تھے، گلے مل رہے تھے، جیسے سورج اور ابر میں جنگ چھڑی ہوئی ہو، کبھی چھاؤں ہو جاتی تھی، کبھی تیز دھوپ چمک اٹھتی تھی، برسات کے دن تھے، حبس ہو رہا تھا، ہوا بند تھی۔

گاؤں کے باہر کئی مزدور ایک کھیت کی مینڈ باندھ رہے تھے، ننگے بدن، پسینے میں تر، کچھنی کسے ہوئے، سب کے سب پھاوڑے سے مٹی کھود کھود کر مینڈ پر رکھتے جاتے تھے، پانی سے مٹی نرم ہو گئی تھی۔

گوبر نے اپنی کانی آنکھ مٹکا کر کہا۔ اب تو ہاتھ نہیں چلتا بھائی، گولہ بھی چھوٹ گیا ہوگا، چلو چبینا کر لیں۔

نیور نے ہنس کر کہا۔ یہ مینڈ تو پوری کر لو پھر چبینا کرنا، میں تو تم سے پہلے آ گیا تھا۔

دینا نے سر پر جھوا اٹھاتے ہوئے کہا۔ تم نے اپنی جوانی میں جتنا گھی کھایا ہوگا نیور دادا اتنا تو اب ہمیں پانی بھی نہیں ملتا۔

نیور چھوٹے قد اور گٹھیلے بدن کا، کالا، پھرتیلا آدمی تھا، عمر پچاس سے اوپر تھی، مگر اچھے اچھے نوجوان اس کے برابر محنت نہ کر سکتے تھے، ابھی دو تین سال پہلے تک کشتی لڑتا تھا، جب سے گائے مر گئی، کشتی لڑنا چھوڑ دیا تھا۔

گوبر۔ تم سے تمباکو پئے بغیر کیسے رہا جاتا ہے نیور دادا! یہاں تو چاہے روٹی نہ ملے، لیکن تمباکو کے بغیر نہیں رہا جاتا۔

دینا۔ تو یہاں سے جا کر روٹی پکاؤ گے دادا؟ بڑھیا کچھ نہیں کرتی۔ ہم سے تو دادا ایسی عورت سے ایک روز نہ نبھے۔

نیور کے پچکے ہوئے کھچڑی مونچھ سے ڈھکے چہرے پر ہنسی کی ہلکی سی لہر دوڑ گئی۔ جس نے اسکی بدصورتی کو بھی خوبصورتی سے بدل دیا، بولا۔ جوانی تو اس کے ساتھ کاٹی ہے بیٹا، اب اس سے کوئی کام نہیں ہوتا تو کیا کروں؟

گوبر۔ تم نے اسے سر پر چڑھا رکھا ہے، نہیں تو کام کیسے نہ کرتی، مزے سے پلنگ پر بیٹھی چلم پیتی رہتی ہے، اور گاؤں بھر سے لڑائی کرتی ہے، تم بوڑھے ہو گئے لیکن وہ تو اب بھی جوان بنی ہے۔

دینا۔ جوان عورت کیا اس کی برابری کریگی، سیندور، ٹکلی، کاجل، مہندی میں تو اس کا من بستا ہے، کنارے دار رنگین دھوتی کے بغیر تو اسے کبھی دیکھا ہی نہیں، اس پر گہنوں سے بھی جی نہیں بھرتا، تم سیدھے ہو اس سے نبھاؤ ہو جاتا ہے، نہیں تو اب تک گلی گلی ٹھوکر یں کھاتی ہوتی۔

گوبر۔ مجھے تو اسکے بناؤ سنگار پر بہت غصہ آتا ہے، کام کاج کچھ نہ کرے گی، مگر کھانے پینے کو اچھا ہی چاہئے۔

نیور۔ تم کیا جانو بیٹا، جب وہ آئی تھی تو میرے گھر میں سات ہل کی کھیتی ہوتی تھی، رانی بنی بیٹھی رہتی تھی، زمانہ بدل گیا تو کیا ہے اس کی طبیعت تو وہی ہے، گھڑی بھر چولھے کے سامنے بیٹھ جاتی ہے تو آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں اور سر تھام کر پڑ جاتی ہے، مجھ سے تو یہ نہیں دیکھا جاتا، اسی دن رات کے لئے تو آدمی شادی کرتا ہے، اور اس میں کیا رکھا ہے، یہاں سے جا کر روٹی پکاؤنگا پانی لاؤنگا، تب دو نوالے کھائیگی، نہیں مجھے کیا تھا، تمہاری طرح چار پھنکے مار کر ایک لوٹا پانی پی لیتا۔ جب سے بیٹی مر گئی تب تو وہ اور بھی لچر ہو گئی۔ اس سے اس کو بڑا صدمہ پہنچا، ماں کی ممتا کو ہم تم کیا سمجھیں گے بیٹا! پہلے تو کبھی کبھی ڈانٹ بھی بتا دیتا تھا، اب کس منہ سے ڈانٹوں؟

دینا۔ کل تم پیڑ پر کیوں چڑھے تھے؟ آب کون گولر پکی ہے۔

نیور۔ اسی بکری کے لئے تھوڑی پتی توڑ رہا تھا، لڑکی کو دودھ پلانے کے لئے بکری لی تھی، اب بڈھی ہو گئی ہے، لیکن تھوڑا دودھ

دے دیتی ہے، اسی کا دودھ اور روٹی تو بڑھیا کا سہارا ہے۔

گھر پہنچکر نیور نے لوٹا اور ڈول اُٹھایا اور نہانے چلا۔ اتنے میں بیوی نے چارپائی پر لیٹے لیٹے کہا۔ اتنی دیر کیوں کر دیا کرتے ہو، آدمی کام کے پیچھے جان تھوڑے ہی دے دیتا ہے۔ جب مزدوری سب کے برابر ملتی ہے تو کیوں کام کے پیچھے مرتے ہو؟ نیور کا دل خوشی سے لبریز ہو گیا، اس کی ایثار بھری محبت میں خود غرضی کی بو تک تو نہ تھی، کتنا خلوص ہے، اس کے سوا اور کس کو اس کے آرام، اس کے مرنے جینے کی فکر ہے، پھر وہ کیوں نہ اپنی بڑھیا کے لئے جان دے، بولا ــــ تو اس جنم میں کوئی دیوی رہی ہوگی بڑھیا، سچ۔

بڈھیا۔ اچھا رہنے دو، یہ چاپلوسی، ہمارے پیچھے کون بیٹھا ہے جس کے لئے اتنی ہائے ہائے کرتے ہو!

نیور گز بھر کا سینہ لئے نہانے چلا گیا، واپس آکر موٹی موٹی روٹیاں پکائیں، آلو چولھے میں ڈال دیئے تھے ان کا بھرتہ بنایا، پھر بڈھیا اور وہ دونوں ساتھ کھانے بیٹھے۔

بڈھیا۔ میری ذات سے تمہیں کوئی آرام نہ ملا، پڑے پڑے کھاتی ہوں اور تمہیں پریشان کرتی ہوں، اس سے تو کہیں اچھا تھا کہ بھگوان مجھے اُٹھا لیتے۔

نیور۔ بھگوان آئیں گے تو میں کہوں گا کہ پہلے مجھے لیچلو، تم نہ رہوگی تو اس سونی جھونپڑی میں کون رہے گا۔

بڈھیا۔ تم نہ رہوگے تو میری کیا حالت ہوگی، یہ سوچ کر ہی میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا جاتا ہے، میں نے کوئی بڑی نیکی کی تھی جو تمہیں پایا، کسی اور کے ساتھ بھلا میرا کیا نباہ ہوتا"

ایسی میٹھی تسلّی کے لئے نیور کیا نہیں کر ڈالنا چاہتا تھا، کاہل، حریص، خود غرض بڑھیا محض زبان کی شیرینی سے نیور کو نچاتی رہتی تھی، جیسے شکاری کانٹے میں چارہ لگا کر مچھلی کو کھلا کو کھیلاتا ہے۔ اس مسئلے پر کہ پہلے کون مرے یہ آج پہلی بار بات چیت نہیں ہوئی تھی، اس کے قبل بھی کتنی دفعہ یہ سوال اُٹھا تھا اور یوں ہی چھوڑ دیا گیا تھا، لیکن نہ جانے کیوں نیور نے اپنے حق میں فیصلہ کر لیا، اسے یقین تھا کہ پہلے میں ہی جاؤنگا، وہ اسی لئے جان دیتا رہتا تھا کہ ہاتھ میں چار پیسے ہو جائیں تاکہ اس کے بعد جبتک بڈھیا رہے آرام سے رہے۔ کسی کے سامنے اسے ہاتھ نہ پھیلانا پڑے۔ مشکل سے مشکل کام جسے کوئی نہ کر سکے نیور کرتا۔ دن بھر پھاوڑے کدال کا کام کرنے کے بعد رات کو وہ روکھ کے دنوں میں کسی کی روکھ پیلتا، یا کھیتوں کی نگرانی کرتا۔ لیکن دن ختم ہوتے جاتے تھے اور وہ جو کچھ کماتا تھا وہ بھی ختم ہوتا جاتا تھا۔ بڈھیا کے بغیر یہ زندگی . . . . نہیں، اس کا وہ تصور ہی نہیں کر سکتا تھا۔

لیکن آج کی باتوں نے نیور کو فکرمند بنا دیا، جیسے رنگ کا ایک قطرہ پانی میں پڑ کر پھیل جاتا ہے، یہ خطرہ نیور کے دل میں پیدا ہو کر بڑھنے لگا۔

گاؤں میں نیور کو کام کی کمی نہ تھی، لیکن مزدوری تو وہی ملتی تھی جو اب تک ملتی آئی تھی۔ اس مندی میں وہ مزدوری بھی نہیں رہ گئی تھی۔ یکایک گاؤں میں، ایک سادھو کہیں سے چلتے پھرتے آنکلے، اور نیور کے گھر کے سامنے ہی پیپل کے نیچے ان کی دھونی جل گئی۔ گاؤں والے نے اپنی خوش نصیبی سمجھی۔ باباجی کی قدر و منزلت کرنے کے لئے سبھی جمع ہو گئے۔ کہیں سے لکڑی آگئی، کہیں سے بچھانے کو کمبل، کہیں سے آٹا دال، نیور کے پاس کیا تھا؟ باباجی کے لئے کھانا پکانے کی خدمت اس نے لی۔ چرس آگئی، دم لگنے لگا۔

دو تین روز میں ہی باباجی کی شہرت ترقی کرنے لگی، وہ بڑے پہنچے ہوئے ہیں، گذشتہ اور آئندہ سب بتا دیتے ہیں، لالچ تو چھو نہیں گیا ہے، پیسے کو ہاتھ نہیں لگاتے، اور کھاتے بھی کیا ہیں؟ آٹھ پہر میں ایک روٹیکہ کھالی، لیکن چہرہ چراغ کی طرح روشن ہے، بولی کتنی میٹھی ہے۔ سادہ مزاج نیور باباجی کا سب سے زیادہ عقیدتمند تھا، کہیں اس پر باباجی کی نگاہ ہو گئی تو پارس ہی ہو جائیگا ساری مصیبت و ناداری دور ہو جائیگی۔

تمام ارادتمند ایک ایک کر کے چلے گئے، خوب کڑاکے کا جاڑا پڑ رہا تھا، صرف نیور بیٹھا باباجی کے پاؤں دبا رہا تھا۔

بابا جی نے کہا۔ بچہ، دُنیا دھوکا ہے، اس میں کیوں پھنسے ہو؟

نیور نے سر جھکا کر کہا۔ نادان ہوں، مہاراج، کیا کروں، بیوی ہے اسے کس پر چھوڑوں۔

بابا جی۔ تو سمجھتا ہے، تو بیوی کی پرورش کرتا ہے؟

نیور۔ اور کون سہارا ہے اسے بابا جی؟

بابا جی۔ ایشور کچھ نہیں ہے؟ تو ہی سب کچھ ہے!

جیسے نیور کے دماغ میں معرفت کا نور پیدا ہو گیا، تو اتنا مغرور ہے! تیرا اتنا دماغ، مزدوری کرتے کرتے تیری جان جاتی ہے اور تو سمجھتا ہے کہ میں ہی، بدھیا کا سب کچھ ہوں، پرمیشور جو ساری دُنیا کو پالتا ہے تو اُس کے کام میں حصہ دار ہونے کا دعویٰ کرتا ہے' اس کے سادہ دیہاتی دل میں ایک آواز سی اُٹھکر اسے ملامت کرنے لگی، بولا۔ نادان ہوں مہاراج!

اس سے زیادہ اور کچھ نہ کہہ سکا، رنج و غم کے آنسو بہانے لگا۔

بابا جی نے جوش میں آکر کہا۔ دیکھنا چاہتا ہے ایشور کی لیلا، وہ چاہے تو دم بھر میں تجھے لکھپتی بنا دے۔ دم بھر میں تیری سب مصیبت دُور کر دے۔ میں اُس کا ایک ادنیٰ بھگت ہوں، لیکن مجھ میں بھی اتنی طاقت ہے کہ تجھکو پارس بنا دوں۔ تو صاف دل کا سچا ایماندار آدمی ہے، مجھے تجھ پر ترس آتا ہے، میں نے اس گاؤں میں سب کو غور سے دیکھا، کسی میں بھگتی نہیں، یقین نہیں' تجھ میں میں نے بھگت کا دل پایا۔ تیرے پاس کچھ چاندی ہے؟

نیور کو معلوم ہو رہا تھا کہ سامنے آسمان کا دروازہ ہے۔

نیور۔ دس پانچ روپئے ہوں گے مہاراج۔

بابا جی۔ کچھ چاندی کے ٹوٹے پھوٹے گہنے نہیں ہیں؟

نیور۔ گھر والی کے پاس گہنے ہیں۔

بابا جی۔ کل رات کو جتنی چاندی مل سکے یہاں لا، اور ایشور کی لیلا دیکھ، تیرے سامنے میں چاندی کو ہانڈی میں رکھ کر اسی دھونی میں رکھدوں گا، صبح آکر ہانڈی کو نکال لینا، مگر یاد رکھنا کہ ان اشرفیوں کو شراب پینے میں، جُوا کھیلنے میں یا کسی دُوسرے بُرے کام میں خرچ کیا تو کوڑھی ہو جائیگا۔ اب جا، سو رہ، ہاں اتنا اور سُن لے، اس کا تذکرہ کسی سے نہ کرنا، گھر والی سے بھی نہیں۔

نیور گھر چلا تو ایسا خوش تھا گویا ایشور کا ہاتھ اس کے سر پر ہے، رات بھر اسے نیند نہیں آئی۔ صبح اس نے کئی آدمیوں سے دو دو چار چار روپئے قرض لیکر پچاس روپئے جمع کئے، لوگ اس کا اعتبار کرتے تھے۔ کبھی کسی کا ایک پیسہ دباتا نہ تھا۔ وعدے کا پکا، نیت کا صاف، روپئے ملنے میں دقت نہ ہوئی، ۲۵ روپئے اس کے پاس تھے۔ بدھیا سے گہنے کیسے لے؟ چال چلی کہ تیرے گہنے بہت گندے ہو گئے ہیں، کھٹائی سے صاف کر لے، رات بھر کھٹائی میں رہنے سے نئے ہو جائیں گے۔ بدھیا چکمے میں آ گئی، گہنے ہانڈی میں کھٹائی ڈال کر بھگو دیئے۔ جب رات کو وہ سو گئی تو نیور نے روپئے بھی اسی ہانڈی میں ڈال دیئے اور بابا کے پاس پہنچا، بابا جی نے کچھ منتر پڑھا، ہانڈی کو دھونی کی خاک میں رکھکر اور نیور کو دُعا دے کر رُخصت کیا۔

رات بھر پہلو بدلنے کے بعد صبح منہ اندھیرے نیور بابا کے درشن کو گیا، مگر بابا کا وہاں پتہ نہ تھا، بے صبری کے ساتھ اس نے دھونی کی جلتی ہوئی راکھ ٹٹولی، ہانڈی غائب تھی، دل دھڑ دھڑ کرنے لگا۔ بدحواس ہو کر بابا کو تلاش کرنے لگا۔ کھیت کی طرف گیا۔ تالاب کی طرف گیا۔ دس منٹ، بیس منٹ، آدھ گھنٹہ، بابا کا کہیں نشان نہیں، بھگت آنے لگے، بابا کہاں گئے؟ کمبل بھی نہیں' برتن بھی نہیں۔

ایک بھگت نے کہا۔ رمتے سادھوؤں کا کیا ٹھکانا! آج یہاں کل وہاں، ایک جگہ رہیں تو سادھو کیسے، لوگوں سے ہل مل جائیں، بندھن میں پڑ جائیں۔

"پہنچے ہوئے تھے"

"لالچ تو چھو نہیں گیا تھا۔"

"نیور کہاں ہے، اُس پر بڑی مہربانی کیا کرتے تھے۔ اُس سے کہہ گئے ہوں گے۔"

نیور کی تلاش ہونے لگی، کہیں پتہ نہیں، اتنے میں بڑھیا نیور کو پکارتی ہوئی گھر میں سے نکلی، پھر کھلبلی مچ گئی، بڑھیا روتی تھی اور نیور کو گالی دیتی تھی۔

نیور کھیتوں کے مینڈوں سے بے تحاشا بھاگا چلا جاتا تھا، گویا وہ اِس گنہگار دُنیا سے نکل جائیگا۔

ایک شخص نے کہا۔ نیور نے کل ہم سے پانچ روپئے لئے تھے، آج شام کو دینے کے لئے کہا تھا۔

دُوسرا۔ ہم سے بھی دو روپئے آج ہی کے وعدے پر لئے تھے۔

بڑھیا روئی۔ داڑھی جڑا میرے تمام گہنے لے گیا۔ پچیس روپئے رکھے تھے وہ بھی لے گیا۔

لوگ سمجھ گئے۔ بابا کوئی دھوکے باز تھا، نیور کو جھانسا دے گیا، ایسے ایسے ٹھگ پڑے ہیں دُنیا میں، نیور کے بارے میں کسی کو شُبہ نہ تھا، بیچارہ سیدھا آدمی، آ گیا چکمے میں، مارے شرم کے کہیں چھپا بیٹھا ہوگا۔

تین مہینے گذر گئے۔

ضلع جھانسی میں دھنسان ندی کے کنارے ایک چھوٹا سا گاؤں کاشی پور ہے۔ ندی کے کنارے ایک پہاڑی ٹیلا ہے۔ اسی پر کئی روز سے ایک سادھو نے آسن جمایا ہے۔ پستہ قد آدمی ہے، توے کا سا کالا رنگ، اعضا گٹھے ہوئے، یہ نیور ہے جو سادھو کی صُورت میں دُنیا کو دھوکا دے رہا ہے۔ وہی سیدھا سادا نیور جس نے کبھی پرائے مال کی طرف نگاہ نہیں اُٹھائی، جو محنت کی روٹی کھا کر خوش تھا، گھر کی، گاؤں کی اور بُڑھیا کی یاد دم بھر بھی اسے نہیں بھولتی، اس زندگی میں پھر کوئی دن آئیگا کہ وہ اپنے گھر پہنچے گا، اور پھر اس دُنیا میں ہنستا کھیلتا اپنی چھوٹی چھوٹی ضرورتوں اور چھوٹی چھوٹی آرزوؤں کے درمیان خوشی سے رہے گا، وہ زندگی کتنی پُر لطف تھی، جتنے تھے سب اپنے تھے، سب عزت کرتے تھے، ہمدردی رکھتے تھے۔ دن بھر کی مزدوری تھوڑا سا اناج یا تھوڑے سے پیسے لیکر گھر آتا تھا تو بُڑھیا کس شیریں محبت سے اس کا خیر مقدم کرتی تھی، وہ ساری محنت ساری تھکن جیسے رس شیرینی میں مل کر اور شیریں ہو جاتی تھی، ہائے! وہ دن پھر کب آئیں گے۔ نہ جانے بُڑھیا کیسے رہتی ہوگی کون اسے پان کی طرح پھیرے گا۔ کون اسے پکا کر کھلائیگا۔ گھر میں ایک پیسہ بھی تو نہیں چھوڑا، گہنے تک ضائع کر دیئے۔ اس وقت اسے اتنا غصہ آتا کہ اگر اُس بابا کو پا جائے تو کچا ہی کھا جائے، ہائے، لالچ! لالچ!

اس کے بھگتوں میں ایک حسین نوجوان عورت بھی تھی، جس کے شوہر نے اسے چھوڑ دیا تھا، اس کا باپ فوجی پنشنر تھا، ایک پڑھے لکھے آدمی سے اس کی شادی کی، لیکن لڑکا ماں کے کہنے میں تھا، بہو کی ساس سے پٹتی نہ تھی، وہ چاہتی تھی شوہر ساس سے الگ رہے۔ شوہر اپنی ماں سے علیحدہ ہونے پر راضی نہ ہوا۔ بیوی روٹھ کر میکے چلی آئی۔ تین سال ہو گئے، اور سُسرال سے ایک بار بھی بُلاوا نہ آیا۔ نہ شوہر ہی آیا۔ عورت شوہر کو اختیار میں کر لینا چاہتی تھی۔ مہاتماؤں کے لئے کسی کا دل پھیر دینا کیا مشکل ہے، ہاں ان کی مہربانی چاہئے۔ ایک روز تنہائی میں اس نے باباجی سے اپنی مصیبت کہہ سُنائی۔ نیور کو جس شکار کی تلاش تھی وہ بلا سے نظر آیا۔ متانت سے بولا۔ بیٹی، میں نہ سدھ ہوں نہ مہاتما، نہ میں دُنیا کے جھگڑوں میں پڑتا ہوں، مگر تیری عقیدت و محبت دیکھ کر تجھ پر رحم آتا ہے، بھگوان نے چاہا تو تیری مُراد پوری ہو جائیگی۔

"آپ پہنچے ہوئے ہیں اور میرا آپ پر پورا اعتقاد ہے۔"

"بھگوان کی جو مرضی ہوگی وہی ہوگا۔"

"اس بدنصیب کا بیڑا آپ ہی پار لگا سکتے ہیں۔"

"بھگوان پر بھروسہ رکھو۔"

"میرے بھگوان تو آپ ہی ہیں"

نیورنے گویا مجبور ہوکر کہا۔ لیکن بیٹی اس کام میں بڑی کوشش کرنی پڑے گی اور اس کوشش میں سینکڑوں ہزاروں کا خرچ ہے، اس پر بھی تیرا کام ہو گا یا نہیں، یہ میں نہیں کہہ سکتا، ہاں مجھ سے جو کچھ ہو سکے گا، میں کر دونگا، مگر سب کچھ بھگوان کے ہاتھ میں ہے۔ میں دولت کو ہاتھ سے نہیں چھوتا، لیکن تیرا دکھ نہیں دیکھا جاتا۔

اسی رات کو لڑکی نے اپنے سونے کے زیوروں کی پٹاری لاکر باباجی کے قدموں میں رکھدی۔ باباجی نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے پٹاری رکھ لی، اور چاند کی سفید روشنی میں زیوروں کو دیکھا۔ ان کی آنکھیں چوندھیا گئیں، یہ سارا مال ان کا ہے، وہ ان کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑا کہہ رہا ہے۔ مجھے قبول کیجئے، کچھ بھی تو کرنا نہیں ہے، صرف پٹاری لیکر اپنے سامنے رکھ لینا ہے اور لڑکی کو دعا دے کر رخصت کر دینا ہے، صبح وہ آئیگی، اس وقت وہ اتنی دور ہوں گے جتنی دور ان کے پاؤں ان کو لیجائیں گے، ایسا خلاف توقع موقع! جب وہ روپئے سے بھری ہوئی تھیلیاں لیکر گاؤں میں پہنچے گا اور بڑھیا کے سامنے رکھدے گا، آہا! ایسی بڑی خوشی کا تو وہ تصور بھی نہیں کر سکتا۔

لیکن نہ معلوم کیوں اتنا معمولی سا کام بھی اس سے نہیں ہو سکتا، وہ پٹاری کو اٹھا کر اپنے سرہانے کمبل کے نیچے دبا کر نہیں رکھ سکتا، ہے کچھ نہیں، مگر اس کے لئے ناممکن ہے، محال ہے، وہ اس پٹاری کی طرف ہاتھ بھی نہیں بڑھا سکتا، ہاتھوں پر اس کا کوئی اختیار نہیں، جانے دو ہاتھ کو زبان سے تو کہہ سکتا ہے، اتنا کہنے میں کونسی دنیا الٹی جاتی ہے کہ بیٹی اسے اٹھاکر اس کمبل کے نیچے رکھدے، زبان کٹ تو نہ جائے گی، مگر اب اسے معلوم ہوتا ہے کہ زبان پر بھی اس کا قابو نہیں ہے، آنکھوں کے اشارے سے بھی یہ کام ہو سکتا ہے۔ لیکن اس وقت آنکھیں بھی بغاوت کر رہی ہیں، طبیعت کا بادشاہ اتنے وزیروں کے ہوتے ہوئے بھی مجبور ہے، بے اختیار ہے۔

لاکھ روپئے کی تھیلی سامنے رکھی ہو، ننگی تلوار ہاتھ میں ہو، گائے مضبوط رسی سے سامنے بندھی ہو، کیا گائے کی گردن پر اس کے ہاتھ اٹھیں گے؟ ہرگز نہیں، خواہ کوئی اسکی گردن کاٹ لے، لیکن وہ گائے کو ذبح نہیں کر سکتا، وہ عورت اسے اسی گائے کی طرح معلوم ہو رہی تھی۔ جس موقعے کو وہ تین مہینے سے تلاش کر رہا ہے اسے پاکر آج اس کی روح کانپ رہی ہے، نفس کسی جنگلی درندے کی طرح شکار کا شائق ہے لیکن زنجیریں بندھے بندھے اس کے ناخن گر گئے ہیں اور دانت کمزور ہو گئے ہیں۔

اس نے روتے ہوئے کہا۔ بیٹی پٹاری کو اٹھا لیجاؤ، میں تمہاری آزمائش کر رہا تھا۔ تمہاری مراد پوری ہو جائیگی۔

چاندنی کے اس پار پیڑ درختوں کی گود میں آرام کر رہا تھا، نیور آہستہ سے اٹھا اور دھنسان میں نہاکر ایک طرف چلا گیا، بھبھوت اور تلک سے اسے نفرت ہو رہی تھی، اسے تعجب ہو رہا تھا کہ وہ گھر سے نکلا ہی کیسے، تھوڑی سی نام ہنسائی کی وجہ سے۔ اسے اپنے اندر ایک عجیب مسرت محسوس ہو رہی تھی، گویا وہ بیڑیوں سے آزاد ہو گیا ہو، کوئی بہت بڑی فتح حاصل کی ہو۔

آٹھویں روز نیور اپنے گاؤں پہنچ گیا، لڑکوں نے دوڑ کر، اچھل کود کر، اس کی لکڑی اس کے ہاتھ سے چھین کر، اس کا خیر مقدم کیا۔

ایک لڑکے نے کہا۔ کاکی تو مر گئی دادا۔

نیور کے پاؤں جیسے بندھ گئے، منہ کے دونوں کونے نیچے جھک گئے، آنکھوں تلے اندھیرا چھا گیا، کچھ بولا نہیں، کچھ پوچھا نہیں، پل بھر بیجان کی طرح کھڑا رہا۔ پھر بڑی تیزی سے اپنی جھونپڑی کی طرف چلا۔ لڑکے بھی اس کے پیچھے دوڑے لیکن ان کی شوخی و شرارت غائب ہو چکی تھی۔

جھونپڑی کھلی پڑی تھی، بڑھیا کی چارپائی جہاں کی تہاں تھی، اسکی چلم اور ناریل جوں کا توں دھرا ہوا تھا، ایک

کونے میں دو چار مٹی اور پیتل کے برتن پڑے ہوئے تھے، لڑکے باہر ہی کھڑے رہ گئے، جھونپڑی کے اندر کیسے جائیں؟ وہیں بڑھیا بیٹھی ہے۔

گاؤں میں ہلچل مچ گئی، نیور دادا آگئے، جھونپڑی کے دروازے پر بھیڑ لگ گئی، سوالوں کا تانتا بندھ گیا۔ تم اتنے دن کہاں تھے دادا؟ تمہارے جانے کے تیسرے روز کاکی چل بسی، رات دن تمہیں گالیاں دیتی تھی، مرتے مرتے بھی تمہیں گالی دیتی رہی، تیسرے دن آئے تو مری پڑی تھی، تم اتنے روز تک کہاں رہے؟

نیور نے کوئی جواب نہ دیا۔ صرف اُداس، مایوس، غم آلود نگاہوں سے لوگوں کی طرف دیکھتا رہا۔ جیسے اس کی قوت گویائی زائل ہوگئی ہے، اس روز سے کسی نے اس کو بولتے یا روتے یا ہنستے نہیں دیکھا۔

گاؤں سے آدھ میل پر ایک پختہ سڑک ہے، اچھی آمد و رفت ہے۔ نیور بڑے سویرے جا کر سڑک کے کنارے ایک درخت کے نیچے بیٹھ جاتا ہے، کسی سے کچھ مانگتا نہیں، مگر راہگیر کچھ نہ کچھ دے ہی دیتے ہیں۔ دانے، اناج، پیسے، شام کو وہ اپنی جھونپڑی میں آجاتا ہے۔ چراغ جلاتا ہے، کھانا پکاتا ہے، کھاتا ہے اور اسی چارپائی پر پڑا رہتا ہے، اسکی زندگی میں جو ایک قوت متحرکہ تھی وہ معدوم ہوگئی ہے، وہ اب صرف ایک جاندار ہے، کیسا عمیق صدمہ ہے۔ گاؤں میں پلیگ آیا۔ لوگ گھر چھوڑ چھوڑ کر بھاگنے لگے۔ نیور کو اب کسی کی پرواہ نہ تھی، نہ کسی کو اس سے خوف تھا، نہ محبت، سارا گاؤں بھاگ گیا، نیور نے اپنی جھونپڑی نہ چھوڑی، آخر ہولی آئی، سب نے خوشیاں منائیں، نیور اپنی جھونپڑی سے نہ نکلا۔ اور آج بھی وہ اسی درخت کے نیچے سڑک کے کنارے اسی طرح خاموش بیٹھا ہوا نظر آتا ہے، بے طمع، بے جان۔

رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وسلم

علامہ قاضی محمد سلیمان صاحب سلمان منصورپوری رحمہ پنشنر جج ریاست پٹیالہ کی بہترین تصنیف یہی وہ کتاب ہے جسے ہندوستان اور بیرون ہند میں وہ قبولیت حاصل ہوئی ہے کہ اور کسی کتاب کو حاصل نہیں ہوئی یہی وہ کتاب ہے جسے ادنےٰ و اعلےٰ سب یکساں دیکھتے ہیں، جسے عربی خواں بھی پسند کرتے ہیں اور انگریزی داں بھی، جسے علما بھی چاہتے ہیں اور صوفیا بھی۔ یہی وہ کتاب ہے جس کے مداح وکلا بھی ہیں اور فضلا بھی جس کے ثنا خواں مؤرخ بھی ہیں اور محدث بھی یہی وہ کتاب ہے جو ہر اسلامی لائبریری کا جزو لاینفک ہے اور ہر کتب خانہ میں عزت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔ یہی وہ کتاب ہے جسے اسلامی مدارس میں درسًا درسًا پڑھایا جاتا ہے اور تمام سیرت کی کتابوں پر ترجیح دیجاتی ہے۔ یہی وہ کتاب ہے جسے جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن نے اپنے نصاب میں داخل کر رکھا ہے اور جامعہ عباسیہ بہاولپور نے بھی اسکی ضرورت کو محسوس کیا ہے۔ یہی وہ کتاب ہے جسے جامعہ ملیہ اسلامیہ بھی اپنے لئے ضروری سمجھتا ہے اور مدرسۃ العالیہ دیوبند بھی جس سے نہ علیگڈھ بے نیاز ہے نہ ندوۃ العلماء۔ الغرض اسلامی دنیا کا کوئی ایسا کونہ نہیں جہاں رحمۃ للعالمین کی شہرت نہ ہو اور کوئی مسلمان ایسا نہیں جو اسکی ضرورت کو محسوس نہ کرتا ہو۔

رحمۃ للعالمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوانح اور حالات میں ایک ایسی جامع کتاب ہے، کہ اسکی موجودگی میں پھر اور کسی کتاب کی ضرورت نہیں رہتی۔ قیمت فی جلد حصہ اول دو روپے حصہ دوم چار روپے حصہ سوم تین روپے علاوہ محصولڈاک

سیرۃ سلمان اس کتاب میں قاضی صاحب مرحوم کے وہ تمام کمالات جو آپ کو فن تاریخ۔ فن حدیث۔ فن شعر۔ فن تصوف۔ فن تعلیم۔ فن تبلیغ۔ فن تقریر۔ فن تحریر۔ فن افتا۔ فن معاشرت۔ فن اخلاق وغیرہ میں حاصل تھے اس خوبی سے جمع کئے گئے ہیں کہ ہم اُن سے بیسیوں سبق سیکھ سکتے ہیں۔ قیمت عہ

تاریخ المشاہیر جس میں امام ابوحنیفہؒ۔ امام مالکؒ۔ امام شافعیؒ۔ امام احمد بن حنبلؒ۔ امام محمدؒ۔ امام ابو یوسفؒ۔ امام فخر الدین رازیؒ۔ امام غزالیؒ۔ سید عبدالقادر جیلانیؒ جیسے پچاس بزرگوں کی سوانح عمریاں درج ہیں گویا یہ ایک کتاب پچاس کتابوں کا کام دیتی ہے از قاضی محمد سلیمان صاحبؒ۔ قیمت عہ مجلد عہ

اصحاب بدر یہ کتاب بھی قاضی صاحب مرحوم ہی کی تصنیف ہے اس میں آپ نے اسلام کی سب سے پہلی لڑائی (جنگ بدر) کا نقشہ اور فوٹو اس انداز سے کھینچا ہے کہ پڑھنے والوں کے دل پر خاص اثر ہوتا ہے۔ اس جنگ میں ۳۱۳ صحابی شریک تھے۔ آپ نے ان سب کی سیر اور حالات بھی لکھدیئے ہیں۔ قیمت رعایتی عہ

شرح اسماء اللہ الحسنےٰ یہ کتاب قاضی صاحب مرحوم کی آخری کتاب ہے جسے صحیح معنوں میں ان کی علمی یادگار کہنا چاہیئے۔ اس کتاب میں آپ نے اللہ تعالےٰ کے ۹۹ ناموں کی تشریح و تفصیل علمی و لغوی اور تاریخی حیثیت سے اس خوبی سے بیان کیا ہے کہ گویا اس کا بیان کرنا آپ پر ختم ہوچکا ہے۔ قیمت عمر

ملنے کا پتہ: منیجر صوفی [illegible]

معراج المومنین

از جناب حضرت مولانا سید احمد حسین صاحب امجد حیدرآبادی

حدیث شریف میں آیا ہے کہ مومن کا کوئی پہلو فائدے سے خالی نہیں، اگر مصیبت ہے تو اُس کو صبر کا اجر ملے گا، اور اگر مسرت ہے تو اُس کو شکر کا اجر ملے گا۔ اس حدیث مذکورسے (جس سے فلسفیانہ نقطۂ نظر سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا) مجھے نماز میں بھی دو پہلو نظر آتے ہیں۔

۱۔ اگر ہمارے وقت کا حصہ راحت اور مسرت میں گزرا ہے تو ایسی صورت میں نماز اپنے خالق (جس سے کسی مخلوق کو انکار نہیں ہو سکتا) کے احسان و فضل کا شکریہ متصور ہوگی، اور غیر نمازی احسان فراموش کہا جائیگا۔

۲۔ اگر ہمارے وقت کا حصہ تکلیف اور مصیبت میں گزرا ہے تو اس صورت میں نماز دفع تکلیف و مصیبت کی دعائیہ صورت تصور ہوگی۔

اس مختصر سی تمہید کے بعد آب اپنی "معراج المومنین" جس کی حکمت آموزی کا مولوی سید سلیمان صاحب ندوی نے بھی (اپنی عادت کے خلاف) اعتراف کیا ہے بھیجتا ہوں۔ توفیق الٰہی رفیق ہو تو نماز کی فلاسفی اچھی طرح سمجھ میں آجائے گی۔ اور ہمارے نوجوان ملک محمد اسلم خاں صاحب ایم۔ اے (کینٹب) بار ایٹ لا کا منشا پورا ہو جائیگا۔ (ہو الموفق والمعین)

امجد

یاحسرۃً علی العباد

پایا نہ حیات کا ثمر، اِک دن بھی — ہم کو نہ ہوا خدا کا ڈر، اِک دن بھی
کیا حق ہے زمیں پہ پاؤں رکھنے کا ہمیں — رکھا نہیں جب سجدے میں سر، اِک دن بھی

خطرات فی الصلوٰۃ

فطرت ہر چیز کی طرف مُڑتی ہے — ٹوٹی ہوئی شاخ، از سر نو جُڑتی ہے
ہوتا ہے نماز میں ہجومِ خطرات — گھر جھاڑتے وقت خاک بھی اُڑتی ہے

دلبر کے لئے اَدائے ناز اچھی ہے — عاشق کے لئے رسم نیاز اچھی ہے
موقع ہے یہی تو اِک، قدم لینے کا — ہر ایک عبادت سے نماز اچھی ہے

تخلیق کا راز، عبدیت میں ڈھونڈو — ناز اپنا، نیاز کی صفت میں ڈھونڈو
اسرار عبودیت کا مظہر ہے نماز — آئینۂ اسلام کا جوہر ہے نماز
اسلام ہے گر لفظ تو معنی ہے نماز — ہاں قربتِ مولیٰ کا وسیلہ ہے نماز

پیراہن کبر، چاک ہو جاتا ہے — نفس سرکش، ہلاک ہو جاتا ہے
مسلم کے لئے عجیب نعمت ہے نماز — سر خاک میں رکھ کے پاک ہو جاتا ہے

اِس بندۂ مُسلم کا بھی کیا پایہ ہے — دیکھ تو کہ کس کے سامنے آیا ہے
فِتنوں سے جہاں کے جاں چھُڑا کر آیا — بندہ، دُنیا سے ہاتھ اُٹھا کر آیا
ہاں قرۂ عین دل بنیا ہے نماز — اِسلام ہے گر لفظ، تو معنی ہے نماز

سرِ نہادن ۱۲

قیام

بندے کو قیام ہے خدا کے آگے — فانی کو جگہ ملی، بقا کے آگے
اس وقت نظر آتی ہے شانِ قیّوم — ملتا ہے قیام میں نشانِ قیّوم
اللہ کا الف قیام کی صُورت ہے — ارکان ہیں یہ امام کی صُورت ہے

رکوع

بندے نے رکوع میں بڑی جُرأت کی — سر، قدموں پہ رکھنے کی اجازت لے لی
مُسلم، سر خم کئے ہوئے حاضر ہے — یہ، وہ مہ نو ہے جس کا، رب ناظر ہے

دل کو رُخِ جاناں پہ فدا رہنے دے — ان قدموں میں آنکھوں کو گڑا رہنے دے
جُھک کر مرے کان میں یہ کہتا ہے رکوع — امجد! سرِ تسلیم جُھکا رہنے دے

سجدہ

ہے عرش سے بھی بلند بامِ سجدہ — قدموں میں کسی کے ہے مقامِ سجدہ
سجدہ، ہے عروسِ عبدیّت کا گہنا — سُنتا ہے اسی جگہ، وہ میرا کہنا
سجدے میں چھپے ہوئے ہیں اسرارِ نماز — یہ سجدہ، ہے شاہنشہِ دربارِ نماز

زنجیرِ درِ عرش ہلاتا ہوں میں — اللہ غنی؟ کسے بُلاتا ہوں میں
سجدے کے بہانے دل کی بیتابی سے — قدموں پہ کسی کے لوٹ جاتا ہوں میں

اِس، سر بہ زمیں شاخ کا پھل، اعلیٰ ہے — عامل، معمولی ہے، عمل، اعلیٰ ہے
پُوچھو نہیں سجدہ کرنے والوں کے دماغ — سر، خاک میں، لب پہ، ربی الاعلیٰ ہے
مُسلم کی کمال آرزو، سجدہ ہے — اللہ، قیام اور ھُو سجدہ ہے
جاں، ڈوب کے لذّتوں میں کھو جاتی ہے — فانی ہستی کی نفی ہو جاتی ہے
شبِ ہجر کی، شامِ وصل سے ملتی ہے — جب جھکتی ہے شاخ، اصل سے ملتی ہے
کب، راہ یہ، زور و زر سے طے ہوتی ہے — ہاں منزلِ عشق، سر سے طے ہوتی ہے

سر اَب تو اُٹھاتی نہیں پُر خوں آنکھیں — کس طرح نکال کریں، رکھ دوں آنکھیں
ٹھنڈک ہے عجب سجدے میں سُبحان اللہ — تلووں سے کسی کے مل رہا ہوں آنکھیں

قعود

بیٹھا ہے اَدب سے، عبد، پیشِ معبود — فِی مَقْعَدِ صِدْقٍ کا مصداق، قعود

فی مقعد صدقٍ عند ملیکٍ مقتدر ۱۲

سلام

اسلام میں، مصدر محاسن ہے سلام
مسلم کی سلامتی کا ضامن ہے سلام

دُعا

ہر دم، اس کی عنایت تازہ ہے
اُس کی رحمت، بغیر اندازہ ہے
جتنا ممکن ہو کھٹکھٹاتے جاؤ
یہ دست دُعا، خدا کا دروازہ ہے

سرمایۂ غربا

خالق نے جنہیں دیا ہے زر دیتے ہیں
زر کیا ہے، خدا کی راہ میں گھر دیتے ہیں
اپنا سرمایہ ہے رکوع و سجدہ
سامان نہیں رکھتے ہیں سر دیتے ہیں

نتیجہ انعامات

بلجیم ریسٹوریشن سنہ ۱۹۲۱ء مؤرخہ ۱۵ جنوری سنہ ۱۹۳۴ء کے انعام بانڈ نمبر ۶۱۱۵۴/۱۵ کو دس لاکھ فرانک دیئے گئے۔

بلجیم ریسٹوریشن سنہ ۱۹۲۲ء مؤرخہ ۱۵ جنوری سنہ ۱۹۳۴ء کے انعام بانڈ نمبر ۴۳۶۹/۶ ا کو ڈھائی لاکھ فرانک ملے بانڈ نمبر ۹۳۳۳۱/۱۸ ۴۳۶۶۹/۷ ا سے ہر ایک کو ایک ایک لاکھ فرانک ملا۔

بلجیم ریسٹوریشن سنہ ۱۹۲۳ء مؤرخہ ۲۰ جنوری سنہ ۱۹۳۴ء کے انعام بانڈ نمبر ۲۲۴۵۶۸/۵ و ۲۶۳۲۸۷/۲ سے ہر ایک ایک لاکھ فرانک ملا۔ بانڈ نمبر ۱۵۸۴۶۱/۳ و ۲۸۶۱۶۷/۳ و ۳۶۲۸۷۰/۱ سے ہر ایک کو پچاس پچاس ہزار فرانک ملے۔ مندرجہ ذیل ۱۵ نمبران سے ہر ایک کو دس دس ہزار فرانک دیئے گئے:۔

۶۱۷۴۴/۲، ۹۱۳۵۷، ۱۱۴۳۹۳، ۱۲۳۳۹۵/۱، ۱۲۷۶۵۹/۵، ۱۴۱۶۳۹/۱، ۱۵۲۸۳۳/۴، ۱۵۴۷۸۵/۵، ۱۶۱۱۵۱/۳، ۲۳۰۹۹۸/۱، ۲۸۸۲۷۸/۱، ۳۱۰۴۲۹/۵، ۳۱۹۳۴۲/۵، ۳۲۶۰۷۳/۳، ۳۵۱۵۴۷/۵،

سٹی آف برسلز سنہ ۱۹۰۵ء مؤرخہ ۱۵ جنوری سنہ ۱۹۳۴ء کے انعام بانڈ نمبر ۹۹۴۱۹/۳۲ کو ڈھائی لاکھ فرانک دیئے گئے۔ بانڈ نمبر ۱۶۱۹۰۵/۷ کو ڈھائی ہزار فرانک دیئے گئے۔ بانڈ نمبر ۸۹۶۹۷/۸ کو ایک ہزار فرانک ملا۔ بانڈ نمبر ۴۹۵۹۹/۱۲ و ۱۲۷۲۷/۹ ا سے ہر ایک کو ڈھائی سو فرانک دیئے گئے۔

کریڈٹ نیشنل سنہ ۱۹۲۳ء مؤرخہ یکم فروری سنہ ۱۹۳۴ء کے انعام مندرجہ ذیل چھ نمبران سے ہر ایک کو ایک لاکھ فرانک دیئے گئے۔ ۱۶۰۰۳۱-۱۱۶۰۰۳۱-۲۶۰۰۳۱-۳۶۰۰۳۱-۴۶۰۰۳۱-۵۶۰۰۳۱- چھ نمبران ۸۶۰۰۳۱-۱۸۶۰۰۳۱-۲۸۶۰۰۳۱-۳۸۶۰۰۳۱-۴۸۶۰۰۳۱-۵۸۶۰۰۳۱ سے ہر ایک کو پچاس پچاس ہزار فرانک دیئے گئے۔ بارہ نمبران ۱۲۰۰۳۱-۷۳۰۰۳۱-۱۱۲۰۰۳۱-۱۷۳۰۰۳۱-۲۱۲۰۰۳۱-۲۷۳۰۰۳۱-۳۱۲۰۰۳۱-۳۷۳۰۰۳۱-۴۱۲۰۰۳۱-۴۷۳۰۰۳۱-۵۱۲۰۰۳۱-۵۷۳۰۰۳۱ سے ہر ایک کو دس دس ہزار فرانک دیئے گئے۔ مندرجہ ذیل ۴۸ نمبران سے ہر ایک کو پانچ پانچ ہزار فرانک دیئے گئے:۔

۱۰۰۳۱-۵۰۰۳۱-۱۷۰۰۳۱-۳۵۰۰۳۱-۵۲۰۰۳۱-۶۲۰۰۳۱-۶۶۰۰۳۱-۹۹۰۰۳۱-۱۰۱۰۰۳۱-۱۰۵۰۰۳۱-

۱۱۷۰۰۳۱-۱۳۵۰۰۳۱-۱۵۲۰۰۳۱-۱۶۲۰۰۳۱-۱۶۶۰۰۳۱-۱۹۹۰۰۳۱-۲۰۱۰۰۳۱-۲۰۵۰۰۳۱-۲۱۷۰۰۳۱-

۲۳۵۰۰۳۱-۲۵۲۰۰۳۱-۲۶۲۰۰۳۱-۲۶۶۰۰۳۱-۲۹۹۰۰۳۱-۳۰۱۰۰۳۱-۳۰۵۰۰۳۱-۳۱۷۰۰۳۱-۳۳۵۰۰۳۱-

۳۵۲۰۰۳۱-۳۶۲۰۰۳۱-۳۶۶۰۰۳۱-۳۹۹۰۰۳۱-۴۰۱۰۰۳۱-۴۰۵۰۰۳۱-۴۱۷۰۰۳۱-۴۳۵۰۰۳۱-۴۵۲۰۰۳۱-

۴۶۲۰۰۳۱-۴۶۶۰۰۳۱-۴۹۹۰۰۳۱-۵۰۱۰۰۳۱-۵۰۵۰۰۳۱-۵۱۷۰۰۳۱-۵۳۵۰۰۳۱-۵۵۲۰۰۳۱-۵۶۲۰۰۳۱-

۵۶۶۰۰۳۱-۵۹۹۰۰۳۱-

اِن کے علاوہ جن نمبران کے پہلے چار ہندسے اکائی کی طرف سے ۰۰۳۱ - ۰۷۵۷ - ۰۲۰۷۴ ہوں گے اُن میں سے ہر ایک کو ایک ایک ہزار فرانک دیا گیا۔

کریڈٹ نیشنل سنہ ۱۹۲۰ء مؤرخہ یکم فروری سنہ ۱۹۳۴ء کے انعام بانڈ نمبر ۴۴۲۳۷۷۷ کو دس لاکھ فرانک دیئے گئے۔ بانڈ نمبر ۸۶۵۵۷۷۷ کو پانچ لاکھ فرانک دیئے گئے۔ بانڈ نمبر ۳۱۸۹۱۵۰ و ۴۴۳۷۰۲۱ سے ہر ایک کو دو دو لاکھ فرانک دیئے گئے۔ ۱۲۱۱۹۹۲-۲۲۶۹۹۴۴-۹۲۹۸۲۵-۹۴ سے ہر ایک کو ایک ایک لاکھ فرانک دیئے گئے۔ بانڈ نمبر ۶۷۲۹۹۸-

۱۱۲۰۰۵۳ - ۲۳۵۸۵۸۹ - ۲۴۸۳۴۸۵ - ۳۶۴۵۵۱۶ - ۴۱۶۴۹۴۴ سے ہر ایک کو پچاس پچاس ہزار فرانک دیئے گئے۔

بلجیم نیا قرضہ ۱۹۳۲ء مورخہ ۲۵ جنوری ۱۹۳۴ء کے انعام سلسلہ نمبر ۲۷۱۷۸۹ کو پانچ لاکھ فرانک دیئے گئے۔ ۳۳ سلسلہائے مندرجہ ذیل کو فی سلسلہ پچیس ہزار فرانک دیئے گئے۔

۱۱۰۶۹۳ - ۱۲۳۶۱۰ - ۱۳۶۰۵۴ - ۱۴۷۳۱۲ - ۱۵۰۲۱۶ - ۱۵۲۶۳۲ - ۱۶۷۱۴۷ - ۱۸۰۲۲۴ - ۱۸۶۰۷۱ - ۱۸۸۸۰۱ - ۱۹۶۰۸۲ -
۲۰۳۸۵۴ - ۲۰۷۲۳۴ - ۲۰۷۷۳۹ - ۲۱۴۵۰۸ - ۲۱۸۵۶۲ - ۲۱۹۴۵۱ - ۲۲۰۳۲۸ - ۲۲۴۶۸۳ - ۲۳۲۲۰۰ - ۲۳۶۶۵۸ -
۲۳۸۰۵۳ - ۲۴۷۸۵۷ - ۲۵۸۸۵۸ - ۲۵۹۹۱۷ - ۲۶۴۵۷۱ - ۲۷۱۳۲۷ - ۲۷۲۴۰۱ - ۲۷۵۱۷۰ - ۲۸۲۷۹۴ - ۲۹۳۲۵۷ -
۲۹۴۱۴۶ - ۲۹۷۸۵۸ -

لاکھوں روپیہ ماہوار کس طرح مل سکتا ہے؟

جس طرح سرکار انگریزی وقتاً فوقتاً ہندوستان یا انگلستان میں قرضہ حاصل کرتی ہے اور رقم قرضہ کے عوض تمسکات جاری کرتی ہے یا جس طرح بمبئی اور کلکتہ شہروں کی میونسپل کمیٹیاں شہر کی حدود بڑھانے کے لئے قرضہ لیں اور تمسکات جاری کرتی ہیں اسی طرح یورپ میں بعض حکومتیں اپنے ملک کی تجارت، صنعت وحرفت یا غیر آباد ضلاع یا جزائر کی آبادی کیلئے قرضے حاصل کرتی ہیں۔ سنہ ۱۹۳۱ء میں حاصل کردہ انگریزی قرضہ کو یا جس طرح گورنمنٹ آف انڈیا لون بانڈ سنہ ۱۹۳۱ء کہا جاتا ہے۔ اسی طرح فرانس میں کریڈٹ نیشنل سنہ ۱۹۲۰ء کہا جاتا ہے یعنی حکومت فرانس نے سنہ ۱۹۲۰ء میں پچاس کروڑ قرضہ جنگ حاصل کیا۔ ہر ایک تمسک پانچسو فرانک (فرانس کے سکہ کا نام ہے جو عموماً چار آنہ کے مساوی ہوتا ہے مگر اُسکی قیمت انگریزی پونڈ کی طرح گھٹتی بڑھتی رہتی ہے) کا جاری کیا۔ جس پر انکم ٹیکس معاف ہے اور پانچ فیصدی سالانہ سُود اس پر دیا جاتا ہے۔ علاوہ سُود کے گورنمنٹ فرانس اس قرضہ کے قرضخواہوں کو ان تمسکات پر ہر سال پانچ کروڑ فرانک (قریباً سوا کروڑ روپیہ) بطور انعام تقسیم کرتی ہے۔ انعام سال میں آٹھ دفعہ تقسیم ہوتا ہے۔ ہر ایک قرعہ اندازی میں پہلا انعام دس لاکھ فرانک یا قریباً ڈھائی لاکھ روپیہ کا ہوتا ہے۔ باقی چھوٹے انعام ہوتے ہیں اور ایک معقول تعداد تمسکات کی پوری رقم مع سود خریداران تمسکات کو واپس ادا کردی جاتی ہے۔ اس طرح یہ قرضہ جو سنہ ۱۹۲۰ء میں حاصل کیا گیا ہے سنہ ۱۹۹۵ء میں کلّیہ ادا ہو جاتا ہے۔

تمسکات قرضہ بطور کرنسی نوٹ یہ تمسک فرانس میں اور دوسرے یورپین ممالک میں بطور کرنسی نوٹوں کے بوقت ضرورت ایک آدمی دوسرے کو دے سکتا اور خرید وفروخت میں ان کو استعمال کر سکتا ہے۔ ان کی رقم ایسی ہے جیسے ڈاکخانہ یا امپیریل بنک میں جمع کرادی۔ جب ضرورت پڑی منگالی۔

ہندوستان میں یہ تمسکات ہندوستان میں بھی آپ ان تمسکات کو جب اور جس وقت چاہیں فروخت کر سکتے ہیں۔ فروخت کرنے کے وقت جو شرح تبادلہ ہو اُس کے مطابق نقد قیمت پر بک سکتے ہیں۔ تمسکات کے ساتھ سُود کے کوپن لگے ہوتے ہیں وہ بھجکر سُود لے سکتے ہیں یا ان کو دیگر تمسکات کی خرید میں ادا کر سکتے ہیں۔ آپ کے اطمینان کے واسطے فرنچ گورنمنٹ کے سنہ ۱۹۲۰ء کے قرضہ تمسک کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے تاکہ آپ ان کی شرائط سے واقف ہو جائیں۔

ترجمہ فرنچ گورنمنٹ نیشنل بانڈ

حکومت فرانس کے قومی قرضہ کا تمسک

جو حکومت فرانس کے خاص ایکٹ مورخہ ۲۰ مئی سنہ ۱۹۲۰ء کے مطابق جاری ہوا

مالک یا قابض تمسک سے معاہدہ

یہ تمسک پانچسو فرانک قرضہ کے متعلق جاری کیا جاتا ہے حکومت فرانس اس تمسک کو پیش کرنے کی صورت میں انعام نکلنے کی تاریخ سے پینتیس دن کے بعد جس قدر انعام اس پر نکلا وہ ادا کر دے گی۔ جس شخص کے پاس یہ تمسک ہو اُس کو پچیس فرانک سالانہ کے حساب سے سُود ہر سال ۱۵ جون اور ۱۵ دسمبر کو ملتا رہیگا۔ یہ قرضہ ۷۵ سال کے اندر یعنی سنہ ۱۹۹۵ء تک پورا ادا کر دیا جاویگا۔ لیکن حکومت فرانس کا اختیار ہے کہ سنہ ۱۹۴۰ء کے بعد جس وقت چاہے کلّیہ قرضہ یکمشت ادا کردے ایسی صورت اور آئندہ انعامات کا نکالنا بند کر دیا جاویگا۔ ہر ایک قرعہ اندازی میں علاوہ مندرجہ ذیل انعامات کے ایک کافی تعداد تمسکات کا پورا روپیہ قرضہ کا ادا ہوگا جس کی تفصیل ہر سال گورنمنٹ گزٹ میں شائع ہوتی رہے گی۔ سنہ ۱۹۴۰ء کے بعد جب کبھی قرضہ کو یکمشت ادا کرنیکا فیصلہ ہوا تو گورنمنٹ فرانس اپنا یہ فیصلہ اور حکم گورنمنٹ گزٹ میں تین دفعہ آگاہی عوام کے لئے شائع کر دیگی۔ انعامات ہر سال ۲ جنوری، یکم فروری، یکم اپریل، یکم مئی، یکم جولائی، یکم اگست، یکم اکتوبر اور ۳۰ نومبر کو نکالے جائیں گے۔ تفصیل انعامات حسب ذیل ہوگی:—

ایک انعام دس لاکھ فرانک کا، ایک انعام پانچ لاکھ فرانک کا، دو انعام ہر ایک دو لاکھ فرانک کے، تین انعام ہر ایک ایک لاکھ فرانک کے، چھ انعام ہر ایک پچاس ہزار ان کے علاوہ معقول تعداد تمسکات کی بذریعہ قرعہ اندازی نکال کر ان کے قرضہ کی پوری رقم ادا کیجاویگی۔

دستخط وزیر مال گورنمنٹ فرانس

مورخہ ۲۸ اکتوبر سنہ ۱۹۲۰ء

آپکی رقم کو کوئی خطرہ نہیں وہ بالکل محفوظ رہیگی

انعامات بذریعہ قرعہ اندازی (لاٹری) کے طریقہ پر حکومت کے اعلیٰ افسروں اور عام پبلک کے سامنے نکالے جاتے ہیں۔ شیشہ کا ایک بہت بڑا کرہ یا گول بکس ہوتا ہے جس میں تمسکات کے نمبر ڈالے ہوئے ہوتے ہیں۔ نمبران باہر سے پڑھے جاسکتے ہیں۔ اس بکس کو گورنمنٹ کے انتظام سے سربمہر رکھا جاتا ہے۔ جب سب لوگ اپنا اطمینان کرلیتے ہیں کہ مہریں درست ہیں تو ان کے سامنے مہریں توڑی جاتی ہیں اور فرانس کے قومی یتیم خانہ سے ایک اندھی لڑکی بلائی جاتی ہے اور وہ ایک نمبر نکالتی ہے یہ اس خوش قسمت کا تمسک ہوتا ہے جس کو پہلا انعام ملتا ہے۔ اس کے بعد وہ دوسرا نمبر نکالتی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس سب نمبر نکالے جاتے ہیں۔ اس کے بعد بکس کو اسی طرح بند کردیتے ہیں اور مہریں لگاکر امپیریل یا شاہی خزانہ میں بکس محفوظ رکھدیا جاتا ہے۔ تاریخ مقررہ کے بغیر اس میں کوئی نمبر داخل نہیں ہوسکتا نہ نکالا جاسکتا ہے۔ کوئی تمسک خالی نہیں رہ سکتا جس پر انعام نہ نکلے۔ اس کی اصل زر کی واپسی ضروری اور یقینی ہے۔ اس طرح آپ کی ادا کردہ رقم کو مطلق خطرہ نہیں۔ اس کا اصل محفوظ رہے گا اور ہر چھ ماہ بعد اس کا سود بھی آپ کو ملتا رہے گا۔

تمسک کے ساتھ سود کے کوپن لگے ہوتے ہیں جو کسی بنک کی معرفت دے کر رقم وصول کرلی جاتی ہے۔ ہم بھی آپ کے کوپن لے کر سود ادا کرتے رہیں گے۔ ہر ایک تمسک پر ایک نمبر دیا ہوتا ہے اور اسی نمبر سے اس کی خرید فروخت ہوتی رہتی ہے۔ جب انعام نکلتا ہے تو گورنمنٹ گزٹ میں یہی اعلان ہوتا ہے کہ تمسک نمبر فلاں کو اس قدر انعام ملا۔

کیا سود تھوڑا ہے؟

اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض تمسکات پر سود کم ہے۔ مگر خریداران تمسکات کو لاکھوں روپے کے انعامات ملنے کے جو سنہری موقعہ حاصل رہتے ہیں وہی ان تمسکات کی کامیابی کا واحد ذریعہ ہیں۔ بعض تمسکات پر سود بہت کافی ہے یعنی پانچ چھ فیصدی۔

انعامات کا روپیہ کہاں سے دیا جاتا ہے؟

بعض لوگ حیران رہ جاتے ہیں کہ اس قدر بڑی رقم کے انعامات کہاں سے دیئے جاتے ہیں ہم ان کو سمجھانے کیلئے ایک مثال پیش کرتے ہیں۔ فرض کرو ہماری سرکار پچاس کروڑ روپیہ چھ فیصدی سود پر قرض لیتی ہے اس کا سود سالانہ تین کروڑ روپیہ ہوگا۔ انگریزی گورنمنٹ سارا روپیہ سود کے طور پر ادا کرے گی۔ مگر حکومت فرانس بجائے چھ فیصدی کے چار فیصدی سود دے گی اور دو فیصدی بچاکر جس کا ایک کروڑ روپیہ بنتا ہے ایک کروڑ کی رقم ہر سال تمسکات قرضہ کے خریداروں میں بطور انعام تقسیم کرے گی۔ جن تمسکات پر انعام نکلے گا ان کے قرضہ کے تمسکات کی رقم ادا شدہ سمجھی جاوے گی اور تمسک واپس لے کر انعام کی رقم انکے حوالے کیجاویگی۔ اس طرح قرضہ کی ایک معقول رقم خود بخود ادا ہوتی رہے گی۔

تمسکات لاٹری ٹکٹوں سے بالکل جدا ہیں

پریمیم بانڈس یعنی تمسکات قرضہ لاٹری ٹکٹوں سے بالکل جدا چیز ہیں۔ آپ کسی گھوڑ دوڑ یا لاٹری میں خواہ وہ سرکاری ہو یا غیر سرکاری ایک ٹکٹ خرید کرتے ہیں ہزاروں میں سے کسی ایک کے نام انعام نکل آتا ہے باقی سب ٹکٹوں کی رقم ضائع ہو جاتی ہے۔ گویا جوا یا قمار بازی ہے جس میں ایک جیت گیا باقی ہار گئے۔ لاٹری میں ایک دفعہ ٹکٹ خریدلو وہ اسی لاٹری کے لئے کارآمد ہے۔ جب لاٹری کی تاریخ گذر گئی اور آپ کے ٹکٹ پر کوئی انعام نہ نکلا وہ رقم تباہ ہوگئی۔ اور وہ روپیہ جو آپ نے اپنا اور اپنے عزیز بچوں کا پیٹ کاٹکر بچایا اور کسی بڑے انعام کی امید پر ٹکٹ خریدنے میں لگایا تھا تباہ ہوگیا۔ مگر پریمیم بانڈ میں ایسا نہیں۔ سال میں چار دفعہ یا آٹھ دفعہ یا بعض تمسکات میں بارہ دفعہ آپ کے تمسک کا نمبر نکلنے کے لئے پیش ہوتا رہیگا اور ایک دفعہ کا خریدا ہوا تمسک ہمیشہ انعام کے بکس میں محفوظ رہے گا جبتک یا تو اس پر بہت بڑا یا کوئی چھوٹا انعام نہ نکلے تو اصل روپیہ یا قرضہ کی پوری رقم جلدی یا بدیر ضرور مل رہے گی! اور سود مزید برآں۔ اس کو کہتے ہیں کہ آم کھاؤ اور گٹھلیوں کے دام چکالو۔ بلکہ بعض دفعہ ایک آم خریدنے سے ایک باغ خریدا جاسکتا ہے۔ یعنی ایک تمسک خرید کر اگر پہلا انعام جس آوے تو آپ لکھ پتی ہوکر روپیوں سے کھیل سکتے ہیں۔

اس قدر رقم جو خواب و خیال میں بھی نہیں آسکتی

چونکہ ہر ایک تمسک پر انعام یا ادائیگی قرضہ ضروری ہے۔ اس لئے اگر آپ نے تمسک خرید لیا ہوا ہے تو بہت اغلب ہے کہ پہلا یا دوسرا انعام آپ کے تمسک پر ہی نکل آوے ایسی صورت میں آپ اس قدر امیر ہو جاویں گے جس کا گمان آپ کے خواب و خیال میں بھی نہ ہو۔

ان تمسکات پر سب سے بڑا اعتراض

بعض لوگ ہم پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ آپ اس تجارت سے ہندوستان کو غریب بنا رہے ہیں ہندوستانیوں کا محنت سے کمایا ہوا روپیہ فرانس اور بلجیم میں چلا جاتا ہے۔ یہ اعتراض

کسی حد تک درست ہے لیکن جب کسی ہندوستانی کے نام انعام نکلتا ہے تو حکومت فرانس یا بلجیم کو اس قدر زیادہ روپیہ ادا کرنا پڑتا ہے جو ہزارہا خریداران تمسکات کی قیمتوں سے زیادہ ہوتا ہے ایسی حالت میں ہم فرانس کا روپیہ ہندوستان کھینچ لاتے ہیں مگر یہ صرف خوش قسمت خریداروں کی خوش نصیبی کی بدولت ہے۔

تمسکات کا اعتبار اور ہر دلعزیزی یورپ میں ان تمسکات کا اعتبار اور ہر دلعزیزی اس قدر زیادہ ہے۔ کہ جب ۲۴ مارچ سنہ ۱۹۳۱ء کو گذشتہ سال حکومت فرانس نے ایک نئے قرضے کا اعلان کیا جس میں تمسک کی قیمت ایک ہزار فرانک تھی تو یہ قرض جس کی حکومت کو ضرورت تھی صرف دس کروڑ فرانک تھے۔ لیکن یکم مئی سنہ ۱۹۳۱ء تک ایک مہینہ اور سات روز میں حکومت کے پاس ۲ دو ارب فرانک کے قرضہ دیئے جانے کی درخواستیں موصول ہوگئیں۔ فرانس کے اس اعتبار اور کامیابی پر وزیر اعظم انگلستان اور انگریزی اخبارات حیران رہ گئے اور برٹش وزیر مال کو آخر کار اپنی کم مائیگی اور فرانس کے تدبر کا سرکاری طور پر اعتراف کرنا پڑا۔ انگلستان کے نیم سرکاری اخبار ٹائمز نے لکھا کہ باوجود گورنمنٹ فرانس نے اس قرضہ کے لئے قوم سے اپیل نہیں کی۔ تاہم مطلوبہ قرضہ سے سوا مہینہ میں بیس گنا مل جانا حکومت کے اعتبار اور انعامات ایمانداری سے تقسیم کرنے اور دیانتداری سے انجام دینے کا صاف نتیجہ ہے۔ حکومت فرانس نے نہ صرف پانچ فیصدی کی معقول شرح سود پیش کی بلکہ کئی کروڑ روپیہ سالانہ کے انعامات کا اضافہ کرکے دنیا کو حیرت میں ڈالدیا۔ انگلستان کے تمام پریس اور مشہور اخبارات کے علاوہ بمبئی کے مشہور عالم اخبار ٹائمز آف انڈیا نے لکھا کہ فرانس نے انعامی تمسکات قرضہ سے نہ صرف اپنی حالت بعد از جنگ درست کرنے میں کمال کر دیا بلکہ اس کے مشیران مال کے تدبر نے ایسی طریق حصول قرضہ کو ایجاد کر دیا جس کے باعث صدہا خاندان ہر سال افلاس سے نکل کر امیر کبیر بن جاتے ہیں۔ کفایت شعاری سکھلانے خصوصاً غریب خاندانوں میں اور اس سے فائدہ اٹھانے کا فرانس نے جو طریق نکالا ہے وہ ہر ایک گورنمنٹ کے لئے جو اپنی قوم کو خوشحال دیکھنا چاہتی ہے قابل تقلید ہے۔

بیوی بچوں کیلئے بیمہ زندگی سے بڑھکر مفید آپ دس ہزار کی رقم کے لئے اپنی زندگی کا بیمہ کسی کمپنی میں کراتے ہیں۔ اور چالیس روپیہ ماہوار چندہ ادا کرتے ہیں۔ چھ سات سال کے بعد آپ کی حالت اچھی نہیں رہتی اور آپ چندہ ادا کرنے سے قاصر ہو جاتے ہیں ایسی حالت میں سب بیمہ کمپنیاں ادا شدہ روپیہ ضبط کر لیتی ہیں۔ لیکن اگر آپ نے چالیس روپیہ ماہوار کے پریمیم بانڈ خرید کئے ہوتے تو ممکن ہے چھ سات سال میں کئی لاکھ روپیہ ان پر مل جائے۔ ساتھ ساتھ سود ملتا رہتا ہے۔ اور بوقت ضرورت آپ خود یا آپ کے بعد آپ کے بیوی بچے ان کو بطور کرنسی نوٹ فروخت کرکے رقم استعمال کر سکتے ہیں۔

روپیہ فوراً لگاؤ آپ کا روپیہ اگر گھر میں زیور کی صورت میں بند پڑا ہے تو زیور کو فوراً فروخت کرکے پریمیم بانڈ خرید لو۔ اگر بنک یا ڈاکخانہ میں ہے تو بھی آپ اس کو فوراً نکال کر پریمیم بانڈ پر لگادو۔ کیونکہ ان کا روپیہ تو اسی طرح محفوظ رہیگا۔ سود ڈاکخانہ یا بنک کی شرح سے زیادہ ملتا رہیگا۔ اور لکھ پتی بن جانے کے متعدد مواقعہ ہر سال بلکہ ہر ماہ آپ کو حاصل ہوتے رہیں گے۔

اقساط پر بھی تمسک خریدے جاسکتے ہیں اگر آپ کے پاس روپیہ یکمشت نہیں تو اسکی پرواہ نہیں۔ دس بیس۔ چالیس پچاس۔ سو روپیہ یا زیادہ ماہوار بھیجکر آپ تمسکات محفوظ کرا سکتے ہیں۔ مثلاً ایک تمسک کی قیمت ایک سو بیس روپیہ ہے اگر آپ یکمشت یہ رقم ادا نہیں کرسکتے تو ساڑھے بارہ روپیہ آرڈر کے ہمراہ بھیجدیجئے۔ ایک تمسک آپ کے لئے محفوظ کرکے ایک معاہدہ کا کاغذ ہم پہلی قسط آنے پر مکمل کرکے آپ کو بھیجدیں گے جس پر آپ کے تمسک کا نمبر درج ہوگا۔ معاہدہ لکھے جانے کے بعد اس تمسک پر جو انعام نکلے یا اسکی رقم واپس ملے تو وہ آپ کا حق ہوگا۔ بشرطیکہ باقی اقساط ماہوار آپ باقاعدہ انتظام سے بھیجتے رہیں۔ ایک تمسک جس کی قیمت نقد ایک سو پچیس روپیہ ہے وہ بارہ اقساط پر ڈیڑھ سو روپیہ میں آپ کو ملے گا۔ اسی طرح تمسکات کی قیمت نقد کسی قدر کم اور اقساط پر کچھ زیادہ ہے۔

انعامات کی مطبوعہ فہرستیں ہم اپنے دفتر میں باقاعدہ رجسٹر رکھتے ہیں اور ان میں ہر ایک خریدار کا نام اور پتہ اور تمسک کا نمبر درج ہوتا ہے ہر ایک انعامات کے بعد جب گورنمنٹ کی فہرست انعامات شائع ہوتی ہے تو ہم اپنے درج شدہ نمبران سے فہرست انعامات کا مقابلہ کرتے ہیں اور کامیاب خریداران کو بذریعہ تار یا خط جیسی صورت اور انعام کی اہمیت ہو خریداران کو اطلاع بھیجدیتے ہیں وہ تمسک ہمیں بھیجکر انعام منگا سکتے ہیں یا براہ راست سرکاری بنک فرانس کو تمسک بھیجکر انعام منگا سکتے ہیں۔ دو چار تمسکات کے

خریداروں کیلئے یہ خدمت ہم خود انجام دے رہے ہیں لیکن بڑی یا زیادہ تعداد میں تمسکات خرید کرنے والے اگر چاہیں کہ اُن کو فرانس سے سرکاری نتیجہ کا گزٹ براہِ راست آوے تو وہ پانچ روپیہ سالانہ اُس کا چندہ ہماری معرفت بھیجکر گزٹ منگا کر خود نمبران کا مُلاحظہ کر سکتے ہیں۔ اُردو زبان میں فہرست نتیجہ دو روپیہ سالانہ ادا کرنے پر ماہوار بھیجی جاویگی جو ہر ماہ رسالہ صوفی میں شائع ہوتی ہے۔

رقم کی فوراً ادائیگی اگر آپنے ایک تمسک خریدا ہے سال دو سال بعد آپ کو شادی بیاہ یا کسی اور خانگی ضرورت کے باعث روپیہ کی واپسی کی ضرورت آپڑی ہے تو آپ اپنا تمسک کسی بنک کی معرفت یا ہماری معرفت فروخت کر سکتے ہیں اُس دن بمبئی اور کلکتہ میں فرانس اور بھیجیم کے تبادلہ کی جو شرح ہوگی اُس پر تین روپیہ دو آنہ یا آدھ آنہ فی روپیہ کمیشن لے کر ہم آپ کا تمسک فروخت کر کے رقم آپ کو دیدیں گے۔ اِس عرصہ میں جب تک آپ کا تمسک آپ کے پاس رہیگا انعام ملنے کے مواقعات آپ کو ملتے رہیں گے۔ گویا آپ کا روپیہ بنک میں جمع ہے۔

تفصیل قرضہ جات تمسّک

کریڈٹ نیشنل سنہ ۱۹۱۹ء سُود پانچ فیصدی سالانہ۔ پانچسو فرانک کا بانڈ۔ سال میں چار دفعہ انعامات تقسیم ہوتے ہیں۔ سنہ ۱۹۱۹ء میں یہ جاری ہوئے اور کل قرضہ سنہ ۱۹۹۴ء میں بیباق ہو جائیگا۔ سنہ ۱۹۳۵ء کے بعد گورنمنٹ جب چاہے کل قرضہ بیباق کر سکتی ہے۔

پہلا انعام دس لاکھ فرانک کا ہوتا ہے دُوسرا انعام پانچ لاکھ فرانک کا پانچ انعامات ایک ایک لاکھ فرانک کے دس انعامات پچاس پچاس ہزار فرانک کے اِن کے علاوہ بہت سے تمسکات اصل قرضہ پر ادا ہوتے ہیں۔ ہر سال ۶۸ بڑے انعامات ایک کروڑ فرانک کے ادا کئے جاتے ہیں۔ قیمت نقد فی بانڈ ایک سو پچیس روپیہ یا ساڑھے بارہ روپیہ ماہوار کی بارہ اقساط میں۔ اِنعامات یکم مارچ۔ یکم جون۔ یکم ستمبر اور یکم دسمبر کو ہر سال تقسیم ہوتے ہیں۔ اِنعامات کی سب سے بڑی رقم کی وجہ سے یہ بانڈ سب سے اچھا ہے۔ اس کے سارے اِنعامات کی رقم اتنی زیادہ ہے کہ خواہ کوئی انعام بھی خریدار کی قسمت میں ہو وہ مالا مال ہو جاتا ہے۔ اسّی لاکھ کے تمسکات شائع ہوئے ہیں جن میں صرف ۶۸ کو ہر سال انعام ملتا ہے۔

کریڈٹ نیشنل سنہ ۱۹۲۰ء سُود پانچ فیصدی سالانہ۔ پانچسو فرانک کا تمسّک۔ سال میں آٹھ دفعہ انعام تقسیم ہوتے ہیں سنہ ۱۹۲۰ء میں یہ تمسک جاری ہوئے۔ کل قرضہ سنہ ۱۹۹۵ء میں بیباق ہو جائیگا سنہ ۱۹۳۶ء کے بعد گورنمنٹ جس وقت چاہے کل رقم قرضہ ادا کر سکتی ہے۔

پہلا انعام دس لاکھ فرانک کا دُوسرا انعام پانچ لاکھ فرانک کا دو انعامات ہر ایک دو لاکھ فرانک کے تین انعامات ہر ایک تین لاکھ فرانک کے چھ انعامات ہر ایک پچاس ہزار فرانک کے۔ اِن کے علاوہ متعدد تمسکات پر اصل زر واپس کیا جاویگا۔ ہر سال ایک سو چار بڑے اِنعامات۔ قیمت فی بانڈ ایک سو پچیس روپیہ نقد یا ساڑھے بارہ روپیہ ماہوار کی بارہ اقساط میں۔ اِنعامات ہر سال ۲ جنوری۔ یکم فروری۔ یکم اپریل۔ یکم مئی۔ یکم جولائی۔ یکم اگست۔ یکم اکتوبر اور ۳ نومبر کو تقسیم ہوتے ہیں۔

ایک سُنہری موقعہ حکومت فرانس نے یہ انتظام کر رکھا ہے کہ اگر آپ مندرجہ بالا دونوں تمسّک خریدلیں تو ہر ماہ بلاناغہ آپ کو انعامات میں شامل رہنے کا موقعہ حاصل ہوتا رہے گا۔ جن میں سے ہر ماہ پہلا انعام دس لاکھ فرانک کا ہوگا۔

کریڈٹ نیشنل سنہ ۱۹۲۱ء سُود چھ فیصدی سالانہ۔ پانچسو فرانک کا تمسّک۔ سال میں چار دفعہ انعامات تقسیم ہوتے ہیں۔ یکم مارچ۔ یکم جون۔ یکم ستمبر اور ۲ نومبر تقسیم انعامات کیلئے ہر سال مقررہ تاریخیں ہیں سال میں کل (۷۲۰۰) اِنعامات ایک کروڑ تیس لاکھ فرانک کے تقسیم ہوتے ہیں۔

یکم مارچ و یکم ستمبر کے انعامات کی تفصیل | پہلا انعام پانچ لاکھ فرانک کا چھ انعام ہر ایک ایک لاکھ فرانک کا چھ انعام ہر ایک پچاس ہزار فرانک کا۔
۲۴ انعام ہر ایک دس ہزار فرانک کا ۲۴ انعام ہر ایک پانچ ہزار فرانک کا (۱۷۴۰) اِنعام ہر ایک ایک ہزار فرانک کا

یکم جون و یکم دسمبر کے انعامات کی تفصیل | چھ انعام ہر ایک ایک لاکھ فرانک کا چھ انعام ہر ایک پچاس ہزار فرانک کا
۲۴ انعام ہر ایک دس ہزار فرانک کا ۲۴ انعام ہر ایک پانچ ہزار فرانک کا (۱۷۴۰) انعام ہر ایک ایک ہزار فرانک کا
قیمت فی بانڈ ایک سو پچیس روپیہ نقد یا ساڑھے بارہ روپیہ ماہوار کی بارہ اقساط میں۔

کریڈٹ نیشنل سنہ ۱۹۲۳ء حصہ اول سُود چھ فیصدی سالانہ۔ انعام سال میں چار دفعہ۔ یکم فروری۔ یکم مئی۔ یکم اگست اور ۳ نومبر کو تقسیم ہوتے ہیں کل انعامات (۷۲۰۰) تعدادی ایک کروڑ چالیس لاکھ ۵۸ ہزار فرانک کے ہوتے ہیں۔

یکم مئی کے انعامات کی تفصیل | چھ انعام ہر ایک پانچ لاکھ فرانک کا بارہ انعام ہر ایک دس ہزار فرانک کا
۴۸ انعام ہر ایک پانچ ہزار فرانک کا (۱۷۳۴) انعام ہر ایک ایک ہزار فرانک کا

یکم فروری یکم مئی اور یکم نومبر کے انعامات کی تفصیل | چھ انعام ہر ایک ایک لاکھ فرانک کا چھ انعام ہر ایک پچاس ہزار فرانک کا
بارہ انعام ہر ایک دس ہزار فرانک کا ۴۸ انعام ہر ایک پانچ ہزار فرانک کا (۱۷۲۸) انعام ہر ایک ایک ہزار فرانک کا

ایک بانڈ پانچسو فرانک قرضہ کا ہوتا ہے۔ قیمت فی بانڈ ایک سو پچیس روپیہ نقد یا ساڑھے بارہ روپیہ ماہوار کی بارہ اقساط میں ادا ہو سکتا ہے
تعداد انعامات کے لحاظ سے یہ بانڈ سب سے اچھا ہے یعنی اس کی خرید سے سات ہزار دو سو مواقعات حصول انعام مل سکتے ہیں۔

کریڈٹ نیشنل ۱۹۲۳ء حصہ دوم ایک بانڈ پانچسو فرانک قرضہ کا ہوتا ہے بشرح سود چھ فیصدی سالانہ۔ انعامات سال میں چار دفعہ تقسیم ہوتے ہیں کل ۴۸ سو انعام سال میں نکلتے ہیں۔ جن کی تعداد ۹۳ لاکھ ۲۷ ہزار فرانک ہوتی ہے۔ تفصیل حسب ذیل ہے:۔

۲ جنوری یکم اپریل و یکم جولائی کے انعامات | چار انعام ہر ایک ایک لاکھ فرانک کا چار انعام ہر ایک پچاس ہزار فرانک کا
آٹھ انعام ہر ایک دس ہزار فرانک کا ۳۲ انعام ہر ایک پانچ ہزار فرانک کا (۱۱۵۲) انعام ہر ایک ایک ہزار فرانک کا

یکم اکتوبر کے انعامات | چار انعام ہر ایک پانچ لاکھ فرانک کا آٹھ انعام ہر ایک دس ہزار فرانک کا ۳۲ انعام ہر ایک پانچ ہزار فرانک کا
(۱۱۵۲) انعام ہر ایک ایک ہزار فرانک کا۔ ایک بانڈ کی قیمت نقد ایک سو پچیس روپیہ یا ساڑھے بارہ روپیہ ماہوار کی بارہ اقساط میں۔

کریڈٹ نیشنل ۱۹۲۴ء ایک بانڈ پانچسو فرانک قرضہ کا ہوتا ہے جس پر چھ فیصدی سالانہ سود ملتا ہے۔ سال میں چار دفعہ انعام تقسیم ہوتے ہیں۔
۱۹۲ انعامات اسی لاکھ فرانک کے ہوتے ہیں۔ سب سے بڑا انعام پانچ لاکھ فرانک کا ہوتا ہے۔ انعامات یکم مارچ۔ یکم جون۔
یکم ستمبر اور یکم دسمبر کو تقسیم ہوتے ہیں۔ ایک تمسک کی قیمت ایک سو پچیس روپیہ نقد یا ساڑھے بارہ روپیہ ماہوار کی بارہ اقساط میں۔

بلجیم کا ۱۹۳۲ء کا نیا قرضہ فی بانڈ پانچسو فرانک۔ سود پانچ فیصدی جو ہر سال ۱۵ مارچ کو ادا ہوتا ہے۔ انعامات ہر مہینہ ۲۵ تاریخ کو تقسیم ہوتے ہیں۔

مارچ	اپریل۔ جون۔ اکتوبر۔ نومبر
پہلا انعام دس لاکھ فرانک ۳۳ انعام ہر ایک پچیس ہزار فرانک	پہلا انعام ڈھائی لاکھ فرانک ۳۳ انعام ہر ایک پچیس ہزار فرانک
جولائی و نومبر	فروری۔ اگست
پہلا انعام دس لاکھ فرانک ۳۳ انعام ہر ایک پچیس ہزار فرانک	پہلا انعام ڈھائی لاکھ فرانک ۲۵ انعام ہر ایک پچیس ہزار فرانک
جنوری۔ مئی۔ ستمبر	کل ۴۱۲ انعامات
پہلا انعام پانچ لاکھ فرانک ۳۳ انعام ہر ایک پچیس ہزار فرانک	دو کروڑ فرانک سالانہ کے

یہ انعامات دس بانڈوں کے ایک سلسلہ کے ہیں یعنی ہر ایک مقررہ انعام دس بانڈوں میں تقسیم ہوتا ہے۔ قیمت فی بانڈ نوے روپیہ نقد یا دس روپیہ ماہوار کی گیارہ اقساط میں روپیہ ادا کیجئے۔

بلجیم رسٹوریشن ۱۹۲۱ء ڈھائی سو فرانک کا بانڈ۔ سود چار فیصدی سالانہ۔ سال میں آٹھ دفعہ انعامات تقسیم ہوتے ہیں۔
پہلا انعام دس لاکھ فرانک کا دوسرا انعام ڈھائی لاکھ فرانک کا سال میں ۱۶ انعامات ہیں۔
قیمت فی بانڈ پچاس روپیہ نقد یا دس روپیہ ماہوار کی چھ اقساط میں۔

بلجیم رسٹوریشن ۱۹۲۲ء تین سو فرانک کا بانڈ۔ سود پانچ فیصدی سالانہ۔ ہر ماہ انعامات تقسیم ہوتے ہیں۔
پہلا انعام دس لاکھ فرانک کا دوسرا انعام پانچ لاکھ فرانک کا سال بھر میں کل ۲۷ انعام تقسیم ہوتے ہیں
قیمت نقد ستر روپیہ اقساط پر نوے روپیہ یعنی دس روپیہ ماہوار کی نو قسطیں۔

بلجیم رسٹوریشن ۱۹۲۳ء پانچسو فرانک کا بانڈ۔ سود پانچ فیصدی سالانہ جو سال میں ایک بار ماہ جولائی میں ادا ہوتا ہے۔ انعامات ہر ماہ تقسیم ہوتے ہیں۔ پہلا انعام دس لاکھ فرانک کا دوسرا انعام پانچ لاکھ فرانک کا کل ۱۸۰ انعام سالانہ
قیمت نقد نوے روپے۔ اقساط پر ایک سو بیس روپیہ یا بارہ روپیہ ماہوار کی دس اقساط میں۔

سٹی آف لیگ ایک بانڈ سو فرانک کا ہے۔ سُود دو فیصدی سالانہ۔ ایک انعام پچاس ہزار فرانک کا۔ باقی چھوٹے بہت سے انعامات ہیں۔ سال میں چار بار انعام تقسیم ہوتے ہیں۔ قیمت نقد بیس روپیہ اقساط پر پچیس روپیہ یعنی پانچ روپیہ ماہوار کی پانچ اقساط ہیں۔

سٹی آف وسٹیڈم پہلا انعام تیس ہزار فرانک کا۔ باقی چھوٹے انعامات۔ سُود دو فیصدی سالانہ۔ انعام سال میں دو بار۔ قیمت نقد بیس روپیہ اقساط پر پچیس روپیہ یعنی پانچ روپیہ ماہوار کی پانچ اقساط۔ ایک بانڈ سو فرانک کا ہے۔

سٹی آف گھنٹ انعامات سال میں چار بار۔ ایک انعام ایک لاکھ فرانک کا۔ باقی چھوٹے انعامات۔ سُود سالانہ دو فیصدی۔ قیمت نقد بیس روپیہ یا پانچ روپیہ ماہوار کی پانچ اقساط ہیں۔

کانگو فری سٹیٹ ایک انعام ایک لاکھ فرانک کا۔ سُود دو فیصدی سالانہ۔ اصل قرضہ سو فرانک فی بانڈ ۱۹۳۲ء میں قیمت تین سو بیس فرانک سُود ساتھ جمع ہوتا ہے علیحدہ نہیں ملتا۔ پانچ فرانک ہر سال سُود کے طور پر بانڈ کے ساتھ زیادہ ہوتا رہتا ہے۔ پہلا انعام ایک لاکھ فرانک کا۔ سال میں چھ بار انعام تقسیم ہوتے ہیں۔ قیمت فی بانڈ چالیس روپیہ نقد یا اقساط پر پچاس روپیہ دس روپیہ ہمراہ آرڈر اور آٹھ روپیہ ماہوار کی اور پانچ قسطیں۔

فرنچ فونسی آر ۱۹۱۲ء ایک بانڈ تین سو فرانک قرضہ کا ہوتا ہے۔ سال میں چھ دفعہ انعامات تقسیم ہوتے ہیں جنوری۔ مارچ۔ مئی۔ ستمبر۔ نومبر اور جولائی کی دس تاریخ۔ پہلا انعام ایک لاکھ فرانک کا۔ دوسرا انعام ڈھائی لاکھ فرانک کا۔ کُل ۲۹۰ انعام ہوتے ہیں۔ قیمت فی بانڈ ساٹھ روپیہ نقد یا چھ روپیہ ماہوار کی بارہ اقساط ہیں۔

سٹی آف برسلز یہ قرضہ ایک سو دس فرانک فی بانڈ کا ہے۔ سُود ڈھائی فیصدی سالانہ۔ ایک انعام ایک لاکھ فرانک کا۔ دو انعام دس دس ہزار فرانک کے اور بہت سے چھوٹے انعامات بھی ہیں۔ سال میں چار بار یکم مارچ۔ یکم جون۔ یکم ستمبر اور یکم دسمبر کو انعامات نکلتے ہیں۔ قیمت فی بانڈ بیس روپیہ نقد یا پانچ روپیہ ماہوار کی پانچ اقساط یعنی اقساط پر پچیس روپیے۔

پناما بانڈ ہمارے بعض مسلمان دوست سُودی کاروبار نہیں کرنا چاہتے یہ بانڈ اُن کے فائدہ کے لئے ہے۔ اس پر کوئی سُود نہیں۔ یہ بانڈ تین سو فرانک قرضہ کا ہے سال میں چار بار اس پر انعام نکلتا ہے۔ قیمت فی بانڈ چالیس روپیہ نقد یا دس روپیہ ہمراہ آرڈر اور پانچ روپیہ ماہوار کی باقی آٹھ اقساط ہیں۔ پہلا انعام پانچ لاکھ فرانک کا۔ ایک انعام ڈھائی لاکھ فرانک کا۔ باقی ۲۲۸ چھوٹے انعامات ہیں۔ چھوٹی قیمت کے بانڈوں میں یہ سب سے اچھا اور بہتر بانڈ ہے جس پر باوجود کم قیمت ہونے کے بڑی رقم کے انعام ملتے ہیں۔

سٹی آف انٹورپ ایک بانڈ ایک سو دس فرانک کا ہوتا ہے سال میں چار بار انعام نکلتا ہے۔ سُود ڈھائی فیصدی سالانہ ہے۔ ایک انعام ڈیڑھ لاکھ فرانک کا اور باقی چھوٹے انعامات ہیں۔ قیمت فی بانڈ بیس روپے نقد یا اقساط پر پچیس روپے یعنی پانچ روپیہ ماہوار کی پانچ اقساط۔

نتیجہ انعامات انگریزی زبان میں فہرست انعامات پانچ روپیہ سالانہ وصول ہونے پر بھیجی جاتی ہے۔ اُردو زبان میں رسالہ صوفی میں فہرست انعامات شائع ہوتی ہے۔ یہ رسالہ سال بھر تک دو روپیہ سالانہ وصول ہوتے پر ارسال ہوگا۔ لوگوں کے نام ظاہر کرنیکا حکم نہیں۔ صرف بانڈ کا نمبر دیا جاویگا جس کو انعام ملا ہو۔

نام کیوں ظاہر نہیں کیا جاتا؟ ڈاکخانہ کے سیونگ بنک کا سرکاری حکم ہے کہ جو لوگ روپیہ جمع کرائیں اُن کے نام ظاہر نہ کئے جاویں اسی طرح انگریزی گورنمنٹ کے بانڈ قرضہ جو لوگ خرید کرتے ہیں افسران خزانہ کو اُن کے نام مخفی رکھنے کا حکم ہے۔ اسی طرح فرانس۔ بلجیم۔ مصر۔ ترکی اور دُوسرے ملکوں کے بانڈ خرید کرنے والوں کے نام ظاہر نہیں کئے جاتے۔ جس کو انعام ملے اُس کا نام ظاہر نہ کیا جاویگا۔ صرف نمبر دیا جاویگا۔

ہندوستان میں انعامات ہندوستان میں بھی بکثرت انعام ان بانڈوں کے خریداروں کو ملتے ہیں۔ آپ یقین رکھیں اور آپ کو پوری تسلی رکھنی چاہیئے کہ ہمیشہ انعام ہندوستان میں ملتے رہتے ہیں۔

سب سے اچھے بانڈ سب سے اچھے بانڈ کریڈٹ فانسل ہیں سو روپیہ سے کم کے اچھے بانڈ فرنچ فونسی آر ۱۹۱۲ء ہیں۔ چھوٹی قیمت کے بانڈوں میں پناما سب سے اچھا بانڈ ہے ابھی آرڈر بھیجیں۔ ممکن ہے اللہ کے فضل سے آپ کی قسمت یاور ہو جائے اور انعام حاصل کر کے آپ مالامال ہو جاویں۔

مینیجر آب حیات لمیٹڈ۔ پنڈی بہاؤالدین ڈاکخانہ صوفی آب حیات پنجاب

قابلِ مطالعہ کتابیں

تاریخِ اسلام — اُردو زبان میں تاریخِ اسلام کے متعلق بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں یہ کتاب بلحاظ واقعات طرزِ تحریر سیاق عبارت لکھائی چھپائی سب میں بہتر ہے کتابت نفیس سے چھپا ہوا نقشہ جات اور رنگین سرورق نے چار چاند لگا دیئے ہیں ہندوستان کی اکثر تعلیمی کمیٹیوں نے اس کو سرکاری مدارس کیلئے بطور لائبریری و انعامی کتاب منظور کیا ہے مُصنّفہ مولینا اکبر شاہ خاں صاحب نجیب آبادی قیمت جلد اول للعہ جلد دوم للعہ (زیرِ طبع) جلد سوم سے

فقرائے اِسلام — اس کتاب میں اُن پیشوایانِ دین کے سبق آموز حالات درج ہیں جنہوں نے فقر و فاقہ کے باوجود اسلام کے اصول و ارکان کو استوار و مستحکم کیا۔ اپنے اوپر تکلیف برداشت کرکے تبلیغ اسلام کی مُصنّفہ مولینا عبد السلام ندوی۔ قیمت عہ

سِیَر الصحابہؓ — صحابہ کرام جیسی مقدس ہستیوں کے عقائد۔ عبادات۔ معاملات حسن معاشرت علوم و فنون اور زندگی کے مُفصّل حالات اس کتاب میں درج کئے گئے ہیں۔ مؤلفہ مولینا سعید انصاری۔ قیمت عہ

صحابیات — یہ کتاب اکثر زنانہ اسلامیہ سکولوں میں پڑھائی جاتی ہے اس میں ۵۸ صحابیات کے حالات درج ہیں۔ مؤلفہ مولینا نیاز محمد خاں نیاز فتحپوری۔ قیمت عہ

ذکرِ حبیبؒ — عہد حاضر کے محبوب الٰہی حضرت پیر حبیب صاحب جلال پوری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات۔ کرامات و ملفوظات۔ قیمت تین روپیہ (سے)

سوانحِ احمدی — حضرت سید احمد صاحب بریلوی اور مولانا شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کے حالات۔ جہاد اور سکھوں کے ساتھ معرکہ کی جنگ۔ آپ کے تبلیغی و عبادات اور روحانی تصرفات کا ذکر۔ قیمت دو روپے (عہ)

کالا پانیؒ — وہابیوں کے مشہور مقدمہ میں جبکہ بہت سے علمائے کرام کو بعبور دریائے شور کی سزا دی گئی تھی مولوی محمد جعفر صاحب تھانیسری نے مقدمہ کے حالات اور اپنے زمانہ قید کے حالات کو قلمبند کیا ہے۔ قیمت صرف آٹھ آنے (۸)

ابنِ یمین — فارسی زبان کے مشہور ابنِ یمین کے حالاتِ زندگی مؤلفہ مولینا عبد السلام ندوی۔ قیمت عہ

سیرۃ صدیقہؓ — اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حالاتِ زندگی مسلمان بچیوں کیلئے قابلِ مطالعہ اور قابلِ تقلید ہے۔ قیمت عہ

سیرۃ الکبریٰؓ — اُم المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی مفصل سوانحعمری معہ فوٹو مزار۔ قیمت مجلد عہ

خاتونِ جنتؓ — حضرت فاطمۃ الزہراؓ کے حالاتِ زندگی میں ایک جامع و مکمل کتاب ہے۔ باتصویر۔ قیمت عہ

سیرۃ الحسینؓ — حضرت امام حسین علیہ السلام کے حالاتِ زندگی شہادت و واقعات کربلا کی مفصل و مبسوط تاریخ معہ آپ کے مزار کے فوٹو کے چار رنگوں میں چھپا ہوا نفیس سرورق۔ قیمت عہ

حضرت ایوب انصاریؓ — میزبانِ رسولؐ ابو ایوب انصاریؓ کے ایثار و قربانی کے حالات معہ فوٹو مزار۔ قیمت ۶

مشاہیرِ اسلام — مختلف صوفیائے کرام، علمائے عظام، شہدائے ملت، غازیانِ شمشیر بکف اور مجاہدین و سلاطین کے حالاتِ زندگی۔ قیمت حصہ اول سے حصہ دوم سے

[illegible] سودانی — [illegible] سوڈان کی اور لارڈ کچنر کی معرکۃ الآرا لڑائیوں اور حضرت کے روحانی تصرفات اور بزرگوں کے حالات نہایت دلچسپ [illegible] ہے۔ قیمت صرف [illegible]

تاریخِ افغانستان — [illegible] کی مشہور فارسی تاریخ متعلقہ افغانستان کا اردو ترجمہ۔ قیمت عہ

غازی انور پاشا — سیف اللہ شہید ملت غازی انور پاشا کے حالات [illegible] میں بہترین کتاب۔ قیمت عہ

امین و مامون — علامہ جرجی زیدان کے مشہور تاریخی ناول کا اردو ترجمہ جس میں خلفائے عباسیہ کے دربار کے حالات اور اس زمانہ کی تاریخ بہت خوبی سے بیان کی گئی ہے۔ قیمت عہ

اسلامی کہانیاں حصہ دوم قیمت چار آنہ (۴)

ملنے کا پتہ: منیجر صوفی بکڈپو پنڈی بہاؤ الدین پنجاب

انسان کامل — انسان کامل کی تعریف اور کامل و مکمل انسان کے صفات مُصنفہ عارف ربانی سید عبدالکریم جیلانی قدس سرہٗ۔ قیمت عار

میزان عمل — حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کا اُردو ترجمہ خواہشات اور رُوح کی جنگ۔ تزکیہ نفس جملہ فضائل کی تفصیل۔ دین و دنیا کے جہان کی کل کامیابیوں کی یہ کتاب کلید ہے۔ قیمت عہ

ہدایت الہدایت — حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کا اُردو ترجمہ اس میں اخلاق و آداب۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو نہایت خوبی سے بیان کیا ہے۔ قیمت ۱۲ ر

قسطاس المستقیم — حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کا اُردو ترجمہ تصوف کی اعلیٰ پایہ کی کتاب ہے۔ قیمت ۱۰ ر

تفہیمات — یہ کتاب حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کی نایاب تصنیف ہے۔ تصوف میں بڑے پایہ کی کتاب ہے۔ قیمت ۱۰ ر

آداب المریدین — شیخ الاکبر حضرت محی الدین ابن عربیؒ کی تصنیف ہے۔ پیر و مرید کے تعلقات پر بہترین کتاب ہے۔ ترجمہ اُردو۔ قیمت ۳ ر

شرح درود کبریت احمر — یہ درود شریف حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا لکھا ہوا ہے جس کی شرح مولینا عبدالمالک صاحب سابق مشیر مال بہاولپور نے کی ہے۔ قیمت ۱۲ ر

شرح قصیدہ غوثیہ — حضرت غوث اعظمؒ کے قصیدہ کی شرح اُردو میں از مولینا عبدالمالک صاحب۔ قیمت عہ

الرسالۃ والنبوۃ — از مولینا عبدالمالک صاحب سابق مشیر مال ریاست بہاولپور۔ قیمت صرف ۲ ر

اسلامی سپاہیانہ زندگی — اس کتاب میں تاریخی واقعات سے ثابت کیا گیا ہے کہ مسلمانوں کی موجودہ نکبت اور افلاس کا باعث یہ ہے کہ انھوں نے سپاہیانہ زندگی کو چھوڑ کر شاہانہ اور امیرانہ زندگی اختیار کر لی ہے۔ پھر اس مرض کا علاج تجویز کیا ہے مُصنفہ مولینا اکبر شاہ خاں نجیب آبادی۔ قیمت صرف ایک روپیہ (عہ ر)

اکابر قوم — مسلمان عالموں۔ فقیروں۔ امیروں اور لیڈروں میں جو خرابیاں ہیں اُن کو بیان کر کے اُن کی اصلاح کے طریقے بتائے ہیں۔ قیمت صرف ۶ ر

دربار تعلیم — مؤلفہ مولینا عبدالماجد صاحب جس میں ارکان اسلام اسرار فلسفہ وغیرہ نہایت تفصیل و شرح سے درج ہیں۔ قیمت عہ

درس محبت — از حضرت سجادہ نشین جلالپور شریف۔ قیمت ۲ ر

تحقیق الروح — اس کتاب میں رُوح کے متعلق مفصل بحث ہے از مولوی نور عالم صاحب۔ قیمت ۳ ر

رشد الراشدین — شیعہ مذہب کے لغو اور لایعنی سوالات و اعتراضوں کا خود اُن کی کتاب سے جواب دیا گیا ہے۔ قیمت صرف عہ ر

فطرت نسوانی — لڑکیوں کی تربیت میں بہترین کتاب ہے مؤلفہ مولینا عبدالسلام ندوی۔ قیمت عہ

دختر سمرنا — خالدہ خانم وزیر تعلیم ترکی گورنمنٹ نے تسخیر سمرنا کے حالات کو ناول کے پیرایہ میں لکھا ہے۔ قیمت ۸ عہ

دختران شمشیر — تمام زمانوں اور تمام قوموں کی بہادر اور جانباز و حوصلہ مند خواتین کے حالات۔ قیمت عہ ر

فلسفہ خواب — اس میں خواب کا فلسفہ قدیم و جدید بیان کیا گیا ہے اس موضوع پر اُردو کی یہ پہلی کتاب ہے۔ قیمت ر

المسئلہ شرقیہ — مصطفےٰ کامل پاشا کی تصنیف۔ مترجمہ مولینا نیاز فتحپوری۔ یہ کتاب سیاسیات اسلامی کے اسرار کا محرم راز ہے۔ قیمت دو روپے (عار)

تفسیر سورۂ یوسف — یہ اس سورۃ کی مکمل تفسیر ہے۔ سورۂ یوسف کو اللہ تعالیٰ نے احسن القصص لکھا ہے قیمت ۸ ر

مجموعہ وظائف — خاندان چشت اہل بہشت نظامی کا سلسلہ معہ دیگر وظائف جو روزمرہ معمول سے پڑھے جاتے ہیں۔ قیمت مکمل مجموعہ مجلد دس آنہ (۱۰ ر)

مجموعہ وظائف خورد۔ قیمت تین آنے (۳ ر)

بنات سیاری — اس کتاب میں سرزمین پنجاب کے بنات درخشندہ سیاروں کے حالات نہایت تحقیق سے درج کئے گئے ہیں۔ قیمت ۱۲ ر

حالات مولانا روم — حضرت مولینا رومؒ کے مفصل حالات زندگی اور فرقہ مولویہ کے رقص کا نظارہ۔ قیمت بارہ آنے (۱۲ ر)

شمس تبریز — مولینا رومؒ کے مُرشد خواجہ شمس الدین تبریزیؒ کے حالات و خوارق عادات۔ قیمت چھ آنہ (۶ ر)

ہندوستان میں عرفان کی پہلی تجلّی — خواجۂ خواجگان سلطان الہند حضرت معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات۔ قیمت صرف ۶ ر

میر درد دہلوی — ہندوستان کے مشہور صوفی اور اہل دل شاعر کے حالات۔ قیمت ۲ ر

آئینہ خود شناسی — خداشناسی و خدارسی کا سچا رہبر تصوف کی بے نظیر کتاب۔ قیمت ۶؍

سید جمال الدین افغانی — موجودہ ترک احرار پارٹی کے سب سے پہلے بانی کے حالات۔ قیمت ۳؍

حیات سعدیؒ — حضرت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی کے حالات ہر مرد اور بچے بوڑھے کے پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کے قابل ہیں۔ قیمت صرف ۵؍

سیرت النعمانؒ — حضرت نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات۔ قیمت چار آنے (۴؍)

حیات امام مالکؒ — حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے حالات قیمت صرف تین آنے (۳؍)

حیات امام مسلمؒ — حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے حالات قیمت صرف چار آنے (۴؍)

فضل الرحمنؒ — حضرت فضل الرحمن صاحب گنج مراد آبادیؒ کے حالات۔ قیمت صرف ۲؍

حیات حالی — خواجہ الطاف حسین صاحب حالی پانی پتی کے باتصویر حالات۔ قیمت ۶؍

حیات داغ — جہان استاد مرزا داغ دہلوی کے باتصویر حالات قیمت ۶؍

ضحاک (ڈراما) — سانپوں والے بادشاہ ضحاک اور فریدوں قصہ شاہنامہ میں استاد ابا فردوسی نے فصاحت و لطافت سے بیان کیا ہے مگر اسکی تاریخی حیثیت معتبر نہیں۔ فاضل ادیب جناب اختر شیرانی نے اس ڈرامہ میں تاریخی تحقیق دیگر بجائے ایک خیالی اور تصوری افسانہ کے واقعہ بنادیا ہے۔ قیمت عہ

معصوم کلیسا — دورِ حاضرہ کا بہترین ادبی شاہکار ڈرامہ جس میں محبت کے اسرار و رموز بے نقاب کئے گئے ہیں قیمت ۱۲؍

رموز شادی خانہ آبادی — اس کتاب میں جو بات لکھی گئی ہے وہ قانون طب۔ سائنس اور مذہبی اصول سے باہر نہیں ہے۔ قیمت بارہ آنے (۱۲؍)

پھل اور میوہ جات — ہر قسم کے پھل اور بوٹے اور درخت و باغات لگانیکے طریقے اور پھل محفوظ رکھنے کی ترکیبیں۔ قیمت ۸؍

ترکاریاں — ترکاریوں کی کاشت اور اسے تجارتی اغراض کے فائدہ اٹھانیکے علم پر زمانہ حال کی تحقیق کے بعد لکھی گئی ہے۔ قیمت ۸؍

مذاق العارفین — تصوف کی سب سے بہتر کتاب حضرت امام غزالیؒ کی کتاب احیاء العلوم کا ترجمہ چار جلدوں میں وزن مکمل کتاب قریباً چھ سیر۔ قیمت سولہ روپے (للعہ)

اکسیر ہدایت — ترجمہ کیمیائے سعادت حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ۔ قیمت تین روپے (ﷲ)

القول المتین — سورۃ والتین کی تفسیر اردو زبان میں مولانا آزاد کے رشحات قلم سے۔ قیمت ۸؍

الوصیۃ الکبریٰ — امام ابن تیمیہؒ نے اہل سنت والجماعت کے عقائد کا نہایت جامع الفاظ میں بیان فرمایا ہے قیمت ۸؍

ہفت بہشت — یعنی سوانح عمری خواجگان چشت اہل بہشت جس میں سات اولیائے کرام کے حالات و واقعات درج ہیں۔ قیمت عہ

سعادۃ الکونین فی فضائل الحسنین — کتاب امام حسن و حسین سبطین رسول مقبول صلعم کے مناقب اور فضائل شریف میں لکھی گئی ہے۔ قیمت عہ

فردوس آسیہ — فضائل صحابیہ میں بہت اعلیٰ درجہ کی کتاب ہے قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ (عہ)

تصدیق صداقت — حضرت رسول مقبول صلعم کے حالات کلام اللہ شریف اور اسلام کی صداقت کلیۃً غیر مسلموں کی سند اور تائید سے ثابت کی گئی ہے۔ قیمت ۱۲؍

بہشتی زیور کامل اردو — مؤلفہ مولانا مولوی اشرف علی صاحب تھانوی یہ کتاب عورتوں کی تعلیم کیلئے تالیف ہوئی ہے اور اس کتاب کے گیارہ حصے ہیں۔ قیمت مکمل کتاب تین روپے (ﷲ)

تاریخ سلاطین آل عثمان معہ جنگ کابل حجاز و یونان

تمام سلاطین آل عثمان کی تصاویر اور چند ایک نقشوں کے ساتھ کتاب کو شائع کیا گیا ہے۔ قیمت صرف دو روپے (عار)

عارفات سلطانی — ہندوستان کی تعلیم یافتہ خواتین کے لئے چالیس ولی اللہ عورتوں کے حالات و اقوال۔ قیمت مجلد عہ

ترکی حرم — اس کتاب میں ترکی خواتین کی معاشرت پر ایک نظر غائر ڈالی گئی ہے اور تصویر کا اصلی پہلو دکھایا ہے قیمت عہ

آئینہ عید۔ قیمت دو آنے (۲؍)

ملنے کا پتہ۔ مینجر صوفی بک ڈپو پنڈی بہاؤالدین پنجاب

سیرت حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رح
یہ کتاب آپکی زندگی کے جامع ومانع حالات اور آپکی زبردست تبلیغی کارناموں کا عدیم النظیر مجموعہ ہے۔ ابتدا میں آپ کا مولد اور نسب بیان کرنے کے بعد آپکے والد ماجد اور والدہ ماجدہ کے حالات قلمبند کیے گئے ہیں۔ اس کے بعد آپکی ولادت اور زمانہ طفولیت۔ تحصیل علوم شریعت و طریقت کے دلکش واقعات درج کیے گئے ہیں۔ قیمت عہ

سیرت امام ربانی رح
حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی قدس سرہ کے زمانہ طفولیت سے لیکر تمام حالات قلمبند کیے گئے ہیں۔ قیمت ۸؍

مکتوبات شریف حضرت خواجہ محمد معصوم رح
حضرت امام ربانی رح کے خلف الرشید حضرت خواجہ محمد معصوم رح کے مکاتیب شریف کا مجموعہ۔ فن تصوف کی پاک اور اصلی تعلیم پر مشتمل ہے۔ قیمت ۱۲؍

سیرت غوث اعظم رح
حضرت محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی رح کی یہ سوانحعمری بالکل نئے اور دلکش انداز میں لکھی گئی ہے۔ آپ کے خاندان۔ آپ کی ولادت سے لیکر آخیر عمر تک کے تمام حالات۔ تکالیف ومصائب کا مقابلہ۔ تبلیغ اسلام۔ ایک لاکھ فساق و فجار کا توبہ کرنا۔ پانچہزار یہود ونصاریٰ کا حلقہ اسلام میں داخل ہونا۔ آپ کی کرامات۔ اخلاق وعادات۔ مجاہدات۔ عراق کے بیابانوں کی سیاحت۔ غرضیکہ آپکی زندگی کے مفصل اور صحیح حالات درج کیے گئے ہیں۔ چہل کاف اور قصیدہ غوثیہ کی شرح بھی درج ہے۔ قیمت تین روپے (سے)

سیرت بابا فرید گنجشکر رح
یہ حضرت بابا فرید گنجشکر پاک پٹنی کی مفصل سوانح عمری ہے۔ ابتدا میں آپ کے خاندان آپ کی ولادت۔ بچپن۔ تحصیل علوم دین۔ مختلف ممالک کی سیاحت۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رح کے حلقہ ارادت میں داخل ہونا۔ مجاہدات کرکے خلافت حاصل کرنا۔ اشاعت اسلام کرنا۔ پاک پٹن میں روحانی فیض جاری کرنا۔ وفات۔ آپکی کرامات۔ ملفوظات۔ عملیات۔ آپکے خلفاء اولاد۔ عرس مبارک اور تصانیف وغیرہ وجد میں لانے والے مضامین درج ہیں۔ قیمت صرف آٹھ آنے (۸؍)

سیرت صابر رح
یہ کتاب حضرت خواجہ علاء الدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کے مفصل حالات زندگی کا بہترین مجموعہ ہے۔ قیمت صرف ۶؍

ہدایت الطالبین
یہ تصوف کی ایک بے نظیر کتاب ہے جس کے اندر سلوک نقشبندیہ کو پوری شرح و تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس کے پڑھنے سے سالک فی الحقیقت بغیر کسی پیر طریقت کے مقامات سلوک طے کر سکتا ہے۔ غرض طریقت کا دریا کوزہ میں بند ہے۔ اس سے عمدہ سلوک کی کوئی اور کتاب ملنی مشکل ہے۔ قیمت ۱۲؍

عملیات مشائخ
یہ عملیات کی نادرہ کتاب ذیل کے اولیاء اللہ کے مستند تیر بہدف عملیات کا مجموعہ ہے:-
(۱) حضرت غوث اعظم رح (۲) خواجہ حسن بصری رح (۳) امام غزالی رح (۴) خواجہ نقشبندی رح (۵) حضرت مجدد الف ثانی رح (۶) خواجہ معین الدین اجمیری رح (۷) داتا گنج بخش لاہوری رح (۸) بابا فرید گنجشکر رح (۹) حضرت صابر کلیری رح (۱۰) حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رح (۱۱) حضرت شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی رح
یہ بے نظیر مجموعہ حال ہی میں طبع ہوا ہے۔ ہر شیخ کے حالات الگ الگ درج ہیں۔ قیمت صرف ۶؍

قرآن کے عملیات
قرآن پاک کے بیشمار زود اثر عملیات کا بے نظیر مجموعہ ہے۔ اس میں وہ سربستہ عملیات ظاہر کیے گئے ہیں جو برسوں صوفیا کی خدمت کرنے سے بھی دستیاب نہیں ہو سکتے۔ عملیات کے چند عنوان یہ ہیں۔ حب۔ بغض۔ تسخیر۔ ہلاکت دشمن۔ زبان بندی دشمن۔ کشائش رزق۔ دولتمند بننا۔ تسخیر حکام۔ شناخت چور۔ دفع آسیب۔ تجارت میں ترقی کرنا۔ دفع امراض۔ آئندہ حالات معلوم کرنا۔ استخارہ جات۔ حصول ملازمت۔ سرکار مدینہ کی زیارت۔ حل مشکلات۔ حصول اولادات۔ ادائیگی قرضہ وغیرہ۔ قیمت صرف ۸؍

اسلام اور تعدد ازدواج
اس کتاب میں مسئلہ تعدد ازدواج کو پرزور عقلی دلائل سے ثابت کیا گیا ہے۔ تمہید میں علمائے یورپ کے خیالات نقل کیے گئے ہیں۔ توریت۔ انجیل کی تعلیم وید اور ویدک رشیوں کے طرز عمل سے غیر محدود اور غیر مشروط تعدد ازدواج کا ثبوت بہم پہنچایا ہے۔ پھر کئی ابواب میں آنحضرت صلعم کے نکاحوں کی بیشمار حکمتیں بیان کی گئی ہیں۔ آپکے تمام نکاحوں کی اصلی غرض وغایت اور ان کے حقیقی مصالح پر پوری روشنی ڈالی گئی ہے اور مخالفین کے تمام اعتراضات کا جو انہوں نے آنحضرت کے نکاحوں کے متعلق کیے ہیں نہایت ہی معقول اور خوب مدلل شافی جواب دیا گیا ہے۔ قیمت ۱۲؍

خون کربلا
اس کتاب میں واقعہ کربلا کے پر درد مفصل اور صحیح حالات اس انداز سے بیان کیے گئے ہیں کہ کربلا کا پورا اور دردناک منظر آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ یزید کی حرکات قبیحہ کا انجام بھی درج ہے۔ قیمت ۳؍

ملنے کا پتہ: مینیجر صوفی بک ڈپو پنڈی بہاؤالدین پنجاب

بے نظیر خوشخط مُعرّا جلبی حمائل شریف

یہ حمائل شریف کئی سال کی محنت شاقہ کے بعد تیار ہوئی ہے۔ حروف موتیوں کی طرح خوشنما ہیں باوجودیکہ سائز چھوٹا ہے لیکن خط بہت جلی اور صاف ہے کمزور نظر والا بھی اسے بلا تکلیف پڑھ سکتا ہے۔ صحت میں انتہائی کوشش کی گئی ہے۔ قیمت مجلد صرف ایک روپیہ (عہ/)

شمائل ترمذی مترجم اُردو

یہ کتاب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق حسنہ کا بہترین مجموعہ ہے عربی عبارات جلی باعراب لکھی گئی ہیں۔ ترجمہ بین السطور ہے۔ قیمت عہ/

رسُول اللہ کے عملیات

اس کتاب میں سرور کائنات صلعم کے تمام عملیات حدیث کی مستند کتابوں سے بڑی محنت کے ساتھ جمع کئے گئے ہیں۔ ہر عمل کے ساتھ حدیث کی کتابوں کا حوالہ دیا گیا ہے۔ چنانچہ اس کتاب میں ہر مقصد میں کامیاب ہونے ہر دکھ درد کے مٹانے اور ہر مصیبت سے نجات حاصل کرنے کیلئے عملیات نبویؐ درج ہیں۔ یہ اپنے رنگ کی پہلی بے نظیر کتاب ہے۔ قیمت صرف پانچ آنہ (۵/)

دین اسلام

قیمت صرف دو آنے (۲/)

قاعدہ تیسیر القرآن

یہ قاعدہ مولینا محمد سلیمان صاحب فارغی بی۔اے کی تصنیف ہے اسکے پڑھنے سے بچہ چند ہی ماہ میں ہر خط کا لکھا ہوا قرآن شریف فرفر پڑھنے لگتا ہے۔ آخر میں مکمل نماز درج کی گئی ہے۔ قیمت صرف ۲/

چاہ بابل

اس کتاب میں حدیث کی تمام کتابوں سے ہاروت و ماروت دو فرشتوں کے حیرت انگیز حالات دلکش پیرائے میں ایک جگہ جمع کئے گئے ہیں۔ قیمت صرف ۳/

آسمانی کڑک

اس کتاب میں اُن معیاروں کی جو مرزائی حضرات مرزا صاحب کے صدق میں پیش کیا کرتے ہیں بڑے زور سے تردید کی گئی ہے۔ کتاب کے آخری حصہ میں ختم نبوت پر بحث کی گئی ہے۔ قیمت ۷/

مرزائیوں سے فسخ نکاح

یہ فتویٰ حال ہی میں ترتیب دیا گیا ہے قیمت صرف تین آنے

رشوت

رشوت کے اقسام۔ رشوت کیونکر کی جاتی ہے اور اس کی اصلاح ایک ریٹائرڈ مجسٹریٹ و کلکٹر کے مشاہدات۔ قیمت ۶/

تدابیر علاج سل و دق

قیمت صرف دو آنے (۲/)

تعلیم دینیات

یہ سلسلہ اسلامی مدرسوں کے چھوٹے چھوٹے لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے لکھا گیا ہے۔ اس سلسلہ کے صرف تین رسالے ہیں۔ ان میں نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ۔ جنازہ۔ نکاح۔ طلاق وغیرہ وغیرہ تمام ضروری مسائل نہایت ہی آسان اور عام فہم اُردو زبان میں لکھے گئے ہیں تاکہ بچے تمام ضروری اسلامی احکام اور مسائل سے واقف ہو سکیں قیمت رسالہ اول ۱/ رسالہ دوم ۲/ رسالہ سوم ۲/

اسلامی دینیات

اس کتاب کے چار حصے ہیں۔ ان میں نماز روزہ زکوٰۃ۔ صدقہ فطر۔ عید۔ قربانی۔ جنازہ۔ نکاح طلاق۔ نجاست۔ پاکی و ناپاکی۔ حلال و حرام وغیرہ وغیرہ کے تمام مسائل و احکام پوری تشریح اور تفصیل کے ساتھ فقہ کی ضخیم کتابوں سے پوری تحقیق کے ساتھ جمع کئے گئے ہیں۔ پیدائش سے لیکر موت تک انسانی زندگی کا کوئی ایسا مسئلہ نہیں جو اس کتاب میں موجود نہ ہو۔ گویا فقہ کا مکمل نصاب ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد بڑی بڑی فقہی کتابوں کے مطالعہ سے آپ بے نیاز ہو جائیں گے جو لوگ عربی زبان سے ناواقف ہیں اُن کے لئے یہ ایک بے نظیر مجموعہ ہے بیشمار اسلامی مدرسوں میں بطور نصاب داخل کی گئی ہے۔ قیمت حصہ اول ۳/ حصہ دوم ۴/ حصہ سوم ۳/ حصہ چہارم ۳/

مسلمان بچوں کیلئے بیس کتابوں کا سٹ

مفتی سید شوکت علی صاحب فہمی نے بچوں کی تعلیم و تربیت کیلئے بیس مفید کتابوں کا یہ سٹ تیار کیا ہے جو عام پسند ہونے کی وجہ سے آجکل بہت مقبول ہو رہا ہے ہر ایک کتاب کا مضمون اُس کے نام سے ظاہر ہے۔

کتاب	قیمت	کتاب	قیمت
قرآن کے سبق	قیمت ۶/	بچوں کی خطوط نویسی	قیمت ۶/
قرآن کے قصے	" ۶/	بچوں کی تندرستی	" ۶/
بچوں کی حدیثیں	" ۶/	بچوں کی اخلاقی کہانیاں	" ۶/
بچوں کی گلستاں	" ۶/	بچوں کی نئی نئی کہانیاں	" ۶/
بچوں کی بوستاں	" ۶/	بچوں کی علمی کہانیاں	" ۶/
پیغمبروں کے قصے	" ۶/	بچوں کی دلچسپ کہانیاں	" ۶/
اولیاء اللہ کے قصے	" ۶/	بچوں کی اصلاحی نظمیں	" ۶/
بچوں کی تعلیم و تربیت	" ۶/	پریوں کی کہانیاں	" ۶/
بچوں کے اخلاقی سبق	" ۶/	بچوں کے تاریخی قصے	" ۶/
بچوں کا مکتب	" ۶/	بچوں کی معلومات	" ۶/

مجموعی سٹ کے خریداروں سے بجائے ۲ عہ کے صرف ۸ علاوہ محصولڈاک

ملنے کا پتہ: مینجر صوفی بک ڈپو پنڈی بہاؤالدین۔ پنجاب

تصانیف مصورِ غم علامہ راشد الخیری دہلوی

سیدہ کا لال شہید کربلا حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر بہترین کتاب۔ قیمت ۸؍

آمنہ کا لال اردو زبان کا سب سے بہتر مولود شریف جس کا کئی سال سے تعلیمیافتہ مسلمانوں کو انتظار تھا چھپکر تیار ہے۔ قیمت ۱۰؍

امت کی مائیں یعنی رسول اللہ صلعم کی تمام ازواج مطہرات کے سوانح زندگی۔ قیمت صرف ۱۲؍

الزہرا مصور غم نے حضرت سیدہ فاطمہ زہرا کے مقدس حالات کو اپنے مخصوص دلکش اور پُراثر رنگ میں لکھا ہے۔ قیمت ۱۲؍

حیات صالحہ اس میں نیک لڑکی کی زندگی کے وہ تمام واقعات نہایت ہی مؤثر پیرایہ میں بیان کئے گئے ہیں جو اکثر ہندوستانی گھروں میں پیش آتے ہیں۔ قیمت ۸؍

صبح زندگی اس کتاب میں لڑکیوں کی تعلیم و تربیت کو نہایت خوبی کے ساتھ بیان کیا ہے۔ قیمت ۸؍

شب زندگی یہ نہایت ہی مؤثر مفید اور پُردرد کتاب ہے قیمت حصہ اول ۱۰؍ حصہ دوم ۱۰؍

نوحہ زندگی نوحہ زندگی کا ہر فقرہ درد و اثر سے لبریز ہے۔ نوحہ زندگی بتائیگی کہ سنگدل ماں اور جفا شعار باپ کی بدولت ایک لڑکی نکاح ثانی کے جرم میں کس طرح قید کی مصیبتیں بھگت رہی ہے۔ قیمت ۱۲؍

نسوانی زندگی نسوانی زندگی کا ہر افسانہ بے انتہا دلچسپ ہونے کے ساتھ سبق آموز اور درد و اثر سے لبریز ہے۔ قیمت ۸؍

بیلہ میں میلہ غدر دہلی کی لٹی ہوئی شہزادیوں کی دردانگیز سرگذشت۔ قیمت صرف ۱۲؍

وداع خاتون وہ خون کے آنسو جو تعلیم یافتہ ہندوستانی خواتین کی محبوب ترین انشاپرداز محترمہ خاتون اکرم کی جوانمرگی پر مرحومہ کے خسر علامہ راشد الخیری نے گرائے ادب اردو کے وہ قیمتی موتی ہیں جن سے زنانہ لٹریچر ہمیشہ جگمگاتا رہیگا وداع خاتون انہیں مضامین کا مجموعہ ہے۔ قیمت ۶؍

منازل السائرہ ایک لڑکی کی عملی زندگی کا مکمل درس خانہ جس کے پڑھنے کے بعد وہ ایک تجربہ کار سن رسیدہ کا مقابلہ کر سکتی ہے۔ قیمت حصہ اول ۱۰؍ حصہ دوم ۱۰؍

منازل ترقی اس کتاب میں ترقی یافتہ انسانوں کی انفرادی زندگی کی تصویر ہے جس میں ایک سچا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ قیمت ۴؍

تیغ کمال غازی مصطفیٰ کمال پاشا کے حالات اور یورپ کی مکاریاں۔ قیمت ۸؍

یاسمین شام شام کی ایک محبوبہ کی دل ہلا دینے والی داستان جس نے معرکہ جنگ قائم کر دیا تھا قیمت ۸؍

عروس کربلا شہدائے کربلا کی داستان انتہائی درد میں ڈوبے ہوئے انداز میں دلچسپ ناول کے پیرایہ میں۔ قیمت ۸؍

جوہر قدامت مغربی تعلیم اور مشرقی تربیت کا مقابلہ۔ دو بہنوں کی پرتکلف داستان ناول کے پیرایہ میں لکھی گئی ہے۔ قیمت ۸؍

موؤدہ شرع اسلام کے خلاف لڑکی کو ترکہ نہ دینے کی مخالفت میں مولانا کا نہایت دردانگیز اور سبق آموز افسانہ۔ قیمت ۸؍

ستونتی کہنے کو افسانہ ہے پڑھنے کو کہانی لیکن اعلیٰ درجہ کی اخلاقی کتاب ہے۔ قیمت ۸؍

شہید مغرب طرابلس و مراکش میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے مقابلے۔ مسلمان عورتوں کی ناموس اسلام پر قربانیاں۔ مسلمانوں کی ترقی کا راز اور تنزل کے اسباب۔ قیمت ۸؍

سراب مغرب اس کتاب میں یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ تعلیم نسواں میں غیر مسلم ذرائع سے مستفید ہونا کہاں تک جائز ہے۔ قصہ اس قدر دردانگیز ہے کہ ہر ہر لفظ کلیجہ کے پار ہو جاتا ہے قیمت ۸؍

طوفان حیات شرک و بدعات کے بدنتائج کا بیان دل آویز قصہ کے پیرایہ میں۔ قیمت ۱۰؍

دُرِ شہوار ایک ایرانی کی شہزادی کے حسن و عشق کے واقعات کا دلچسپ ناول۔ قیمت ۱۰؍

محبوبۂ خداوند حضرت عثمان غنی کے زمانہ کا اسلام مذہبی بھیس میں مسیحی علماء کی سیاہ کاریاں۔ نہایت دل آویز تاریخی ناول۔ قیمت ۱۲؍

تفسیر عصمت بے انتہا عبرت انگیز اور مؤثر و سبق آموز افسانہ ہے۔ قیمت ۶؍

جوہر عصمت کلاں اس میں ۱۳ مختلف نہایت دلچسپ اور سبق آموز افسانے درج ہیں۔ قیمت ۸؍

جوہر عصمت خورد فسانہ تنویر اور ملکہ شہزاد۔ دو دلچسپ قصے معہ خاتمہ بالخیر۔ قیمت ۶؍

ملنے کا پتہ:- منیجر صوفی بک ڈپو پنڈی بہاؤالدین۔ پنجاب

ساٹھ روحوں کے اعمالنامے عالم ارواح کی سیر کرنی ہو یا پردۂ موت کو ہٹا کر کچھ دیکھنا ہو تو ساٹھ روحوں کے اعمالنامے پڑھیے جس میں فاضل مصنف نے حیات و ممات کی دلکش تصویریں کھینچی ہیں قیمت ۸ر

امین کا دم واپسیں ہارون الرشید کے بیٹے امین الرشید کے دردناک قتل کا دردانگیز واقعہ۔ قیمت ۶ر

وڈیا کی سرگذشت فیشن اور جوت کی دیوانی ایک خاتون کی سرگذشت خود اسی کی زبانی۔ قیمت ۴ر

نوبت پنج روزہ اس میں آخری تاجدار مغلیہ کی پانچ نوبتیں اس قدر دردانگیز پیرایہ میں لکھی گئی ہیں کہ خون کے آنسو رلوا دیں گی۔ بادشاہ کی تصویر اور تین نادر عکسی تصویریں بھی دی گئی ہیں۔ قیمت عہ

تمغۂ شیطانی اُمت شیطانی کے آٹھ بے مثل کیرکٹر جن میں ہر کیرکٹر ہندوستانی مسلمانوں کی معاشرت کا ہو بہو فوٹو ہے قیمت ۱۲ر

قلب حزیں مولانا راشد کے نہایت لطیف مختصر ادبی مضامین کا مجموعہ۔ قیمت ۸ر

انگوٹھی کا راز تین مختلف الخیال لڑکیوں کا سبق آموز اور قابل دید افسانہ۔ قیمت ۸ر

طوفان اشک اُن بارہ دردانگیز افسانوں کا مجموعہ ہے جنکی ہندوستان بھر میں دھوم مچ چکی ہے۔ قیمت عہ

سیلاب اشک مولانا کے ساٹھ ایسے ہی باتصویر معرکۃ الآرا افسانے جن کا ڈنکا بج چکا ہے۔ قیمت عہ

گلدستہ عید عید کے متعلق چودہ سبق آموز افسانوں کا مجموعہ قیمت صرف بارہ آنہ (۱۲ر)

منظر طرابلس تسخیر طرابلس کے لئے مسلمانوں کا جوش ایمانی حضرت زبیر بن العوام کی بے مثل بہادری۔ ایثار، شجاعت محبت کے آتشکدے میں بیگناہ لڑکی کی قربانی حقیقی بہن کے ہاتھوں بھائی کا قتل۔ مذہبی پیشوا کی مکاریاں اور شہزادی لیبیو کی کہانی۔ فتح طرابلس کا آخری منظر۔ قیمت ۵ر

روداد قفس مولانا راشد کی بے نظیر اور پُر درد نظموں کا مجموعہ قیمت چھ آنے (۶ر)

گرفتار قفس مولانا کی بیش بہا اور عبرت انگیز معاشرتی نظموں کا مجموعہ جو روداد قفس کا دوسرا حصہ ہے۔ قیمت ۴ر

شہنشاہ کا فیصلہ عہد عباسی کے بغداد کا دلآویز اور سبق آموز افسانہ۔ قیمت ۴ر

ولایتی ننھی نہایت پُر لطف باتصویر افسانہ جس کے ہر ہر فقرے سے ہنستے ہنستے پیٹ میں بل پڑ جاتے ہیں۔ قیمت ۸ر

سودائے نقد ایک نہایت دلآویز افسانہ کنواری لڑکیاں نہ منگوائیں۔ قیمت صرف ۶ر

جمال ہمنشیں جنت مکانی محترمہ خاتون اکرم کے بے مثل ادبی مضامین کا شاندار مجموعہ۔ قیمت عہ

گلستان خاتون یہ جنت مکانی محترمہ خاتون اکرم کے بے مثل افسانوں کا مجموعہ ہے۔ قیمت عہ

پیکر وفا خاتون اکرم جنت مکانی کا ایک دلآویز نتیجہ خیز افسانہ۔ قیمت صرف ۸ر

بچھڑی بیٹی محترمہ خاتون اکرم کا نہایت دلچسپ اور سبق آموز افسانہ۔ قیمت صرف ۸ر

عصمتی دسترخوان مشرقی اور مغربی کھانوں کی کئی کئی قسم کی صحیح ترکیبیں جو بار بار تجربہ میں آچکی ہیں اس کتاب کو ہندوستان کی نامور خواتین نے مرتب کیا ہے جس کا ہر گھر میں ہونا لازمی ہے قیمت عگر

عصمتی کشیدہ اس کتاب میں کشیدہ کاری کے نہایت اچھے اچھے نمونے دیئے گئے ہیں۔ قیمت عہ

عصمتی کروشیا کروشیا کی شوقین بہنوں کے لئے نہایت کارآمد تحفہ جس کی تمام تصویریں مشہور مصور مسٹر ڈی۔جی آرٹ نے تیار کی ہیں۔ قیمت عہ

عصمتی ہنڈکلیا بچیوں کے لئے کھانے تیار کرنیکی بہترین کتاب تاکہ وہ شادی سے قبل کھانے پکانے کے فن میں ماہر ہو جائیں از محترمہ آمنہ نازلی۔ قیمت ۸ر

مشیر نسواں صغرا ہمایوں مرزا صاحبہ کا ایک بے حد اخلاقی ناول جس میں لڑکیوں کو بہت سی بیش بہا اخلاقی باتیں بتائی گئی ہیں اور جسے پسند کر کے اکابرین قوم نے مصنفہ کو طلائی تمغہ دیا تھا۔ قیمت عہ

تحریر النسا لڑکیوں کیلئے جدید طرز پر خط و کتابت کی بے نظیر اخلاقی و معاشرتی و مذہبی سبقوں کا لاجواب مجموعہ۔ قیمت ۱۲ر

انوری بیگم انوری بیگم ایک انگریزی تعلیم یافتہ اور معزز گھرانے کی چشم و چراغ ہے اس کی بیمارداری اور تیمارداری منگنی اور شادی کے واقعات نہایت خوش اسلوبی سے بیان کئے گئے ہیں۔ قیمت ایک روپیہ چھ آنے (۱؍۶)

ملنے کا پتہ: منیجر صوفی بک ڈپو پنڈی بہاؤالدین۔ پنجاب

خواتین کی دستکاریاں — پردہ نشین عورتیں نبیر کی کا احسان اُٹھائے صرف اس کتاب کی بدولت مالی پریشانیوں کو باآسانی دُور کر سکتی ہیں۔ قیمت ۸ر

نامور خواتین اندلس — مسلمانوں کے زمانہ میں سرزمین اندلس نے ایسی ایسی باکمال خواتین پیدا کی تھیں جنہوں نے علوم و فنون کے دریا بہا دیئے ہیں۔ قیمت ۶ر

تاریخی لطیفے — یعنی مشرق و مغرب کے بڑے بڑے آدمیوں پیغمبروں و مذہبی پیشواؤں۔ بادشاہوں مصنفوں و شاعروں ادیبوں۔ فلاسفروں وغیرہ وغیرہ کے بہترین مہذب لطیفے۔ قیمت ۸ر

عقل کی باتیں — مشرق و مغرب کے بڑے بڑے آدمیوں پیغمبروں۔ مذہبی پیشواؤں مصنفوں۔ شاعروں۔ ادیبوں۔ فلاسفروں وغیرہ کے زریں اقوال۔ قیمت ۸ر

غیرت کی پتلی — ایک دلآویز سبق آموز افسانہ از محترمہ فاطمہ بیگم صاحبہ منشی فاضل قیمت ۶ر

مختصر دُنیا — گلیور صاحب کی سیاحت دُنیا کا اُردو ترجمہ قیمت صرف پانچ آنہ (۵ر)

سرگذشت ہاجرہ — دلچسپ اور قصوں کے پیرایہ میں اخلاقی و اصلاحی جواہرات کا بیش بہا ذخیرہ۔ قیمت ۱۰ر

بچوں کی دُنیا — رُوسی معجز نگار ٹالسٹائی کی پانچ کہانیوں کا ترجمہ قیمت سات آنے (۷ر)

بچوں کی تربیت — ننھے بچوں کے لئے اصُول صحت سے کس قسم کی غذا دینی چاہئے۔ کونسے کھانے مفید ہیں اور وہ کس طرح تیار ہوتے ہیں۔ اس موضوع پر بے نظیر باتصویر کتاب ہے۔ قیمت صرف ۸ر

بچوں کے کھانے — ننھے بچوں کے لئے اصُول صحت سے کون سے کھانے مفید ہیں اور وہ کس طرح تیار ہوتے ہیں۔ اس موضوع پر بے نظیر کتاب ہے جس میں بچوں کی صحت بخش اور مفید کھانوں کی کئی درجن تجربہ کی ہوئی صحیح ترکیبوں کے علاوہ نہایت کارآمد مضامین بھی لکھے ہوئے ہیں۔ باتصویر۔ قیمت ۸ر

دولت پر قربانیاں — سوکن پر بیٹی بیاہنی اور دولت کے لالچ میں لڑکی کی شادی کرنے کے لئے نہایت دردناک اور عبرت انگیز نتائج۔ قیمت صرف ۸ر

سوانح سلطان صلاح الدین اعظم — سلطان صلاح الدین اسلام کے اُن تاجداروں میں سے تھا۔ جن کی سطوت و جلالت کا سکہ تمام دُنیا مانتی تھی۔ انصاف اور رحمدلی کے تمام دوست دُشمن قائل تھے۔ قیصر ولیم ثانی جب روم و شام کی سیاحت کو گیا تو اُس نے سُلطان کے مزار پر سونے کا تاج چڑھایا۔ اس اولوالعزم سُلطان کی شاندار سوانح زندگی چھپکر تیار ہے۔ کتاب کے شروع میں سُلطان کا فوٹو اور اخیر میں سُلطان کی مزار کا عکسی فوٹو دیا گیا ہے۔ حجم ۳۰۰ صفحے قیمت عہ ر

مذہبی معلومات — اس کتاب میں اسلامی تعلیم کا خلاصہ اس خوبی کے ساتھ دیا گیا ہے کہ تمام اہم اور ضروری باتیں جو مذہبی معلومات سے تعلق رکھتی ہیں درج کی گئی ہیں۔ قیمت صرف عہ ر

فلاح دین و دنیا — اس جامع مذہبی کتاب میں تمام دینی اور دنیاوی معلومات جمع کر دی گئی ہیں جن کی ایک مسلمان کو ضرورت ہو سکتی ہے۔ یہ کتاب تمام دینی مسائل پر حاوی ہے اور مذہب اسلام کی ایک چھوٹی سی انسائیکلوپیڈیا ہے۔ قیمت ۳/۸

اسلامی زندگی — یہ فلاح دین و دُنیا کا دُوسرا حصہ ہے جس میں زیادہ تر وہ اسلامی تعلیمات درج ہیں جن کا تعلق معاشرت تمدن سے ہے۔ یہ دونوں کتابیں جس مُسلمان کے گھر میں موجود ہوں اُس کو کسی مسئلہ کے دریافت کرنے اور دینی رہنمائی حاصل کرنے کے لئے کسی مولوی کے پاس جانے کی ضرورت نہیں ہے۔

عملیات — اس کتاب میں پانچسو سے زیادہ ایسے مستند اور مجرب عملیات درج کئے گئے ہیں جو اولیاء اللہ اور زبردست عاملوں کے زیر عمل رہے ہیں۔ قیمت [illegible]

فن تسخیر — خوش خلقی کی تعلیم دینے اور دلوں کو مسخر کرنے والے اخلاق و آداب سکھانے کے لئے یہ بہترین کتاب ہے۔ قیمت ۸ر

دین دنیا کے افسانے — نہایت مفید دلچسپ اور مؤثر افسانوں کا مجموعہ قیمت حصہ اول درس عبرت ایک روپیہ قیمت حصہ دوم تصویر معاشرت ایک روپیہ (عہ ر)

زندگی کی صبح و شام — دین و دُنیا کے افسانوں کا مجموعہ از مولانا سید ظہور احمد وحشی۔ قیمت عہ ر

طوفانِ زندگی — دین و دُنیا کے افسانوں کا مجموعہ از مولانا سید ظہور احمد وحشی۔ قیمت عہ ر

ملنے کا پتہ:- مینیجر صوفی بُک ڈپو پنڈی بہاؤالدین پنجاب

معدہ کی شکایت تمام بیماریوں کی جڑ ہے!

سب کا واحد علاج نمک سلیمانی ہے

نمک سلیمانی تمام شکایتوں کو دور کرکے معدہ کو مقوی کرتا ہے اور بدن میں خون صالح بافراط پیدا کرکے تندرستی بڑھاتا ہے دائمی قبض۔ بدہضمی شکم میں درد اور نفخ ہو جانا
کمی اشتہا یعنی بھوک نہ لگنا۔ کھٹے ڈکار آنا۔ سینہ جلنا منہ سے بدمزہ پانی چھوٹنا۔ طحال یعنی تاپ تلی ضعف معدہ۔ وبائی امراض ہیضہ۔ اسہال پیچش۔ بواسیر۔ درد گردہ۔ اوجاع
اورام مفاصل یعنی گنٹھیا۔ درد سر ضعف دماغ ضعف بصر وغیرہ اور دیگر امراض میں مثل تریاق کے حکمی تاثیر رکھتا ہے۔ بچوں کو دانت نکلنے کی حالت میں نفع پہنچاتا ہے۔ عورتوں کی خاص
بیماریوں کے واسطے۔ ایام ماہواری میں کسی قسم کا خلل ہو تو فائدہ کثیر بخشتا ہے۔ بھوک بڑھاتا ہے اور غذا کو فوراً ہضم کرتا ہے جس کے باعث انسان کے جسم میں خون معمول سے زیادہ
پیدا ہوتا ہے اور ہر قسم کی سستی اور غمگینی دور کرتا ہے اور طاقت مردانگی بڑھاتا ہے۔ فساد خون کو زائل کرکے رنگ بدن صاف شفاف رکھتا ہے۔ قلب کو قوت اور فرحت بخشتا ہے
پژمردہ طبیعت کو خورسند کرتا ہے اور وہم و فکر کو زائل کرتا ہے اور معدہ کی تمام خرابیوں کو اسکی قوت کا محافظ رہتا ہے ہیضہ اور طاعون کے دنوں میں اسکا استعمال اکسیر کا کام دیتا ہے
ہر گھر میں اس نمک کی ایک شیشی موجود رکھنی نہایت ضروری ہے اس سے وقت پر جادو کا اثر پڑتا ہے قیمت فی شیشی ۱۲ اور تین شیشی ۱۲ چھ شیشی للعہ +

اکسیر عنبری

اکسیر عنبری میں خدا کے فضل و کرم سے وہ تمام خوبیاں موجود ہیں۔ جن کے حاصل کرنے کے واسطے اہل ملک لاکھوں روپے یورپ اور
نیز جھوٹے اشتہار بازوں کی نذر کر رہے ہیں۔ خداوند کریم کی عنایت سے اب چونکہ ہندوستان کے ہر حصہ میں اکسیر عنبری کا تجربہ
ہو چکا ہے۔ اس لئے اسکی تعریف میں صفحے سیاہ کرکے آپ کی سمع خراشی کرنا منظور نہیں اور نہ اسکے پورے صفات
بیان کرنے کی اس اشتہار میں گنجائش ہے۔ یہ جوانی کی روح اور بڑھاپے کی جان ہے۔ عورتوں بچوں اور لڑکیوں کی کمزوری کی حالت میں اس کو استعمال کیا گیا
اور نتیجہ نہایت تسلی بخش نکلا ہے۔ مردوں کے امراض مثل کثرت احتلام اور جریان و سرعت وغیرہ کو نافع ہے۔ جوانی کی غلط کاریوں اور بچپن کی شادی سے جب
انسان زندہ درگور ہو جاتا ہے تو اکسیر عنبری نئی زندگی بخشتا ہے۔ اسکی پہلی خوراک منہ میں ڈالتے ہی دل و دماغ میں ایک سریع التاثیر سرور پیدا ہو کر حواس خمسہ
ظاہری و باطنی تیز و روشن ہو جاتے ہیں۔ خیالات اعلیٰ اور مفید سوجھنے لگتے ہیں دل کو وہ تقویت اور فرحت پہنچتی ہے کہ گویا قادر مطلق نے ایک نئی زندگی عطا کی ہے
ضعف دل۔ بےچینی دل۔ دل کا دھڑکنا۔ دل کا ڈوبتے جانا۔ پراگندہ خیالی۔ سانس کا پھولنا وغیرہ امراض کے واسطے ایک سچا اور قابل اعتماد تریاق ہے۔ جس کے
استعمال سے دیمج کے تمام نقائص دور ہو جاتے ہیں۔ ججوں منصفوں۔ تحصیلداروں۔ رئیسوں اور جاگیرداروں وغیرہ کو یہ مونس رفیق جان کے ساتھ رکھنا چاہئے
قیمت فی شیشی چار روپے (للعہ) تین شیشی کے خریدار کو محصول ڈاک معاف

طلائے نادر

طلا مقوی اوراوائل کی غلط کاریوں کے ازالہ کے لئے
بمنزلہ اکسیر ہے زیادہ تعریف خلاف تہذیب ہے قیمت فی شیشی عہ
اکسیر عنبری کے ہمراہ اس کا استعمال سونے پر سہاگہ کا کام دیتا ہے

طلائے خاص

یہ طلا نہایت اعلیٰ درجہ کا ہے۔
اس میں کستوری ہے صرف امیروں کیلئے
قیمت فی شیشی پانچ روپے (صہ)

خضاب لاجواب

افسوس ہے کہ اکثر لوگوں نے خضاب کے اشتہار دے دیکر اپنی لفاظی اور جھوٹے دعوے کے ذریعے پبلک کو بدظن کر دیا ہے۔ ہمارا یہ دعویٰ تو ہرگز نہیں ہو سکتا کہ
کہ خضاب لاجواب کے صرف ایکدفعہ لگانے سے ہی بال سیاہ ہو کر عمر بھر کیلئے چھٹکارا ہو جاتا ہے۔ بلکہ ہم اسکی اچھی تعریف ناظرین کی خدمت میں
بلا لیس و پیش پیش کرتے ہیں اور یقین دلاتے ہیں کہ اگر آپکو بلا نقص خضاب کی ضرورت ہے جو سفید بالوں کو تھوڑی دیر میں قدرتی سیاہ رنگ دیتا ہے۔ بال مثل ریشم کے نرم رہتے ہیں اور لطف یہ ہے
کہ اسکے لگانے سے پیشتر جتنے بال سفید ہونگے اتنے ہی رہینگے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ اس خضاب سے اچھا دنیا بھر میں آجتک کوئی خضاب ایجاد نہیں ہوا۔ اہل ملک نے اس خضاب کی
خوبیوں کا اندازہ کر لیا ہے۔ آج تک کہیں سے بھی کسی قسم کی شکایت کا موقع نہیں ملا۔ اگر مہندی و سمہ کی تکلیف سے بچنا اور پیری میں جوانی چاہتے ہو تو آزماؤ قیمت فی سٹ عہ

ملنے کا پتہ۔ مینیجر آب حیات لمیٹڈ پنڈی بہاؤالدین۔ پنجاب

صوفی ۱۵